UNIVERSAL LIBRARY

# السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

جلد چہارم

نمبر ۱و۲

بابت صفر و ربیع الاول ۱۲۹۸ھ مطابق جنوری و فروری ۱۸۸۱ء

## شرح قیمت وغیرہ امور متعلق رسالہ

| نمبر | درجات مراتب قیمت: نام قیمت | تفصیل خریداران شہر | قیمت سالانہ: بابت رسالہ | قیمت سالانہ: بابت ضمیمہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | اخص قیمت | اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس | للوجہ اللہ | سے |
| ۲ | خاص قیمت | گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا، و لائبریری و سوسائٹی ہا | عہ | ے |
| ۳ | عام قیمت | متوسط اہل وسعت | ۳ے/ | ۱عہ/۸ |
| ۴ | رعائتی قیمت | کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکہین اور رسالانہ پیشگی داخل کرین | ۲/ | ۱۲/ |
| ۵ | للاہی قیمت | بیوسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی نہ رکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین | ثواب آخرت | دعاء خیر |

یہہ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا - اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت [illegible] بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ [illegible] بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے -

جنکے نام اصل رسالہ [illegible] وہ حسب حیثیت خود اُسی بہیجنے بہہ

جسوقت جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل [illegible]

متعلق پرچہ راقم کے نام [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

# اختتام سال گذشتہ و آغاز سال آئندہ

بحمد للہ والمنۃ کہ اشاعۃ السنۃ کا تیسرا
سال ختم ہوا اور سال چہارم شروع ہوا۔
سال سوم میں اس رسالہ نے عمدہ آثار کا جلوہ دکھایا
ہے اور ایک عجیب خوبی نمایاں [illegible] بکر اثر اور قوی
اثر اسکا اس سال [illegible] نے
اپنے مقابل تہذیب ا[illegible] کر دیا
[illegible] وہ اس سے [illegible] پہہ چہہ اسلیے مقابلہ
مین ہون سیر اکرتا تہا اس سے ہی روک دیا اسکی
وجہہ گو بعض بے انصاف مقلدین تہذیب الاخلاق
یہی سمجہتے ہون کہ تہذیب الاخلاق اُسکو مخاطب صحیح
نہین سمجہتا اور اُسکے مضامین کو لایق تعرض و جواب
نہین جانتا۔ مگر اہل علم و انصاف (اُنہی کے ہم
خیال کیون نہ ہون) خوب جانتے ہین کہ یہہ ستر از
[illegible] ہاوری ہے اور یہہ سکوت از درماندگی ست

ز [illegible] ندانست [illegible] سال بری رخان
گنجے گرہ [illegible] سر [illegible] را بہانہ ساخت

اگر یہہ سکوت لایق خطاب نہونے اشاعۃ السنۃ
کے سبب سے ہوتا تو پہلے سے وہ لایق خطاب کیون
سمجہا جاتا اور تہذیب ماہ جمادی الاولی و اشاعۃ [illegible]
و شعبان ۱۲۹۶ھ مین صراحۃ اور پرچہ ذی قعدہ [illegible]
وغیرہ مین اشارۃ کیون مشرف بخطاب کیا جاتا۔
اسکو ایک مدت تک مخاطب بنا کر پہر خطاب ترک
کرنا اس بات پر کامل دلیل ہے کہ آپ کو اُسکی ہمت و
کا حوصلہ نرہا۔ اور اُسکے پرزور عقلی و نقلی دلایل کے
معارضہ سے عاجز ہو کر سپر شمشیر کو ہاتہہ سے ڈال [illegible]
آخر آپ نے اس نصیحت پر عمل کیا

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

اور نیز اگر یہہ رسالہ لایق خطاب و تعرض [illegible]
تو آپ نہ سہی کوئی اور ہی آپ کے اہل [illegible]
سے (جو ہمیشہ سے اسکو اخبارون کے [illegible]
خارج [illegible] مین مخاطب فرماتے ہین اور [illegible]
و سب و شتم سے اسپر دے جاری رکہتے ہین)
اسکے کسی مسئلہ سے تعرض کرتا اور مطلب کی بات
کا جواب دیتا۔
[illegible] ن گو [illegible]

لایق خطاب ہونے ... دیا - پھر اگرچہ
جو صاحب ... کی ہوں کا (جنمین بڑے
بڑے سخت اور فحش امور مین جناب مخاطب کو ملزم
کیا گیا ہے اور برسر بام انکو اصول اسلام (توحید
نبوت معاد وغیرہ) مین مخالف اسلام بنایا گیا ہے
... جواب نہ دیا - اور کچھ ہاتھ مین نہ تھا تو لعنة اللہ
علی قائلہا و معتقدہا کو ہی پیش کر دیا ہوتا - جو مولانا
حاجی سید علی بخش خان صاحب کے جواب و مقابلہ مین
پیش کیا گیا تھا - ہمنے دو برس کے عرصہ مین
اشاعة السنہ کے جواب مین بیسیوں مضامین کو اخبارو
مین ملاحظہ کیا مگر مطلب کی بات کے جواب مین کبھی
کسی کالم و سطر مین مضمون نہ پایا جو مضمون دیکھا
اسی قسم کا دیکھا کہ تم ایسے ہو (طامع دنیا خود پسند
نور شناس ... وغیرہ) اور تمہارا رسالہ ایسا ہے
(ٹکڑ ...) کا طالب دقیانوسی الفاظ (عربی) کا متضمن
... علم سے عاری ... وغیرہ) اور اگر
انمین سے بہت حضرت سے لیکر چھٹا ہٹیون تک کیسکے
ہاتھ مین کسی مطلب کی بات کا جواب ہوتا تو وہ کس دن
کے لیے چھپا رکھنا تھا - اس سے بھی صاف
ثابت ہوتا ہے کہ ان ... معترضین ...

مقصود وہ اشاعة السنہ سہو سے تبری ازبس جاری
کا مصداق ہے - لایق خطاب نہ ہونے اشاعة السنہ
کے سبب سے نہین ہے - اور نیز اگر یہ رسالہ لایق
توجہ و خطاب نہ ہوتا تو تہذیب الاخلاق کے
قدیمی معتقدین و معاونین مین وقعت نہ پاتا حالانکہ
وہ حضرات اس رسالہ کی بڑی قدر کرتے ہین اور بڑے
شوق سے ... اور ملاحظہ فرماتے ہین -
پھر بعض (محقق) ممد تہذیب الاخلاق نہین ہوتے
بعد ملاحظہ اشاعة السنہ خیالات تہذیب الاخلاق
سے رجوع کر کے اعتقادات قدیمہ اسلام پر قایم و مستحکم
ہوتے جاتے ہین اور بعض جو مخص تہذیب الاخلاق
کے مقلد ہین یا اسکی محبت مین † حبک للشیء
یعمی و یصم کے مصداق ہو رہے ہین اگرچہ
خیالات تہذیب کو چھوڑ نہین سکتے مگر قوت و صلابت
جوابات اشاعة السنہ کو دیکھکر اتنا تو ضرور کہہ دیتے
ہین کہ فلان مسئلہ مین اشاعة ... نے تہذیب الاخلاق
کا جواب خوب ... ہمون
کے کسی خط ... ہوگا
تو ان خطوط کو پیش کیا ... اس سے بھی صاف
ثابت ہوتا ہے کہ بہت حضرت یا انکی ...

† ... کی ... عیب کو دیکھنے اور سننے نہین دیتا -

کی نا اہلی کے سبب سے جواب و خطاب سے ساکت نہین ہین - یہہ سکوت اس رسالہ کے پر زور دلائل کا اثر ہے ؏

**بعض** مقلدین جناب جو غالباً تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف جناب کو دیکھتے بہی نہ ہونگے اس سکوت کی یہہ **وجہہ** بیان کرتے ہین کہ آپکو بروش اہل یوروپ عموماً بحث وجدا[illegible] طبیعت [illegible] ہے اشاعۃ السنۃ کیا آپ کبہی کسی سے مخاطب نہین ہوتے اور بحث و جواب کی چال ہی نہین چلتے - مگر یہہ بات ناظرین تہذیب الاخلاق قدیم و جدید علیگڈہ انسٹیٹیوٹ کے سامنے چل نہین سکتی - تہذیب قدیم مین کئی اشخاص سے آپکا خطاب جواب موجود ہے اور تہذیب جدید کے ابتدائی پرچون مین خود یہی مہجور از حضور (راقم اشاعۃ السنۃ) مخاطب ہو چکا ہے† اور علیگڈہ انسٹیٹیوٹ مین اکثر جزوی امور مین آپ کی لوگون سے چہیڑ چہاڑ رہتی ہے - چنانچہ آجکل **پنجاب یونیورسٹی کالج** کے باب مین آپکی [illegible] ہو رہی ہے - پہر یہہ بات کہ بحث و جدال سے آپ لوگ [illegible] بر لا علم قایل کیا نتیجہ بخشتی ہے - اور [illegible] کہ آپ بحث وجدال کی طرف بدل مایل ہین اور جواب و سوال سے ہمیشہ سے شایق و قایل [illegible] عقلمند ہین چادر دیکہکر پاؤن پسارتے ہین جہان مجال سخن نہین پاتے وہان سکوت اختیار کرتے ہین اور اس نصیحت پر کاربند ہو جاتے ہین ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن -

اور آپکے اتباع و ذریات جو اشاعۃ السنۃ سے بکمی اور خارج از بحث باتون مین چہیڑ چہاڑ رکہتے ہین عقل سے عاری ہین اور یہہ سمجہتے ہین کہ مطلب کا ان کا جواب نہ سہی سب و شتم و طعن و تشنیع کا بوجہہ تو اشاعۃ السنۃ پر پڑا ہے جیسے کسی زیرک تیلی نے کم عقل جاٹ کو کہا تہا کہ جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کہاٹ اُسنے اُسکے جواب مین کہا تیلی رے تیلی تیرے سر پر کولہو اُس عقلمند نے کہا میان قافیہ تو نہ بنا اُسنے جواب دیا کہ قافیہ نہ بنا تو خیر تو بوجہہ سے تو مریگا -

**الحاصل** اس سکوت کی وجہہ نہ اشاعۃ السنۃ [illegible] سے [illegible] آپ کی کم گوئی اور بحث و جدال سے کنارہ [illegible] یہہ اشاعۃ السنۃ کی قوت بیانی اور آپکی عقلمندی کا اثر [illegible] اثر کی **قسمت** پر ایک یہہ بہی [illegible]

حاشیہ یہہ کہ اشاعۃ السنۃ تہذیب الاخلاق کے [illegible] اثر [illegible]

---

† اور [illegible] ہی مباحثہ جناب اسمین موجود ہے ایک ناصح شفیق [illegible] آپ سے کہا تہا کہ اگر [illegible] کو خیر خواہی قوم کا جوش ہے تو حصول علوم [illegible] فید و منظور ہو تحریر کیجیے یہہ کیا ضرور ہے کہ وجود ملایکہ پر بحث کرکے [illegible] کی دل دکہا رہا ہو [illegible] آپنے اس ناصح کو [illegible] [illegible] اسکا جواب و مقابلہ مین تہذیب ماہ جمادی الاول [illegible] صفحہ [illegible]

تہذیب الاخلاق کی دعوت ... نفوس عامہ کے
موافق ہے کیونکہ وہ لوگون کو یہہ سکھاتا ہے
نہ کہ روزہ نہ رکھو کہانہ جا مسجد نہ دے سجدہ
وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیا جا
اور یہہ سناتا ہے کہ قیامت کے دن جسکو مسلمانون
نے ہوا بنا رکھا ہے نہ کوئی جسمانی دوزخ ہے نہ بہشت
نہ ظاہری حساب کتاب نہ کسی نبی یا کتاب آسمانی
کا ماننا شرط نجات ہے نہ کسی حکم مذہبی کا پابند ہونا۔
اور اشاعۃ السنۃ کی دعوت اسکے برخلاف ہے وہ
یہ کہتا ہے کہ جزوی و کلی و عملی و اعتقادی و دینی
و دنیاوی امور مین کتب و تعلیم انبیاء کا پابند ہونا ضرور
ہے اور ایک آن بھی قید شریعت سے باہر ہونا
موجب ہلاکت ہے۔ جو کسی ایک نبی یا کسی کتاب آسمانی
یا حکم نماز روزہ حج زکوۃ سے انکاری ہوگا
وہ دار الآباد دوزخ مین جلیگا جسکے الآن کا خارجی
وجود مخصوص ہو چکا ہے۔ باایں ہمہ اشاعۃ السنۃ
عامہ خلایق پر وہ اثر کر رہا ہے کہ تہذیب الاخلاق کا
وہ اثر نہین ہے۔ تہذیب سے غالبا آزاد منش اور
متبعان ہوا نفس بہتے اور ... اور
اشاعۃ السنۃ ... نفس
تابعان ہوا نفس ... یت

ہوجاتے ہین اور اتباع ہوا نفس سے باز آتے
ہین اور ظاہر ہے کہ ہوا نفس کیطرف لوگون کو
بلانا اور اسمین کامیاب ہوجانا ایسا مشکل اور بڑا
بھاری امر نہین ہے جیسا کہ لوگون کو ہوا نفس
سے ہٹانا اور قید شریعت مین لانا مشکل ہے۔
اس تاثیر عام سے بھی یہی قیاس مین آتا ہے کہ
سکوت مخاطب بھی اسی تاثیر کا اثر ہے اس کا
یہہ اثر دیکھکر ہمارے بعض احباب (جن کو
مین اپنا ثانی اثنین اور قوت بازو بلاریب و دین
سمجھتا ہون) کی یہہ رائے ہو گئی ہے نہ بس اب
نیچریون کو مار لیا اور نیچر گڈہ کو فتح کر لیا اب
ان سے مقابلہ اور مبازرہ کچھ ضرور نہین ہے
بلکہ اب بجائے اسکے اشاعت عام اصول اسلام کے
طرف توجہ بکار ہے۔ مگر میرے خیال ناقص مین
اس رائے کی جگہ نہین لگتی اور میرے نزدیک جبتک
کہ تہذیب الاخلاق قدیم و جدید و تفسیر سید
کی ایک ایک بات کا جو مخالف ... اسلام ہے
جواب نہ ہولے انکے خطاب ... ساکت ہونا
مناسب نہین ہے۔
اگر ہمارا مقصود صرف مخالف پر فتح پانا اور اسکو
شکست دینا ہوتا تو اس دوست کا خیال درست تھا

† اس جناب مولوی الٰہی ... صاحب سکاریدی ثم الدہلوی مراد ہین جو آنجریدہ مین ثانی اثنین مولف ہین۔

ہمارا مقصود تو اصول اسلام کی محافظت اور ادیان
سماوی کی حمیت وحمایت ہے پس جب تک کہ کوئی ایک
بات بھی جناب مخاطب کی (جو اصول اسلام و غیرہ ادیان
سماوی کی مقادم و مقابل ہے) صفحۂ زمین پر بلا
جواب و ابطال باقی ہے ہمکو سکوت کرنا کب مناسب ہے
ہمارے مخاطب سکوت چھوڑ عدم کی بھی راہ لین
اور اس جہان سے کوچ کر جاوین تب بھی ہم مسلمانونکو
جب تک کوئی صاحب علم انمین سے انکے کفریات
کے ابطال سے سکوت جایز نہین ہے -

زمانہ سابق مین فلاسفہ کے خیالات باطلہ نے
یونانی سے عربی زبان مین مترجم ہوکر مسلمانون مین
رواج پایا تو **امام رازی** نے انکی ابطال و اضمحلال
مین قلم اٹھایا اور انکی ہر ایک باطل بات کو معارض
اسلام ہویا نہ ہو رد کر دیا جس سے مسلمانون کے عقاید
نے تذبذب سے امن پایا - اگر امام رازی اباطیل فلاسفہ
کو رد نہ کرتے تو جو لوگ فلسفہ کے متوغل و مشتغل تھے
فلسفہ بودیہ

**ہمارے** زمانہ مین جناب مخاطب نے فلاسفہ انگلستان
کے باطل خیالات کو انگریزی سے اردو مین ترجمہ
کرا کر شایع کیا ہے - پس ہم سب مسلمانون پر واجب
ہے کہ امام رازی کیطرح ہر ایک باطل قول و اصول

جناب کو رد کیئے بغیر چھوڑین تاکہ زمانہ رفتہ رفتہ
حیات جناب مین نہ سہی تو پیچھے سہی فلاسفہ انگلستان
مسلمانون کا دین نہ بگاڑے - **ہان** اسقدر
یہہ بات اپنے اس دلی دوست کی مانتا ہون
کہ بعد اس سکوت و ہزیمت مخاطب کے اب مین انکو
مخاطب نہ کرونگا اور عام طور پر بلا ذکر نام نامی
جناب کے آپ کے اصول باطلہ کا ابطال عمل مین لاؤنگا
سو آیندہ بعد اختتام ان مباحث کے جو آپکے نام نامی
سے شروع ہو چکی ہین (یعنی بحث ولادت مسیح
اور ریویو متعلق رسالہ امام غزالی اور مبحث مذہب
و معاشرت) مین انکو مخاطب نہ کرونگا عام اور
مجمل طور پر اعتقادات و **اصول** باطلہ فلاسفہ
انگلستان کو آپکی تصانیف سے منتخب کر کے انکا
ابطال و جواب تحریر مین لاؤنگا -

**اس تحریر** مین اس تطویل و تفصیل جو
آپکے جواب مین ہماری ہی سے نسبت کی جاویگی اور
مختصر طور پر احقاق حق و ابطال
تفصیل و تطویل مقابل کرکے
ہوتی ہے پس جب حضرت کو
اب کوئی ہمارا مقابل نہ رہا تو تفصیل و تطویل سے
کیا کام رہا - اب تفصیل و تطویل سے

اظہار بھی مقصود تھا کہ ان خیالات باطلہ کے
ابطلان پر اس کثرت سے دلائل موجود ہین اور المحقق
کو ان ... بیان کی اس وسعت سے استطاعت ہے
... دو سال کے عرصہ مین خوب ظاہر
ہوگیا — اور کس و ناکس پر زور دلایل و بیان
المحق کا نمایان ہوا تو اُس سے وہ مدعا حاصل
ہوگیا- آیندہ نہایت مختصر بحث ہوا کریگی غالباً
ایک ایک نمبر مین کئی کئی مسایل کی صفائی ہوتی
جاویگی بتوفیق اللہ العزیز-

اور ایک اثر اس رسالہ کا سال سوم مین یہہ
ظاہر ہوا ہے کہ اسکی خریداری و اشاعت سنین
گذشتہ کی نسبت ترقی پر ہے- اگر کوئی ایک یا
دو شخص کسی شہر کے حب مالی یا ناآشنائی مضامین
رد نیچریہ کے سبب خرید سے انکاری ہوئے ہین
تو اُنکے عوض دو چار اور بڑہ گئے ہین- اسکی
ترقی روزافزون سے ہم امید کرتے ہین کہ یہہ
بہت جلد ترقی مین اپنی ہمعصر اخبارون اور رسایل
پر فایق ہوگا- انشاءاللہ تعالی —

**اور جو خوشنما نیا رنگ اس رسالہ نے سال سوم**
مین پکڑا ہے وہ یہہ ہے کہ اسکا فرقہ نا اہل اسلام
باہمی مخالفۃ سے بالکل چھوٹ گیا ہے اور یہہ اب
باہمی اتحاد و التیام کیطرف متوجہ ہوگیا ہے
**اس سے یہہ مقصود نہین ہے** کہ اب اسکو
مخالفین فی الفروع سے مسایل فروعی مین اتحاد
ہوگیا ہے اور جن مسایل مین وہ اپنے مذہبی
بھائیون سے مخالف تہا اور ۱۲۹۸ھ سے انہین
بحث کر رہا اور اشتہار دے رہا اور رسایل مین مبارزہ
کا نقارہ بجا رہا تہا انہین وہ اب مخالفین کا تابع
ہوگیا ہے- کلا واللہ ایسا ہرگز نہین ہوا- وہ
جس خیال و جزئی مخالفۃ پر تھا اب بہی ویسا ہی
ہے **بلکہ** مقصود اس سے یہہ ہے کہ ان مسایل خلافیہ
کے اظہار و بیان مین وہ اب کسیکا مقابل و
معارض نہین رہا اور اُسکو کسیکا الزام و افحام
مدنظر نہین رہا- وہ اب بہی اپنے مسایل خلافیہ کو
بجائے خود ظاہر و مدلل کریگا- مگر اسمین کسیکو مخاطب
بناکر اسپر الزام و تشدد کا قصد نہ کریگا- اپنے مخالفین
فی الفروع کی دعوت مین آیۃ † ادع الی سبیل ربک
بالحکمۃ والموعظۃ پر کاربند ہوگا- اسمین ‡ واغلظ علیہم
پر عمل اختیار نکریگا-

**پہلے پہل** شان موسوی و نوحی کا ظہور تھا
جنہون نے اپنی قوم کی سختیون اور سرکشیون
پر اُن سے بغض کیا اور درشتی اور سختی سے انپر

† بلا اپنے رب کی طرف لوگونکو حکمت سے بلا —
‡ ان معاندین پر سختی کر —

بد دعا کی - اب اسپر شان عیسوی و ابراہیمی
کا ظہور ہوگیا ہے جنہون نے اپنی قوم پر ترس
کھا کر رحم فرما کر مغفرت کی دعا کی - اور باوجود
اس شایبۂ نظر خلاف اور اظہار مسایل اختلاف
کے وہ اب اُس **اتفاق** کیطرف بھی
**رجوع** کریگا جو سب مسلمان بھایون کو آمین
حاصل ہے پر اکثر اہل اسلام کو اُسکی طرف توجہ
نہین ہے - اور اظہار مسایل خلاف سے بڑہکر
وہ اظہار و اشاعت مسایل اتفاق مین کوشش
کریگا - اور اُسکے ذریعہ سے وہ ہر ایک فرقہ اسلام
کو مدد پہنچائیگا - اور مسلمانون کے اس مخفی و
مستحبد اتفاق کو ظاہر کرکے اُسکی ترقی مین ساعی
ہوگا - اس **اتفاق** و اتحاد کو ترقی دینے
کے لئے اُسنی ایک انجمن اشاعت اسلام کی بنا
ڈالی ہے جسکی کیفیت ضمیمہ ہا سابقہ و حال مین
تفصیل موجود ہے اور اپنے مسایل خلافیہ کے
شایستہ طور پر اظہار کرنیکے لئے اُسنے ایک ضمیمہ
علیحدہ مقرر کردیا ہے جس کے مقاصد و مباحث
کی تفصیل اسی ضمیمہ کے دیباچہ مین ہے -
الہی تو اس رسالہ کے مولف اور بانی کو خصوصاً
[illegible] اسکی قلم اور زبان اور الفاظ مین
غیبی برکت نازل فرما اور اس رسالہ کو یوماً فیوماً
ترقی دے اور اسے موجب باعث ترقی اسلام و اہل اسلام
و اشاعت السنۃ و اعزاز اہل سنت کر آمین ثم آمین

---

## مژدہ

### تالیف تنقیح البیان جواب تفسیر نیچری

تفسیر نیچری کے جواب مین امام فن مناظرہ
اہل کتاب سیدنا **ناصر الدین محمد ابو المنصور**
دہلوی (نصرہ اللہ علی معاویہ) نے کتاب
تنقیح البیان کی تالیف شروع کردی ہے
بلکہ ۵۶ صفحہ تک چھاپ کر فرط عنایت سے ہمارے
پاس بھیج بھی دی ہے - ہمنے اوسکو اول سے آخر
تک ایک سرسری نظر دیکھا تو جواہر زواہر معانی
و مطالب سے مملو پایا - اور مؤلف علام کا نہایت دل
سے شکریہ ادا کیا -

جناب ممدوح نے ہر ایک تاویل اہل تفسیر
خانصاحب کا جو مخالفین اسلام سے ماخوذ ہے
پتہ بتا دیا ہے اور بحوالہ نقل و کتاب ثابت کر
دکھایا ہے کہ یہ تاویل آپ نے کتب عیسائیون
سے لی ہے اور وہ آتش پرستون سے اخذ کی
ہے اور اس تاویل مین آپ نے مسیلمہ کذاب

کی شاگردی کی ہے اور یہہ تاویل اپنے جی
سے گہڑلی ہے - پہر ہر ایک تاویل کا عقل و نقل
سے جواب دیا ہے اور اچہا ناتہہ دکہایا ہے -
اس مقام مین تشویق و ترغیب ناظرین کے لئے
اسکی چند تمثیلات نقل کرتا ہون اور بحکم مشک
آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اُسکی خوبی پر
اُنسی سے شہادت بہم پہنچاتا ہون -

(۱) تفسیر نیچری کے صفحہ ۳۲ مین قرآن مجید کے
معجزہ فصاحت سے انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ
اسکے بےنظیر ہونیسے اُسکا خدا کی طرف سے ہونا
ثابت نہین ہوسکتا - بہت سے کلام انسان کے
ایسے دُنیا مین موجود ہین اُنکی مثل آجتک دوسرا
کلام نہین ہوا - مگر وہ من اللہ تسلیم نہین ہوتے -

تنقیح البیان کے صفحہ ۲۹ مین اسکا یہہ جواب دیا
ہے - یہی دلیل نصرانی علماء نے بھی فصاحت
و بلاغت قرآنی کی بابت لکہی ہے دیکہو میزان الحق
وغیرہ مگر اتنا نہ سمجہے کہ ان فصیح و بلیغ مصنفون
نے کبہی یہہ دعوی نہین کیا تہا کہ فاتوا بسورۃ
من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ
ان کنتم صادقین یعنی لے آؤ تم ایک سورۃ
اسکی مانند اور خدا کے سوا اپنی حمایتون کو بہی
بلا لاو انتہی پس اُن کے اس طرحکا دعوی نکرنیکے
سبب کسی کو اُنکی مثل تصنیف کرنے پر توجہ
نہ ہوئی ورنہ بیسیون اُن سے بہتر تصنیفین ہوجاتین
اُسکی تائید مین اور بھی کلام لطیف کیا ہے جو دیکہنے
کے لایق ہے -

(۲) تفسیر نیچری کے صفحہ ۳۳ مین کہا ہے حضرت موسی
علیہ السلام احکام عشرہ توریت کے جنکو حضرت
موسی نے پہاڑ مین بیٹھکر پتھر کی تختیون پر
کہود لیا تہا الخ -

تنقیح البیان کے صفحہ ۳۱ مین اسکا یہہ جواب
دیا گیا حضرت موسی گہر مین بیٹھکر نہین کہود سکتے
تہے جو پہاڑ پر کہود نے گئے اس سے مطلب
یہہ نکلا کہ تمام اُمت کو دہوکا دینے کے لئے حضرت
موسی نے نعوذ باللہ یہہ مکر کیا تہا کہ پہاڑ مین
بیٹہکر تختیون پر کہود لیا تاکہ لوگ جانین کہ خدا کے
پاس سے یہہ احکام لائے ہین - لیکن اگر توریت
مین یہہ عبارت موجود ہو کہ خدا نے اپنے ہاتھ
سے اُن تختیون پر لکہا تہا تو توریت یا ایطال
خان صاحب نے کیا یا نہین ۹ توریت مین لکہا ہے
کہ خداوند نے جب موسی سے کوہ سینا پر اپنا کلام
تمام کرچکا عہد نامہ کی دو لوحین دین اور وہ سنگین

لوحین خدا کی انگلی سے لکھی ہوئی تہین† اسکے
سواء حضرت موسیٰ چالیس دن رات پہاڑ پر رہے
تہے کیا چالیس دن تک وہ لوحین کہودا کیے حالانکہ
ایک دن مین اُن لوحون سے زیادہ عبارت کہودی
جاسکتی ہے - پہر یہ کہ حضرت موسیٰ تو بے پڑہے
لکہے تہے (سوانح عمری عیسیٰ مصنفہ ایبان صاحب
باب ۴ و کتاب مویدالاسلام مطبوعہ ۱۸۷۶ء ترجمہ
کتاب جان ڈیون پورٹ کے صفحہ ۱۸ کا حاشیہ
جسے آپ ہی لنڈن سے لائے تہے) پس باوجود
بے پڑہے لکہے ہونیکے حضرت موسیٰ وہ لوحین
کیونکر کہود سکے قطع نظر اسکے نہ مین حضرت موسیٰ
کا حال پہاڑ پر دیکہنے گیا تہا نہ آپ مگر یہ ہوا کہ تورت
سے ہیا ہاکہ حضرت موسیٰ کو خدا نے دو لوحین لکہکر
دی تہین پہر توریت کی خلاف یہہ کہنے کا منصب
کہان سے آپکو ملگیا کہ حضرت موسیٰ نے پہاڑ پر
بیٹہکر پتہر کی تختیان کہودلی تہین ؟

۳ تفسیر نیچری کے صفحہ ۲۶ وغیرہ مین بہشت کی نہرون
اور باغون کی نسبت بہت ہنسی اور تحقیر کی ہے
حور و غلمان و دودہ و شراب و شہد و لذیذ
میوون کو ہنسی سے اڑایا ہے –

تنقیح البیان صفحہ ۳۸ مین اسکا یہہ جواب دیا ہے
کہ یہی اعتراض انصاری نے دین اسلام اور قرآن
پر کیے ہین دیکہو میزان الحق و مفتاح الاسرار وغیرہ
پہر اس ہنسی کا بہت تفصیل سے جواب دیا ہے -

۴ تفسیر نیچری کے صفحہ ۴۶ وغیرہ مین قصہ آدم
و ملایکہ کی نسبت لکہا ہے کہ یہہ واقعی قصہ نہین ہوا
اور فرشتون نے آدم کے خلیفہ کرنے پر اعتراض
نہین کیا اور نہ شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا
ہے اور نہ شیطان یا ملایکہ کوئی خارجی وجود رکہتے
ہین مفسرین نے اسکو ایک واقعی جہگڑا بنا دیا ہے

تنقیح البیان صفحہ ۴۵ مین اسکا جواب یہہ دیا ہے
کہ یہہ بات آپ نے مسیلمہ کذاب کی کتاب سے
لی ہے ورنہ کتب سماوی قدیم و جدید اس قصہ کی
تصدیق کرتے ہین چنانچہ فرمایا ہے کہ جب نقول
آپکے تمام مفسرین اسکو ایک واقعی جہگڑا ایا سمجہہ
سمجہتے ہین تو جمہور کے خلاف آپکا یہہ قیاس ثابت
ہوا یا نہین اور نہ فقط جمہور اہل اسلام کے خلاف
بلکہ جمہور اہل کتاب کے برخلاف بہی - دیکہو علم
الہی کا خلاصہ پادری بی صاحب صفحہ ۸۰ سوال
۲۸۴ کے جواب مین لکہا ہے کہ بعض فرشتون نے
حسد بے ایمانی اور مغروری کے باعث خدا سے
بغاوت کرکے اپنے تئین برباد کیا ۲ پطرس ۲ باب ۴ یہود

(باب ۶) کتاب ایوب کی ۴ باب ۸ مین ہے
دیکھو اُس نے اپنے کارگزارون کو امانت دار نہ جانا
اور اپنے فرشتون کو بیوقوف گنا انتہی یعنے
قال انی اعلم ما لا تعلمون اور عبرانیون کے
(باب ۱ مین ہے کہ جب پہلوٹھے کو دُنیا مین (یعنی
خاکی جسم مین) لایا تو کہا کہ خدا کے سب فرشتے
اُسے سجدہ کرین انتہی۔ اور اول طمطاوس ۳ باب
۶ مین ہے کہ کہین وہ غرور کر کے شیطان کیطرح
عذاب مین پڑے انتہی اور توریت کے شروع
مین یہہ قصہ مفصلاً مرقوم ہے اب یہہ فرمائے کہ
قرآن مجید کے سوائے توریت و انجیل کے کئی آیتون کا
بھی انکار آپ سے ثابت ہوا یا نہین اور یہہ انکار بھی
کُفر ہے یا نہین ؟ ۹ اصل یہہ ہے کہ بعض فلاسفہ
بیدین و ملت نے جو اپنی عقل پر بہت نازان ہے
یہہ دلیلین پیدا کی تھین کہ پیوستن روح بہ بدن
راندن آدم است از بہشت و میل بہ بدن فرمانبردن
حوا اولکہ دارنکو بیدہ خوردن شجرہ منہیہ یار خشم
وطاؤس شہوت و گفتہ اند ابلیس عبارت از قوت
وہمی کہ پیرو محسوسات ہست و عالم معقولات را منکر ست
و با قوت عقلی در ستیز د اانچہ در شرع آمدہ کہ ہمہ فرشتگان
آدم را سجدہ کردند مگر ابلیس اشارت است باین معنی
کہ ہمہ قوائے جسمانی کہ فرشتگان ارضی اند مطیع روح
آدم اند مگر قوت وہمی کہ سرکش است انتہی۔
(دیکھو **دبستان المذاہب** مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۸۴ھ
تعلیم یازدہم در عقاید حکماء نظر اول صفحہ ۳۴۳)
اور اسی طرح یہہ لوگ معراج اور جنت اور نار و اعراف
و صراط وغیرہ سب چیزون کی تاویل کرتے ہین
اُسی کتاب کے صفحہ ۳۴۵ و ۳۴۶ وغیرہ مین
دیکھلو اور **مسیلمہ کذاب** کی کتاب جسکو وہ کتاب
آسمانی اور وحی کہتا تھا اور اسکی ہر دو جلدون
کے نام **فاروق اول** اور **فاروق ثانی**
ہین انکی تعلیم یہہ ہے کہ یہہ جو کہتے ہین کہ خدا نے
ابلیس کو **سجدہ آدم** کا حکم دیا اور اُسنے انکار کیا
اور اسیوجہہ سے مردود درگاہ ہوا یہہ قول کفر ہے
کیونکہ حق تعالی کسی غیر کو سجدہ کرنیکا حکم کبھی نہین دیتا
ہے اور اُس نے کوئی شیطان کہ آدمیون کو گمراہ
کرے پیدا نہین کیا ہے اور فاروق ثانی مین
لکھا ہے کہ کوئی شیطان موجود نہین ہے حق تعالے
نے آدم کو نیک و بد کامون کا اختیار دیا تھا
اور اسیوجہہ سے کردار نیک و بدکی پرسش ہوگی
انتہی (دیکھو **دبستان المذاہب** مطبوعہ
لکھنؤ ۱۲۸۴ھ تعلیم ہفتم در عقیدہ صادقیہ کہ پیران

مسیلمہ مین صفحہ ۲۹۹) انہین باتون کو خان
صاحب بہادر نے بڑے فضول اور طویل بیان
کے ساتہہ کئی ورقون تک لکہا ہے۔

**لو بہیان نیچریون کا بہانڈا پہوٹ گیا
اور راز نہفتہ کہل گیا اور خوب معلوم
ہو گیا کہ جن باتون کو امام نیچریان ہند
نے بڑی شہرت دے رکہی ہین یہہ مسیلمہ کذاب
کی باتین ہین** ۔ جو اس نے قرآن کے مقابلہ
مین کہی اور شایع کی نہین اب بہی مسلمان
اُن سے [illegible] سمجہے تو پہر اُن کے
سمجہانے کی صورت نہین خدا تعالی مصنف علام
کو جزاء خیر دے اور اُنکی عمر و کمالات مین برکت
عطا کرے جنہون نے اس راز مخفی کو آشکار
کیا اور اصول مذہب نیچر کا ماخذ و پتہ بتا دیا۔
پہر صفحہ ۵۸ تنقیح البیان مین فرمایا ہے کہ آتش
پرستون نے جب دیکہا کہ ہم مسلمانون کے آگے
اپنے عقاید اور بحثون کو ثابت نہین کر سکتے ہین
تب اُنہون نے اپنے مذہب کی باتون کی تاویل
کر دی پس یہہ اُنکی بے لیاقتی کی دلیل واضح
ہی چنانچہ دبستان المذاہب مطبوعہ لکہنو ۱۲۹۸ھ
تعلیم اول در عقیدہ پارسیان صفحہ ۲۲ و ۲۳ مین
لکہا ہے آنچہ گفتہ اند سروشان و پزشکان و بزرگان
پیدا آمدند و آن مشاہدہ و رویت ارواح طیبہ است
در حالت خواب و سیمرغ نام حکیمے بود کہ زال پرورد
و آنچہ گویند خضر اشامید اشارت است بدانکہ کمال
عقل بتوسط بدن انسیت و خرد بجسم و جسمانی احتیاج
ندارد و نہ ذاتاً و نہ وصفاً باید دانست کہ این فرقہ
آنچہ از قانون صواب بیرون باشد و بمیزان
خرد سنجیدہ نشود و ہوش نہ پسندد ہمہ بدینگونہ
تاویل کنند انتہی۔ پس جو ثابت نہین کر سکتے
ہین وہ ایسی بغلین جہانکین مگر جو اپنے دعوی
پر دلیل رکہتے ہین انہین کیا حاجت ہی جو ایسا
کرین سیمرغ نام آدمی کا کبہی نہ سنا ہو گا اگر وہ
جانتے کہ کتنے ہی لڑکے ہندوستان مین موجود
ہین جنہین بہیڑیون نے پرورش کیا ہے تو اتنی
تاویل کی کیون حاجت ہوتی۔ پس انہین آتش پرستون
کی طرح خانصاحب بہادر نے بہی تاویلات پر کمر
باندہی ہے۔

**۵ تفسیر نیچری** کے ص۵۵ مین کہا ہے توریت
مین لکہا ہے کہ خدا نے فرشتون سے کہا کہ آؤ ہم آدمی کو
اپنی صورت پر بنائین یہہ سمجہ مسلمان مفسرون

کے دل مین تہا اور وہ اسکو مثل یہودیون کے
ایسا ہی سمجھے ہوے تہے جیسے کہ ایک آدمی سے ایک
آدمی بات کرتا ہے اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ
کو اونہون نے ویسا ہی سمجہا اور آدم او شیطان
کا قصہ بنالیا ورنہ وہ صرف انسان کی فطرت
کا زبان حال سے بیان ہے الخ۔

**تنقیح البیان** صفحہ ۵ مین اسکا یہہ جواب دیا ہے
توریت مین لکہا ہے کہ خدا نے فرشتون سے کہا
اور قرآن مین ہے اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اور مسلمان مفسرون نے ویسا ہی سمجہا ار کون
انصاف کرے کہ اتنے دلایل وجود ملائک کے قابل
اعتبار ہین یا فقط خانصاحب بہادر کا لا یعنی قیاس
خانصاحب بہادر کے دعوی کی بنیاد مثل ابنِ
نیست کہ لگئے من پرست فلاسفہ نے بہی وجود
ملایکہ کا انکار کیا ہے لیکن اُن فلاسفہ کی ہفتاد
پشت مین بہی کبہی کسی پر وحی کا نزول نہین ہوا
تہا اسلیئے وہ اپنے طور پر اسکا یقین نہین کر سکتے تہے
جیسے کوئی مسلمان گلا گہونٹے مرغی کی لذت سے
آگاہ نہین ہے اسلیئے وہ اِس فعل کا مخالف ہے مگر
خانصاحب بہادر اسکی لذت حاصل کر چکے ہین۔
اسلیئے وہ اسکے قدر دان ہین علاوہ اِسکے وہ
فلاسفہ چونکہ الہام سے بہرہ ور نہ تہے اپنی دانائی
مین خبط الحواس ہو رہے تہے کہ علاوہ بُت پرستی
کے اُنہین آبدست لینے تک تو تمیز نہ تہی کیونکہ یونان
مین کوئی آبدست نہین لیتا ہے اور یہہ فلاسفہ
بہت بڑی بدکاریون مین بہی مبتلا تہے چنانچہ
علم الٰہی کا خلاصہ صفحہ ۸ اسوال ۸ کے جواب مین
لکہا ہے کہ اگرچہ **بقراط** نے علم اخلاق کے
بابت بہت اچہی طرح سے لکہا اور سکہایا تو بہی اُسنے
آپ جادوگری کو مانا اور سمجہایا اور حرامکاری
مین مبتلا رہا۔ پہر **افلاطون** کہ بقراط کا سب
سے بڑا شاگرد رشید تہا یہہ سکہلاتا رہا کہ جہوٹ
گناہ نہین ہے بلکہ ایک عمدہ کام ہے اور سوائے
اسکے **سیسرو** کہ قدیم غیر قوم عالمون مین سے
ایک بڑا معقول شخص تہا زناکاری کیواسطے
دلیل لاتا اور خودکشی سکہلا کر آخر کو اپنے نفس کا
خود قاتل ہوا۔ **کیٹو** کہ فضیلت کا کامل نمونہ
ہونیکیواسطے موصوف و مشہور تہا لونڈے بازی
اور مے خواری مین تقصیر وار ہوا اور سیسرو کی
مانند قتل نفس کے تعلیم سکہلا کر آخر کش اپنے ذات
کا آپ ہی قاتل ہوا انتہی۔ اب خانصاحب بہادر
کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جو لوگ ملایکہ اور

الہام سے بے بہرہ رہے انکا یہ انجام ہوا۔
یہہ ہمنے چند **مطالب** اس کتاب کے بطور **تمثیل**
ہدیہ ناظرین کئے ہین بقیہ مطالب کے لطف و قوت
کا اندازہ اہل بصیرت انہی چند تمثیلون سے
کر سکتے ہین یہہ کتاب اسی زور و شور سے اتمام
کو پہنچی تو تمام اصول مذہب نیچری کی قلعی کہل
جائیگی اور تفسیر سرسید کی بہی خوب حقیقت واضح
ہوگی - مگر **افسوس** اس کتاب کا اتمام طبع
کافی روپیہ نہ ہونیکے سبب سے معرض تعویق والتوا
مین پڑگیا ہے اور مسلمانون کو اس طرف توجہہ نہین ہے،
**زیادہ افسوس** کے لائق یہہ امر ہے جو ہمکو معتبر
ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانون کی عدم توجہ
کے سبب مصنف علام فکر معاش سے فارغ البال
نہین اور انکے گذارہ اوقات روزمرہ کی سبیل ترویج
و فروخت کتب مصنفہ جناب کے سوا اور کچہہ
نہین ہے - **پس** اگر مسلمان پیشگی قیمت ارسال
کتاب کی طرف توجہہ نہ فرمائینگے تو اس کتاب کا
اتمام تو کیا اور افادات و فیوض مصنف بہی بند
رہین گے -
**مسلمانون** کو اپنے مخالفین مذہب عیسائیون
کی طرف بچشم عبرت دیکہنا چاہیئے کہ اُن کے اکثر
اضلاع کے مشنون مین تیس تیس ہزار روپیہ مصارف
اشاعت دین عیسوی کے لئے جمع رہتے ہین
جسمین صدہا روپیہ پادری صاحبان کے ذاتی
مصارف مین آتا ہے اور ہزارہا کتب مذہبی کے
تصنیف و ترویج مین خرچ ہوتا ہے مسلمانون سے
یہہ امر تو ہونے سے رہا کیونکہ انکے حال پر یہہ بیت
صادق آرہا ہے

**کریمان را بدست اندر درم نیست**
**خداوندان نعمت را کرم نیست**

یعنی جنکے ہاتہہ مین مال ہے انکو اپنا عیش و عشرت
سوجہتا ہے جمہوری یا قومی کام مین بہی اُن سے
کچہہ بن پڑتا ہے تو اُسی محل مین جہان دُنیا کا
نام اور رسم نقد فخر دکہائی دیتا ہے اور جنکے
دلون مین نصرت دین و حمایت ایمان کا جوش
ہے اُن کے ہاتہہ مین فلوس نہین لہذا وہ انسے
سے تو در گذر نہ کرین کہ اگر کوئی شخص نصرت
و حمایت اسلام کے لئے کوئی کتاب تصنیف کرے
تو تا بمقدور اُسکو واجبی قیمت سے خرید لین اور
زر قیمت پیشگی مصنف کے پاس ارسال فرماوین۔
**اِدہر** تو یہہ حسرت اثر خبر سُننے مین آئی ہے
**اُدہر** کتاب براہین احمدیہ کی جلد دوم کا ٹائیٹل پیج

دیا ہکہ اسی قسم کی وحشت انگیز خبر نظر سے گذری ہے کہ وہ کتاب جو تین سو عقلی براہین حقانیت قرآن و نبوت محمدیہ ضمن مین رکہتی ہے اور اپنا زور و غلبہ اس زور سے دکہا رہی ہے کہ بعض مغلوبیت دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ کرتے ہے نیز مسلمانون کی عدم توجہی سے معرض تعویق مین ہے اسکے مصنف محبی مرزا **غلام احمد صاحب** رئیس قادیان ضلع گورداسپور نے اس کتاب کی ڈیڑہ سو جلد بڑے بڑے رؤسا اسلام کے پاس ارسال فرمائی اور ساتہہ اسکے بذریعہ خط اوہ آنہ کا ٹکٹ ارسال فرماکر سب صاحبون سے یہہ درخواست کی کہ اگر بنظر اشاعت دین و حمایت نبوت سید المرسلین اسکی خریداری منظور ہو تو زر قیمت پیشگی عطا فرماوین ورنہ یہی ٹکٹ جو ارسال خدمت ہے اُس کتاب پر چسپان فرماکر واپس کرین مگر اُن ڈیڑہ سو رؤسا مین سے بجز ایک دو کسان اہل ہمت کے کسینے خریداری کتاب تو کیا خط کا جواب تک نہین دیا اور نہ اصل کتاب کو واپس کیا ہے شاید آدہ آنہ کے ٹکٹ کو غنیمت سمجھکر اور کار خیر مین لگا دیا ہو گا اور کتاب کو زمرہ ردیات اخبار مین داخل کیا ہو گا

انا للہ وانا الیہ راجعون -

مسلمانون کا یہی حال رہیگا تو خدا نخواستہ یا شدہ بہت جلد وہ وقت آجاویگا کہ قرآن اور اسلام کا نام کوئی نہ لیگا اور دین عیسائی یا دہریہ پن کا عام چرچا ہو جائیگا - اللھم احفظنا عن ذالك ولا ترینا ما ھنالك واقبضنا الیك غیر مفتونین قبل ذالك -

مسلمانان اہل فضل اب بہی اس بات کو سنکر پنبہ غفلت کان سے نکالین اور دین اور معاونین دین کی اعانت فرض سمجہکر اور نہین تو عشر عشیر ہی اپنے مصارف ذاتی سے نکالکر دینی کامون مین صرف کرین پس اس کتاب براہین احمدیہ کیطرف بہی توجہہ کرین اور اُس کتاب تنقیح البیان کو بہی تمام کرادین اس کتاب کا حجم و مقدار بہی غالبًا اس تفسیر تحریری کے برابر ہوگا جسکا یہہ جواب ہے اور قیمت بہی وہی لیجاویگی جو اس تفسیر کی قیمت ہے یعنی ۸ اب مسلمان بہائیون کو چاہئے کہ بہت جلد پیشگی قیمت خدمت مصنف مطبع نصرت المطابع دہلی مین روانہ فرمادین اور کتاب کو شایع کراوین اور کتاب براہین احمدیہ کیطرف بہی توجہہ کرین

جن رؤسا و امرا کے پاس اسکی جلدین پہنچی ہین وہ ارسال قیمت یا واپسی کتاب مین تساہل نہ کرین انکے سوا، عام اہل وسعت بہی اسکی خریداری مین اپنی ہمتون کو بڑہا دین۔

## مژدہ دیگر

تفسیر نیچریہ کے جواب مین ایک اور کتاب تالیف ہوئی ہے جسکے باعث و معاون جناب کمالات اکتساب جامع علوم عقلیہ و نقلیہ حامی دین ناصر سنت سید المرسلین عون الاسلام و المسلمین جناب مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب دام افضالہ سی ایس آئی ڈپٹی کلکٹر مرادآباد ہین اور مولف جناب مولوی محمد احتشام الدین صاحب رئیس مرادآباد —

یہہ کتاب مطبع اخبار نیر اعظم مرادآباد مین چہپ رہی ہے قیمت اسکی پیشگی پہنچنے والون کیلئے معہ ۴ محصولڈاک ایک روپیہ ۲ قرار پائی ہے جو صاحب اسکے شایق ہون درخواست معہ قیمت میر امجد علی صاحب مالک اخبار نیر اعظم مرادآباد کے پاس ارسال فرماوین —

## التماس

جن صاحبون نے پورے فایل (یعنی مجموعہ پرچہ ہا) سنین گزشتہ و ضمیمہ جات اخبار کی قیمت دریافت فرمائی ہے اور خریداری کا ارادہ رکہتے ہین جلد فیصلہ فرماوین ورنہ بعد فروخت ہوجانیکے مطلوبہ پاوینگے —

## اطلاع

کتاب مصباح الادلہ آٹہہ آنہ کو فروخت ہوتی جاتی ہے جو اسکی خریداری کا ارادہ رکہتے ہین مع قیمت ومحصول راقم کے پاس بمقام لاہور محلہ سید مٹہہ ارسال فرماوین ورنہ آیندہ مجلد ہوکے ایکروپیہ کو بہی نہ پاوینگے

## ہدایت

اب آیندہ مضمون قدیم (النظر فی التفرقہ) شروع ہوتا ہے اسمین اور مضامین آیندہ مین ہر صفحہ کے جانب بالا نمبر صفحہ معمولی ہوگا اور جانب زیرین نمبر صفحہ خاص مضامین ہوگا جسکے ذریعہ سے ہر ایک مضمون کو علیحدہ کرکے یکجا کیا جاسکیگا اور حاشیہ بیرونی پر نمبر آیات ہوگا اور حاشیہ اندرونی پر نمبر احادیث۔ ناظرین انہین نمبرون کی ترتیب پر آیات و احادیث مندرجہ بحث ملاکہ ترتیب لگالین یہہ نمبر تقاریر آیندہ مین کارآمد ہین —

اشتہار
مولوی حافظ عبد العلیم صاحب نے بجواب تعلیمین مسائل حنفیہ و الفضول ایک رسالہ کلام الملوک تالیف کیا ہے جسمین تعلیمات و تصانیف غیر مقلدین ... کی ... مطلب ... مطبع ... نیز الاسلام ... مولوی ... اخبار ... طلب فرماوین —

## بقیہ
### مضمون التفرقہ بین الاسلام والزندقہ
جسکی ابتدا نمبر پنجم جلد سوم سے ہے

روایت

انی السماء واقبل جبرئیل تیضاءل ویدخل بعضہ فی بعض ویدنو من الارض فاذا ملک قد مثل بین یدی رسول اللہ صلعم فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویخیرک بین ان تکون نبیا ملکا وبین ان تکون نبیا عبدا قال علیہ السلام فاشار الی جبرئیل بیدہ ان تواضع فعرفت انہ لی ناصح فقلت عبدا نبیا فعرج ذلک الملک الی السماء فقلت یا جبرئیل قد کنت اردت ان اسالک عن ہذا فرایت من حالک ما شغلنی عن المسئلۃ فمن ہذا یا جبرئیل فقال ہذا اسرافیل خلقہ اللہ یوم خلقہ بین یدیہ صافا قدمیہ لا یرفع طرفہ وبین الرب وبینہ سبعون نورا ما منہا نور یدنو منہ الا احترق وبین یدیہ اللوح المحفوظ فاذا اذن اللہ لہ فی شیئ من السماء او من الارض ارتفع ذلک اللوح یقرب جبینہ فینظر فیہ فان کان من عملی امرنی بہ وان کان من

نمبر آیات

زمین کیطرف جہکا ناگاہ ایک فرشتہ آنحضرت کے سامنے متشکل ہوگیا اور اُس نے کہا اے محمد خدا نے تجہے سلام کہا ہے اور تجہے نبی بندہ اور نبی فرشتہ ہونے مین اختیار دیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کیطرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کرین۔ پس آنحضرت صلعم نے فرمایا مین نبی بندہ ہونا چاہتا ہون پہر وہ فرشتہ آسمان کیطرف چڑہ گیا آنحضرت نے جبرئیل سے کہا کہ مینے اُسکا حال تجہسے پوچہنا چاہا تہا۔ مگر مینے تجہہ کو خوفناک حالتین دیکہا جس نے مجہے اس سوال سے روکدیا اب بتلا یہہ کون تہا جبرئیل نے کہا یہہ اسرافیل تہا یہہ جسدن پیدا ہوا دو قدمون پر صف باندہے ہوے پیدا کیا گیا یہہ نگاہ نہین اُٹہاتا خدا تعالی ور اسمین ستر حجاب نور ہین انمین ایک کے بہی قریب ہو تو جل جا اسکے آگے لوح محفوظ رہتی ہے جب خدا تعالی کسی کام کا آسمان یا زمین مین ہونا چاہتا ہے تو لوح محفوظ اسکی پیشانی کے قریب ہو جاتی ہے پہر اگر وہ کام میرے متعلق ہوتا ہے

عمل ميكائيل امره به وان كان من عمل ملك الموت
امره به قلت يا جبريل على اي شيئ انت قال
على الرياح والجنود قلت على اى شيئ ميكائيل
قال على النبات قلت على اى شيئ ملك الموت
قال على قبض الارواح وما ظننت انه هبط
الا لقيام الساعة وماذاك الذي رأيت مني
الا خوفا من القيام الساعة (تفسير كبير جلد اول ص ۳۸۱)

اسلئے تشنہ میں خوفناک حال دیکھا تھا۔

تو مجھے کہدیتا ہے اور اگر ملک الموت کا کام ہوتا
ہے تو اُسکو کہدیتا ہے آنحضرت صلعم نے جبرئیل سے کہا
کہ تم کس کام پر مامور ہو جبرئیل نے کہا میں ہواؤں اور
لشکروں پر مامور ہوں آنحضرت نے فرمایا میکائیل
کس چیز پر ہے کہا نباتات پر آنحضرت نے پوچھا
ملک الموت کس چیز پر ہے جبرئیل نے کہا وہ قبض
ارواح پر ہے میں سمجھا تھا کہ وہ قیامت ہونیکے لئے اترا ہے

اور ملائکہ مقربین کی نسبت ارشاد ہے مسیح اور مقرب فرشتے ہماری عبادت سے انکاری نہیں ہیں

۲۳ لن يستنكف المسيح ان يكون عبدًا لله ولا الملئكة
المقربون (نساء ع ۲۲)

ان مقربین میں چار فرشتے (جبرئیل میکائیل
اسرافیل عزرائیل) بڑے رتبہ کے ہیں جبرئیل

اور میکائیل کا ذکر تو قرآن میں ہے اور عزرائیل کو قرآن میں ملک الموت سے تعبیر کیا ہے اور اسرافیل
کو حدیث میں صاحب الصور بتایا ہے۔ ان چاروں کا عالی رتبہ اور اکابر ہونا تفسیر کبیر میں بدلائل
ثابت کیا ہے امین جبرئیل علیہ السلام کو ایسا قرب ہے کہ وہ صاحب الوحی ہیں حکم ربانی انبیاء کو پہنچاتے
اور اپنے سے نیچے کے فرشتوں کو بھی حکم خداوندی سے آگاہ کرتے ہیں۔

سورہ سبا میں ارشاد ہے کہ جب ملائکہ کی گھبراہٹ (جو وحی کی آواز سننے سے پیدا ہوتی ہے)

۲۴ حتى اذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم
قالوا الحق وهو العلي الكبير (سباء ع ۳)

دور ہوتی ہے تو کہتے ہیں خدا نے کیا فرمایا ہے ایک دوسرے
کو کہتا ہے کہ اُس نے حق کہا ہے۔

عن ابن عباس اذا قضى الله امرًا سبّح حملة
العرش ثم سبّح اهل السماء الدنيا ثم سبّح
اهل السماء الذين يلونهم ثم الذين يلونهم

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب خدا تعالیٰ
کچھہ حکم فرماتا ہے تو حاملین عرش سبحان اللہ پکارتے
ہیں پھر اس آسمان والے جو اُن کے بعد ہیں یہاں تک کہ وہ

حتی یبلغ التسبیح الی ہذہ السماء ثم سال اہل السماء السادسۃ اہل السماء السابعۃ ماذا قال ربکم قال فیخبرونہم ثم یستخبر اہل کل سماء حتی یبلغ الخبر اہل السماء الدنیا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

تسبیح آسمان دنیا پر پہنچتی ہے پہر چھٹے آسمان والے ساتوین آسمان والون سے پوچھتے ہین کہ خدانے کیا فرمایا ہے پس وہ انکو خبر دیتے ہین حتی کہ وہ خبر آسمان دنیا پر پہنچتی ہے

**بخاری** وغیرہ کی روایت مین آیا ہے کہ جب خدا تعالی آسمان مین کوئی حکم فرماتا ہے تو فرشتے عاجزی

عن ابی ہریرۃ قال اذا قضی اللہ الامر فی السماء ضربت الملئکۃ اجنحتہا خضعانا لقولہ کانہ سلسلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر (بخاری ص ۷۰۰)

سے پر مارتے ہین اس قول کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے پتھر پر زنجیر کی۔ جب انکی گہبراہٹ دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہین خدا نے کیا فرمایا پس مقربین کہتے ہین کہ خدانے حق فرمایا ہے۔

قالوا ای المقربون کجبرائیل قال ربنا القول

قسطلانی نے شرح بخاری مین ان مقربین کی تمثیل مین جبرئیل کا نام ذکر کیا ہے

ابوداؤد کی روایت مین صاف آیا ہے کہ جب خدا تعالی وحی سے تکلم فرماتا ہے تو آسمانون والے

وعن ابن مسعود قال اذا تکلم اللہ تعالی بالوحی یسمع اہل السماء للسماء صلصلۃ کجر السلسلۃ علی الصفا فیصعقون فلا یزالون کذلک حتی یاتیہم جبرئیل حتی اذا جاءہم جبرئیل فزع عن قلوبہم قال فیقولون یا جبرئیل ماذا قال

آواز سنتے ہین جیسی زنجیر کی پتھر پر آواز نکلتی ہے وہ اس سے بیہوش ہوجاتے ہین یہانتک کہ جبرئیل انکے پاس آتا ہے تو انکی بیہوشی رفع ہوجاتی ہے پہر جبرئیل سے پوچھتے ہین کہ خدانے کیا فرمایا پس جبرئیل بتادیتے ہین۔

**ملایکہ حاملین** عرش اور اسکے گرداگرد طواف کرنیوالون کے حق مین فرمایا ہے جو عرش کو

الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربہم ویؤمنون بہ ویستغفرون للذین آمنوا (مومن ۱۶)

اٹھائے ہوئے ہین اور جو اسکے گرداگرد طواف مین ہین خدا کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہین اور خدا سے ایمان رکھتے ہین اور مومنون کے لئے

| | عربی | اردو | |
|---|---|---|---|
| ۲۵ | ویحمل عرش ربك فوقهم يومئذٍ ثمانية (الحاقة ۱۶) | اور فرمایا کہ قیامت کے دن خدا کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھاوین گے۔ | |
| | روی عن رسول الله صلعم هم اليوم اربعة فاذا كان يوم القيامة ايدهم الله باربعة (تفسیر کبیر جلد ۸) | حدیث مین آیا ہے کہ وہ فرشتے آج چار ہین قیامت کے دن آٹھ ہوجاوینگے | ۹ |
| | قال ابن عباس ثمانية املاك على صورة الاوعال (فتح البيان جلد ۱۰) | حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ان ملایکہ کی صورت اوعال (پہاڑی بکری) کی سی ہے | ۱۰ |
| | وفوق ذالك ثمانية املاك بين اظلافهن وركبهن مثل ما بين السماء الى سماء ثم فوق ظهورهن العرش (ترمذی جلد ۲) | ترمذی نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ان عال کے کہرون سے گہٹنون تک اس قدر درازی ہے جسقدر کہ ایک آسمان سے دوسرے تک۔ | ۱۱ |
| | والذين حول العرش هم الملئكة الذين يطوفون به مهللين ومكبرين هم الكروبيون فتح البيان | جو ملایکہ عرش کے گرد اگرد ہین وہ تسبیح وتہلیل کے ساتھ طواف کررہے ہین اور وہ کروبیون کہلاتے ہین۔ | |

**ملایکہ بیت المعمور** کی نسبت آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بیت المعمور ساتوین آسمان مین ہے اسمین

| | عربی | اردو | |
|---|---|---|---|
| | عن انس قال قال رسول الله صلعم البيت المعمور في السماء السابعة يدخله كل يوم سبعون الف ملك لا يعودون اليه حتى تقوم الساعة (رواه ابن جرير وابن المنذر والحاكم وصححه) | ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہین جنکی قیامت تک پہر باری نہین آویگی۔ | ۱۲ |
| | ثم عرج بنا الى السماء السابعة فاستفتح جبرئيل فقيل من هذا قال جبرئيل فقيل ومن معك قال محمد قيل وقد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بابراهيم مسندا ظهره الى البيت المعمور واذا هو يدخله كل يوم سبعون الف | صحیح بخاری وغیرہ مین جو حدیث معراج مروی ہے اسمین صاف وارد ہے کہ آنحضرت نے ساتوین آسمان پر ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور مین ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا اور بیت المعمور کو یہ کہا کہ اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے | ۱۳ |

ملك لا يعودون اليه (بخاري ومسلم واللفظ له)

ہین جو پہر کر نہین آتے -

ملایکہ جو آسمان پر سجود مین ہین اُنکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجہے اس ذات کی

۱۴ عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم والذی نفسی
بیدہ ما فیہا موضع اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ
ساجدا للہ (رواہ الترمذی واحمد وابن ماجہ)

قسم ہے جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے کہ آسمان
پر چار انگل کی کوئی جگہہ نہین جسپر فرشتے پیشانی
رکہہ کر سجدہ نہ کرتے ہون -

**ملایکہ بہشت و دوزخ** کا بہت آیات مین ذکر ہے ایک آیۃ مین ارشاد ہے کہ جب پرہیزگار بہشت

وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا حتی
اذا جاؤہا وفتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا
سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین - (زمر)
والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام
علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار (رعد ۳۶)
وقال الذین فی النار لخزنۃ جہنم ادعوا ربکم
یخفف عنا یوما من العذاب -
(مومن ۵۶)
ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک (زخرف)

کیطرف جاوینگے اور اُسکے دروازہ کہلے
پاوینگے تو ملایکہ بہشت کے خزانچی انکو کہینگے
تُمپر سلام تم اچہے آئے ہمیشہ کیلئے اسمین داخل ہو
اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے فرشتے انپر ہر دروازہ
سے آوینگے اور سلام کہینگے
ایک آیۃ مین ارشاد ہے کافر دوزخ کے ملایکہ
سے کہینگے کہ تم خدا سے دعا مانگو خدا ہمارا
عذاب ایکدن ہلکا کرے - ایک آیۃ مین ارشاد ہے
مالک (دوزخ کی داروغہ) سے کہینگے کہ تم خدا سے کہو ہماری موت

ایک آیۃ مین ارشاد ہے دوزخ پر ایسے فرشتے مسلط ہین جو بڑے سخت دل بڑی سخت قوت والے

علیہا ملائکۃ غلاظ شداد (تحریم ۱۶)
علیہا تسعۃ عشر وما جعلنا اصحب النار
الا ملائکۃ وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین
کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتاب ویزداد الذین
آمنوا ایمانا (مدثر ۱)

ہین اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے وہ اُنیس
ہین اور ہمنے دوزخ پر فرشتون ہی کو مقرر کیا
ہے یہہ عدد ہمنے سلئے مقرر کئے ہین کہ منکر
اس سے انکاری ہون اور اہلکتاب مان لین اور
مومنون کا اس سے ایمان بڑہجاوے

اور ذکر ملایکہ کا بہ تشریح صفات مذکورہ زبان وحی ترجمان **حضرت رسالت** سے بہت ہی کثرت سے ہوا ہے اور کتب احادیث اُسکے ذکر سے مملو ہے - اس مقام مین صرف ایک کتاب صحیح بخاری کی بعض احادیث متضمنہ ذکر ملایکہ کو نقل کیا جاتا ہے

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم اذا احب الله العبد نادی جبریل ان الله یحب فلانا فاحببه فیحبه جبرئیل فینادی جبرئیل فی اهل السماء ان الله یحب فلانا فاحبوه فیحبه اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض (بخاری صفحہ ۴۵۶)

۱۵ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب خدا تعالی کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ مین اسکو دوست رکھتا ہون تم بھی اسے دوست رکھو پس جبریل اسکو دوست رکھتا ہے اور تمام آسمان والون مین پکار دیتا ہے کہ خدا اسکو دوست رکھتا ہے تم بھی اسکو دوست رکھو پھر اُسکے لئے دنیا مین قبولیت ہو جاتی ہے

عن عائشه رض سمعت رسول الله صلعم یقول ان الملائکة تتنزل فی العنان وهو السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع فتسمعه فتوحیه الی الکهان فیکذبون معها مائة کذبة من عند انفسهم - (صفحہ ۴۵۶)

۱۶ اور حضرت عایشہ رض نے آنحضرت سے سنا کہ فرشتے بادلون مین اُترتے ہین پس احکام خدا کو ذکر کرتے ہین وہان سے شیاطین سنکر کاہنونکو بتاتے ہین وہ اسمین سو جھوٹ اپنے پاس سے ملا کر لوگون کو بتاتے ہین -

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم اذا کان یوم الجمعة کان علی کل باب من ابواب المسجد ملایکة یکتبون الاول فالاول فاذا جلس الامام طووا الصحف جاؤا یستمعون الذکر

۱۷ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد والے دروازہ پر آبیٹھتے ہین اور پہلے آنیوالیکو لکھتے ہین پھر جو اسکے بعد آوے جب امام خطبہ کے لئے بیٹھتا ہے تو اپنے رجسٹر حاضری کو سمیٹ کر ذکر سننے لگتے ہین

عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلعم یقول من انفق زوجین دعته خزنة الجنة ای فل هلم (صفحہ ۴۵۷)

۱۸ اور آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص فی سبیل اللہ کسی چیز کا جوڑا خرچ کرتا ہے اُسکو بہشت کے خزانچی پکارتے ہین اے فلانے ادہر آؤ -

عن ابی سعید یقول سمعت رسول الله صلعم

۱۹ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

یقول [illegible] جبرئیل فامنی فصلیت معہ ثم صلیت معہ ثم صلیت معہ ثم صلیت معہ ثم صلیت معہ یحسب باصابعہ خمس صلوات ۵۵۵

کہ جبرائیل اونزے اور وہ میرے امام ہوئے۔ پس اُنہون نے مجھے پانچ نمازین پڑھائین۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ملایکہ رات دن آگے پیچھے تم مین آتے ہین اور صبح و عصر کی نمازین

عن ابی ہریرۃ قال الملائکۃ یتعاقبون ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنہار ویجتمعون فی صلوۃ الفجر والعصر ثم یعرج الذین باتوا فیکم فیسألہم ربہم وھو اعلم بہم فیقول کیف ترکتم عبادی فقالوا ترکناھم وھم یصلون و اتیناھم وھم یصلون ۔ مـ

جمع ہوتے ہین پھر جو تم مین رات بھر رہتے ہین خدا کی طرف چڑھ جاتے ہین تو خدا اُن سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ آپ خوب جانتا ہے تم نے میرے بندون کو کس حالت مین چھوڑا ہے وہ کہتے ہین کہ جب ہم اُن سے جدا ہوے تو وہ نماز پڑھتے تھے اور جب ہم اُن کے پاس گئے ہین تو وہ نماز پڑھتے تھے۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال اذا قال احدکم آمین وقالت الملائکۃ فی السماء آمین فوافقت احدھما الاخری غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ۔ مـ

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم مین آمین کہتا ہے اور ملایکہ آسمان مین آمین کہتے ہین جب ایک کی آمین دوسرے سے برابر ہو جاتی ہے تو اُسکے پچھلے گناہ بخشے جاتے ہین۔

اور حضرت عایشہ رض نے آنحضرت سے پوچھا کبھی آپ پر احد کے دن سے بھی سخت دن گذرا آپ نے

عن عایشہ رض انہا قالت للنبی صلعم ھل اتی علیک یوم کان اشد من یوم احد قال لقد لقیت من قومک ما لقیت وکان اشد ما لقیت منہم یوم العقبۃ اذ عرضت نفسی علی ابن عبد یالیل ابن عبد کلال فلم یجبنی الی ما اردت فانطلقت وانا مہموم علی وجہی فلم استفق الا وانا

فرمایا ہان وہ عقبہ کا دن تھا جب میری دعوت اسلام کو عبدیالیل نے رد کیا اور مین وہان سے غمناک چلا اور (مقام) قرن الثعالب مین مجھے اس غم سے افاقہ ہوا تو مینے سر اُٹھا کر ایک بدلی کو دیکھا اسمین حضرت جبرئیل تھے اُنہون نے مجھے پکار کر کہا کہ خدا نے تیری بات کو اور جو تجھے

بقرن الثعالب فرفعت راسی فاذا انا بسحابۃ قد اظلتنی فنظرت فاذا فیہا جبرائیل فنادانی فقال ان اللہ قد سمع قول قومك لك وما ردوا علیك وقد بعث اللہ الیك ملك الجبال لتامرہ بما شئت فیہم فنادانی ملك الجبال فسلم علی ثم قال یا محمد ان شئت ان اطبق علیہم الاخشبین قال النبی صلعم بل ارجو ان یخرج اللہ من اصلابہم من یعبد اللہ وحدہ لا یشرك بہ شیئا۔ ۲۵۵

اسکا جواب ملا ہے سن لیا ہے اور خدا نے تیری طرف ملک الجبال (یعنی پہاڑون کے فرشتہ) کو بیجا ہے تاکہ تو اُسے حکم دے جو چاہے۔ پس پہر اس ملک الجبال نے مجھے پکار کر سلام کہا اور کہا کہ اگر آپ فرماوین تو مین جبل قیس کو اور جو اسکے سامنے پہاڑ ہے انپر ڈہانپ دون آنحضرت نے فرمایا مین نہین چاہتا بلکہ مین امید رکہتا ہون کہ انکی پشت سے خدا ایسی اولاد نکالے جو خدا کو پوجین اور اس سے شرک نہ کرین۔

عن النبی صلعم اذا دعی الرجل امرأتہ الی فراشہ فابت فبات غضبان لعنتہا الملائکۃ حتی تصبح

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو اپنے بستر کیطرف بلاوے اور وہ انکار کرے جسپر وہ اس سے ناخوش ہو تو اسپر ملائکہ تمام رات لعنت کرتے رہتے ہین۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت لیلۃ اسری بی موسی رجلا آدم طوالا جعدا کانہ من رجال شنوءۃ ورایت عیسی ابن مریم مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الراس ورایت مالکا خازن النار۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی رات حضرت موسی و عیسی کو مالک (داروغہ دوزخ) کو دیکہا

عن ابی ہریرہ ان النبی صلعم قال ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان یقول احدہما اللہم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللہم اعط ممسکا تلفا (۱۹۰)

اور آنحضرت نے فرمایا ہر روز آسمان سے دو فرشتے اُترتے ہین ایک یہہ کہتا ہے یا اللہ خرچ کرنیوالیکو اسکا عوض دے دوسرا کہتا ہے کہ یا اللہ بخیل کا مال ہلاک کردے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان الملائکۃ یطوفون فی الطریق یلتمسون اہل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ہلموا الی حاجتکم فیحفونہم باجنحتہم

اور آنحضرت نے فرمایا خدا کے فرشتے راستون مین پہرتے ہین اہل ذکر کو ڈہونڈہتے ہین جب کہین کسی جماعت کو خدا کی یاد مین پاتے ہین تو آسمان دُنیا تک انکے گرد پرون سے جہم گہٹا باندہ لیتے ہین تا آخر حدیث

عن عائشة قالت لما رجع النبي صلعم من الخندق
ووضع السلاح واغتسل اتاه جبريل فقال قد
وضعت السلاح والله ما وضعناه اخرج اليهم
قال فالی این قال ههنا واشار الی بنی قریظة
فخرج النبي اليهم (۵۹۰)

وعن انس رض قال كاني انظر الى الغبار ساطعا من
زقاق بنی غنم موكب جبريل حين سار رسول الله
الی بنی قریظة (۵۹۱)

عن ابن عباس ان النبي صلعم قال يوم البدر هذا
جبريل اخذ براس فرسه عليه اداة الحرب (۷۰۰)

حضرت عایشہ رض نے روایت کیا ہے کہ جب آنحضرت
خندق کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور اپنے ہتھیار اُنکو
اُتار کر رکھدیا اور غسل کیا تو جبرئیل آکر بولے کہ ابھی سے
تمنے ہتھیار اُنکو اُتار اسنے ابھی نہین اُتارے
نکلو انکیطرف اور چلو آنحضرت نے فرمایا کہان چلین جبرئیل
نے کہا بنی قریظہ کیطرف چلو پس آنحضرت انکیطرف نکلے
انس فرماتے ہین جو غبار آنحضرت کے چلتے وقت بنی غنم کے
کوچہ سے اُٹھا ہین گویا اُسکو آنکھ سے دیکھ رہا ہون
اور آنحضرت صلعم نے بدر+ کے دن فرمایا یہہ جبرئیل
ہے گھوڑیکی چوٹی پکڑی ہوئی اور لڑائی کے اوزار

یہہ صرف ایک کتاب بخاری کی بعض احادیث ہین اور اگر اسی کتاب کی سب جلدین یا اور کتب صحاح کی

+ بدر یا خندق یا بنی قریظہ مین جہان کہین آنحضرت صلعم نے چڑہائی کی ہے اُن ہی لوگون پر کی ہین جنہون نے آنحضرت اور عام مسلمانون کو ستایا اور انکو مکہ سے نکالدیا یا انکو مدینہ مین رنج پہنچایا یا اُنکے دشمنون کا ساتھ دیا پس آنحضرت نے اُن سے اس ظلم کا بدلہ لیا اور انکے ظلم کو روکا - یہہ بات بارہا جہان کہین اشاعۃ السنۃ مین کوئی آیۃ یا حدیث متضمن ذکر جنگ و جہاد آتی ہے اسلئے جتائی جاتی ہے کہ غیر اقوام اسلام پر یہہ الزام نہ لگاوین کہ یہہ مذہب جبر و ظلم پر مبنی ہے اور مخالفین مذہب کو صرف مخالفت مذہبی کے سبب ستانا اس مذہب کا فرض ہے - ہم بارہا کہہ چکے ہین اور اب پھر کہتے ہین کہ بیشک جنگ و جہاد اسلام کا ایک مذہبی فرض ہے - مگر اُنہین لوگون سے جو مسلمانون کو ستاوین اور دین اسلام سے مزاحمت کرین اور جو مذہب اسلام سے مزاحمت نہ کرین خصوصاً اس حالت مین کہ وہ مسلمانون پر حاکم و متسلط ہو جاوین پھر ان کے دین مین دست انداز نہ ہون جیسے کہ برٹش گورنمنٹ کا حال ہے تو ان سے لڑنا اور مخالفت کرنا مسلمانون کے مذہبی فرائض سے نہین ہے - دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ و ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۲ -
ایڈیٹر -

اور ذکر ملایکہ کا بہ تشریح صفات مذکورہ زبان وحی ترجمان حضرت رسالت سے بہت ہی کثرت سے ہوا ہے اور کتب احادیث اُسکے ذکر سے مملو ہے - اس مقام مین صرف ایک کتاب صحیح بخاری کی بعض احادیث متضمنہ ذکر ملایکہ کو نقل کیا جاتا ہے

۱۵

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم اذا احب الله العبد نادی جبریل ان الله یحب فلانًا فاحببه فیحبه جبرئیل فینادی جبرئیل فی اهل السماء ان الله یحب فلانًا فاحبوه فیحبه اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض (بخاری ص ۴۵۶)

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ مین اُسکو دوست رکھتا ہون تو بھی اُسے دوست رکھ پس جبریل اسکو دوست رکھتا ہے اور تمام آسمان والون مین پکار دیتے ہین کہ خدا اسکو دوست رکھتا ہے تم بھی اسکو دوست رکھو پھر اُسکے لئے دنیا مین قبولیت ہوجاتی ہے

۱۶

عن عایشة رض سمعت رسول الله صلعم یقول ان الملائکة تنزل فی العنان وهو السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع فتسمعه فتوحیه الی الکهان فیکذبون معها مایة کذبة من عند انفسهم — ص

اور حضرت عایشہ رض نے آنحضرت سے سُنا کہ فرشتے بادلون مین اُترتے ہین پس احکام خدا کو ذکر کرتے ہین وہان سے شیاطین سُنکر کاہنون کو بتاتے ہین وہ اسمین سو جھوٹ اپنے پاس سے ملاکر لوگون کو بتاتے ہین —

۱۷

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم اذا کان یوم الجمعة کان علی کل باب من ابواب المسجد ملائکة یکتبون الاول فالاول فاذا جلس الامام طووا الصحف وجاؤا یستمعون الذکر

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجدون کے دروازہ پہ آبیٹھتے ہین اور پہلے آنیوالے کو لکھتے ہین پھر جو اسکے بعد آوے جب امام خطبہ کے لئے بیٹھتا ہے تو اپنے رجسٹر حاضری کو سمیٹ کر ذکر سننے لگتے ہین

۱۸

عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلعم یقول من انفق زوجین دعته خزنة الجنة ای فل هلم (۴۵۷)

اور آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص فی سبیل اللہ کسی چیز کا جوڑا خرچ کرتا ہے اُسکو بہشت کے خزانچی پکارتے ہین اے فلانے ادہر آؤ —

۱۹

عن ابی سعید یقول سمعت رسول الله صلعم

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

عن عائشة قالت لما رجع النبي صلعم من الخندق ووضع السلاح واغتسل اتاه جبريل فقال قد وضعت السلاح والله ما وضعنا اخرج اليهم قال فالى اين قال ههنا واشار الى بني قريظة فخرج النبي اليهم (۵۹۰)

وعن انس رض قال كاني انظر الى الغبار ساطعا من زقاق بني غنم موكب جبريل حين سار رسول الله الى بني قريظة (۵۹۱)

عن ابن عباس ان النبي صلعم قال يوم البدر هذا جبريل اخذ براس فرسه عليه اداة الحرب (۵۷۰)

حضرت عایشہ رض نے روایت کیا ہے کہ جب آنحضرت خندق کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور اپنے ہتہیار ونکو اُتار کر رکہدیا اور غسل کیا تو جبریل آکر بولے کہ ابہی سے تمنے ہتہیار ونکو اتار اسجدا ہمنے ابہی نہین اُتارے نکلو انکیطرف اور چلو آنحضرت نے فرمایا کہان چلین جبریل نے کہا بنی قریظہ کیطرف چلو پس آنحضرت انکیطرف نکلے انس فرماتے ہین جو غبار آنحضرت کے چلتے وقت بنی غنم کوچہ سے اُٹہا مین گویا اُسکو انکہہ سے دیکہہ رہا ہون اور آنحضرت صلعم نے بدر† کے دن فرمایا یہہ جبریل ہے گہوڑے کی چوٹی پکڑی ہوئی اور لڑائی کے اوزار

یہہ صرف ایک کتاب بخاری کی بعض احادیث ہین اور اگر اسی کتاب کی سب حدیثین یا اور کتب صحاح کی

† بدر یا خندق یا بنی قریظہ مین جہان کہین آنحضرت صلعم نے چڑہائی کی ہے اُنہی لوگون پر کی ہین جنہون نے آنحضرت اور عام مسلمانون کو ستایا اور انکو مکہ سے نکالدیا یا انکو مدینہ مین رنج پہنچایا یا اور انکے دشمنون کا ساتہہ دیا۔ پس آنحضرت نے اُن سے اس ظلم کا بدلہ لیا اور اسکے شر کو روکا۔ یہہ بات بار بار جہان کہین **اشاعة السنة** مین کوئی آیة یا حدیث متضمن ذکر جنگ و جہاد آتی ہے اسلئے جتائی جاتی ہے کہ غیر اقوام اسلام پر یہہ الزام نہ لگا دین کہ یہہ مذہب جبر و ظلم مبنی ہے اور مخالفین مذہب کو صرف مخالفت مذہبی کے سبب ستانا اس مذہب کا فرض ہے۔ ہم بارہا کہہ چکے ہین اور اب پہر کہتے ہین کہ بے شک جنگ و جہاد اسلام کا ایک مذہبی فرض ہے — **مگر** اُنہین لوگون سے جو مسلمانون کو ستا دین اور دین اسلام سے مزاحمت کرین اور جو مذہب اسلام سے مزاحمت نہ کرین خصوصاً اس حالت مین کہ وہ مسلمانون پر حاکم و متسلط ہو جاوین پہر ان کے دین مین دست انداز نہ ہون جیسے کہ برٹش گورنمنٹ کا حال ہے تو اُن سے لڑنا اور مخالفت کرنا مسلمانون کے مذہبی فرائض سے نہین ہے۔ دیکہو **اشاعة السنة** نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ و **ضمیمہ اشاعة السنة** نمبر ۶ جلد ۲ — ایڈیٹر۔

سبھی احادیث کو نقل کیا جاوے تو بلا مبالغہ ایک مجلد ضخیم تیار ہو۔ اِن آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو ملایکہ کے نسبت مسلمانون کا اعتقاد ہے یہہ انکو خدا ، رسول نے سکھایا ہے اور جناب **مخاطب** کا یہہ کہنا کہ یہہ اعتقاد مسلمانون نے یہودیون و مجوسیون وغیرہ بت پرستون سے سیکہا ہے کمال جُرات و سخت **مغالطہ** ہے عرب کے بُت پرست و یہود و مجوس تو پیچھے ہوئے یہہ اعتقاد تو خدا تعالی کا ارشاد ہے جو یہودیون و مجوسیون بُت پرستون سے پہلے ہے۔ پہر بعد از خدا حضرت نوح و ابراہیم کے وقت سے مومنون اور کافرون مین یہی اعتقاد متواتر چلا آیا ہے۔

حضرت ابراہیم ولوط کے پاس ملایکہ کا بشکل انسان آنا اور خدا کی طرف سے بشارت حضرت اسحاق و خبر عذاب قوم لوط لانا پہلے بیان ہو چکا ہے قوم نوح سے قرآن مجید مین منقول ہے کہ قوم نوح سے منکرون نے کہا خدا چاہتا تو فرشتون کو اتارتا۔ ایسا ہی عا[د] قوم ہود سے منقول ہے۔

> فقال الذین کفروا من قومه ما هذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم ولو شاء الله لانزل ملائکة (مومنون ع ۲)
>
> وقالوا لو شاء ربنا لانزل ملائکة (حم سجدہ ع ۲)

پہر جناب مخاطب کا یہہ کہنا کہ یہہ اعتقاد مسلمانون نے یہودیون سے سیکہا ہے **جُرات** و مغالطہ نہین ہے تو کیا ہے اِس جُرات کا **منشا** یہہ ہے کہ خدا کی مشیت سے اِس مُلک مین انگریزون کی باد شاہت ہے اور یہودی ایک مدت سے ذلت و ادبار مین ہین اسلئے انگریزون کی سبھی باتین (گو کسی مذہب عیسائی محمدی وغیرہ کے موافق نہ ہون) انکو خوش لگتی ہین اور یہودیون کی ہر بات (مذہب اسلام کے موافق ہی کیون نہو) بُری معلوم ہوتی ہے۔ پس جو بات مسلمانون کی آپ کو اپنی یا اپنے ہم خیال انگریزون کے مخالف معلوم ہوتی ہے آپ اسکو یہودیون کی بات کہہ کر

جب ہم نے خدا تعالی کی کلام اور زمانہ حضرت نوح و ابراہیم و قوم عاد کے محاورہ سے ملایکہ کا ان معنی مین مستعمل ہونا جنکو مسلمان اعتقاد کہتے ہین ثابت کر دیا تو اب ہمکو اس امر کی حاجت نہین کہ ہم اسپر عرب کے قدیم اشعار و محاورات کی شہادت لادین اور مخاطب کے اِس بیان کا جو نمبر ۹ جلد ۲ مین منقول ہو چکا ہے جواب دین کہ محاورہ قدیم عرب مین ملایکہ کا ان معنی مین مستعمل ہونا پایا نہین جاتا۔ ایڈیٹر

ساقط الاعتبار ٹہرا دیتے ہین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ یہہ تو خدا کی بات ہے جو قرآن مین آئی ہے
یہودی اسکے قایل ہین تو انہون نے بہی خدا ہی سے لی ہوگی بناءً علیہ چونکہ فلسفی مشرب انگریز جن
و ملایکہ کے قایل نہین ہین اور یہودی مسلمانون کیطرح قایل ہین اسلئے آپنے مسلمانون کے اعتقاد کو
یہودیون کا اعتقاد ٹہرایا ہے اور آیات و احادیث مذکورہ سے آنکہہ کو بند کر لیا کسینے سچ کہا ہے

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد　　صد حجاب از دل بسوئی دیدہ شد

# ابطال مقال و خیال مخاطب

جو آپنے بزعم خود جملہ آیات قرآن کے جواب مین کہا ہے (چنانچہ نمبر ۹ جلد ۳ مین بعضمن حاشیہ صفحہ ۲۷۲ و ۲۷۳ منقول ہوا) کہ جن فرشتون کا قرآن مین ذکر ہے انکا کوئی اصلی وجود نہین ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتون کے ظہور کو اور اُن قوائے کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق مین مختلف قسم کی پیدا کی ہین ملک یا ملایکہ کہا ہے قرآن مجید مین کلام مقصود مین کسی جگہہ لفظ ملک یا ملایکہ کا اس مراد سے استعمال نہین ہوا جو مراد یہودیون نے قرار دی تہی - بلکہ برخلاف اسکے ان قدرتی قوائے پر جن سے انتظام عالم مربوط ہے ملایکہ کا اطلاق ہوا ہے تین وجہہ سے **باطل** ہے —

**وجہہ اول** یہہ کہ اس سے پہلے آپ فرما چکے ہین (چنانچہ نمبر ۹ جلد ۳ ص ۲۷۱ مین منقول ہے) کہ "ان سے برتر مخلوق ہو نیسے انکار کی کوئی وجہہ نہین ہے شاید کہ ہوئے جسمین صاف اقبال پایا جاتا ہے کہ وجود ذاتی و اصلی ملایکہ محال نہین ہے ممکن ہے پہر اب یہہ کہنا آپ کا کہ ملایکہ کا کوئی اصلی وجود ہو ہی نہین سکتا ——— حافظہ نباشد کے سوا کیا وجہہ رکہتا ہے —

**وجہہ دوم** نصوص مصرحہ مثبتہ وجود و اجسام و اشکال وغیرہ جسمانی صفات ملایکہ کو قوائے پر حمل کرنا ظاہری معنے سے تاویل کرنا ہے اور جواز تاویل کے لئے ظاہری معنی کا محال و ناممکن ہونا شرط ہے (چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ و ۷ جلد ۲ مین خوب بسط و تفصیل سے ثابت کیا گیا ہے) اور ان نصوص کی ظاہری معنی کا ممکن ہونا محال نہ ہونا آپکے منہہ سے نکل چکا ہے - پس اب ان معنون مین

اچھی تاویل (صحیح بھی فرض کیجاوے) تو کب چل سکتی ہے۔

وجہ سوم نصوص متضمنہ ذکر ملایکہ مین ملایکہ کا بوجود ذاتی و اصلی موجود ہونا اور جسم و جسمانی صفات و اشکال وغیرہ سے موصوف ہونا اس تشریح و تفصیل سے پایا جاتا ہے کہ انمین اس تاویل کی (جو بنا بر وجوہ) ناجایز ہونیکے گنجایش نہین ہے

دیکھو آیۃ نمبر اول مین ملایکہ کا قبل وجود آدم موجود ہونا پایا جاتا ہے نمبر دوم مین صاحب پر ہونا نمبر ۳ و ۴ و ۵ مین ملایکہ کا حضرت ابراہیم و لوط کے پاس آنا اور اُنکے سامنے بچھڑی کا گوشت لایا جانا اور ملایکہ کا قوم لوط کی بستیون کو اُلٹا ڈالنا اور اُن پر پتھر برسانا نمبر ۶ مین ملکی رسول کا انسانی رسول سے علیحدہ ہونا نمبر ۷ مین ملکی رسول کا وحی نبوی سے علیحدہ ہونا نمبر ۹ مین ملایکہ کا اعمال بنی آدم کو لکھنا نمبر ۲۴ مین ملایکہ کا عرش معلی کو اُٹھانا اور مومنون کے لئے دعا مانگنا نمبر ۲۹ و ۳۰ مین ملایکہ کا بہشت و دوزخ پر مسلط ہونا اور قیامت کے دن مومنون اور کافرون سے ہمکلام ہونا پایا جاتا ہے اور حدیث نمبر ۱ مین ملایکہ کا جن و انس کے مقابلہ مین نور سے مخلوق ہونا اور نمبر ۲ مین اسرافیل کا ایک صورت خاص پر پیدا ہونا اور نمبر ۳ مین جبرئیل کا دحیہ کلبی کی صورت پر مشاہدہ ہونا نمبر ۴ مین رعد کا آگ کی قمچیون سے بادلون کو ہانکنا۔ نمبر ۵ مین اسرافیل کا آسمان سے اُترنا اور جبرئیل کا اُس سے ڈر جانا اور اسرافیل کا لوح محفوظ کو دیکھکر جبرئیل و میکائیل عزرائیل کو انکی خدمات سپرد کرنا نمبر ۶ و ۷ مین ملایکہ کا وحی کی آواز سنکر خوف سے سر مارنے لگ جانا اور بیہوش ہو جانا نمبر ۱۰ و ۱۱ مین حاملین عرش کا بزکوہی کی شکل پر ہونا نمبر ۱۲ و ۱۳ مین ہزارہا فرشتون کا بیت المعمور مین ہونا نمبر ۱۴ مین آسمان کا ملایکہ سے پر ہونا۔ نمبر ۲۲ مین ملک الجبال کا آنحضرت کو دکھائی دینا اور بعد سلام کفار مکہ پر پہاڑ اُلٹا ڈالنے کی اجازت چاہنا پایا جاتا ہے۔ اور ایساہی بقیہ آیات و حدیث سے مستفاد ہے جنکی نقل سے بخوف تطویل تعرض نہین ہوا۔ اور یہہ امر صاف یقین دلاتا ہے کہ ملایکہ بذات خود قایم و موجود و مجسم و متشکل ہین قوائے و صفات قایم بالغیر نہین ہین۔ اگر وہ صفات و قوائے موجودات ہوتے تو وہ ان اجسام و اشکال

دکہلائی نیات سے دکہائی تہہ دیتے تہے اور نہ ان آیات و احادیث مین صفات جسمانیہ کے محل قرار دئے جاتے
اور اگر اسکے **جواب** مین کہو کہ حقیقت مین آجتک ملائکہ کو کسینے نہین دیکہا جو کچہہ کسیکے مشاہدہ
مین آیا ہے اور ان آیات و احادیث مین مذکور ہوا ہے یہہ دیکھنے والے کا خیال ہے **تو اسکا جواب**
نمبر ا جلد ۴ مین صفحہ ۲۸۴ وغیرہ ادا ہو چکا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی
آپ کی نسبت کہدے کہ یہہ شخص جسکو آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر کہتے ہین واقع مین کوئی
شخص نہین ہے جو نظر آتا ہے دیکھنے والے کا خیال ہے اور اُسکی تفصیل و دلیل اسی نمبر مین
**مرقوم** ہے جو دیکھنے کے لائق ہے - **اور جو** ارشاد ہوا ہے کہ قرآن مجید مین کلام مقصود مین
کسی جگہہ **لفظ ملک** **اس** مراد سے استعمال نہین ہوا جو مراد یہود نے قرار دی تہی - **پہر آپنے**
بزعم خود آیات کا جواب دیا ہے جنمین آپکی تاویل چل نہین سکتی اور بدون تسلیم وجود ذاتی ملائکہ
کے کچہہ بن نہین پڑتی - **آپ فرماتے** ہین (چنانچہ **اصل کلام** جناب نمبر ا جلد ۳ صفحہ ۲۷۵
مین نقل ہو چکا ہے) کہ جن آیتون مین خدا نے فرشتون کو جداگانہ مخلوق ٹہرایا ہے اور انکی
حُب و بغض کا ذکر فرمایا ہے اُنمین یہودیون کے خیال و عندیہ کو حکایت کیا ہے اپنی طرف سے بطور
کلام مقصود کچہہ ذکر نہین کیا - یہودیون نے اپنے عندیہ مین دو جداگانہ فرشتے جبرائیل و میکائیل ٹہرا
رکہے تہے جبرائیل کو آنحضرت صلعم کیطرف وحی لانے والا خیال کرتے اور اپنا دشمن سمجہتے خدا نے اُنہی
کے عندیہ پر کہدیا کہ ہان جبرئیل ہی وحی لاتا ہے تم اُس سے دشمنی رکہتے ہو تو خدا تمہارا دشمن ہے مگر یہہ
**سراسر مغالطہ** ہے خدا اور رسول کی کلام مین ذکر **ملائکہ اسی** معنی و مراد سے جسکو آپ قرارداد یہود
بتاتے ہین بہت ایسی مواضع مین وارد ہے جہان کسیکے خیالکی حکایت نہین ہے بلکہ وہان ذکر ملائکہ مقصود
و مطلوب ہی - **افسوس آپنے** ذکر ملائکہ کو ایک جگہہ **غیر** مقصود و حکایت از یہود سمجہکر سبہی مواضع
مین یہی **حکم** لگا دیا اور یہہ بات قلم سے نکالتے ہوئے قرآن کہولکر نہ دیکہہ لیا -

**آیات مرقومہ** بالا مین سے اکثر آیات خصوصاً نمبر ا سے ۷ و ۲۱ و ۲۴ مین ملائکہ کا ذکر کلام مقصود
مین وارد ہے جنمین کسی یہودی وغیرہ کے خیال و مقال کی حکایت نہین ہے اور وہان ملائکہ سے

مراد بھی وہی معنی ہین جنکو آپ قرار داد بیہودہ بتلاتے ہین ایسا ہی آیات ذیل کا مفاد ہے۔

سورہ **فرقان** اور سباء مین ارشاد ہے جسدن خدا تعالی سبکو اکٹھا کرے گا پہر فرشتون سے

| | |
|---|---|
| ویوم نحشرھم جمیعاً ثم نقول للملئکة اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مومنون (سبا ۵۶) | کہیگا یہہ لوگ (بزعم خود ملایکہ پرست) تمکو پوجتے تہے وہ کہینگے تو پاک ہے تو ہمارا دوست ہے نہ یہہ لوگ۔ یہہ تو جنون کو پوجتے تہے اکثر انہی پر ایمان رکھتے تہے۔ |

اس **آیت** سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملایکہ بوجود ذاتی موجود ہین اور خطاب و جواب کے لائق ہین قیامت کے دن اٹھائے جاوینگے خدا ان سے خطاب کریگا اور وہ جواب دینگے اور یہہ امر عین مقصود کلام الہی ہے اسمین کسی یہودی یا مشرک کے خیال کی حکایت نہین ہے اسلئے کہ کسی یہودی یا مشرک کا یہہ خیال نہ تہا کہ قیامت کے دن خدا تعالی کا فرشتون سے یہہ سوال و جواب ہوگا۔

اور سورہ **زخرف** مین ارشاد ہے ہم چاہین تو تمہارے بدلے زمین مین فرشتے بہیجدین جو تمہارے خلیفہ ہون

| | |
|---|---|
| ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکة فی الارض یخلفون (زخرف) | خلیفہ ہون |

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملایکہ بوجود ذاتی موجود ہین جس سے وہ انسانون کی خلافت کرسکتے ہین اور یہہ بہی عین مقصود کلام الہی ہے اسمین کسیکے خیال کی حکایت نہین۔

اور کئی **آیات** مین ذکر ملایکہ ایسا مقصود ہے کہ انکا ماننا جزو ایمان اور انسے انکار کفر ٹہرایا گیا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملایکہ کوئی اصلی وجود رکہتے ہین صرف قوائے اشیاء عالم کا نام ملایکہ نہین ہے۔ صرف **قوتون** کا نام ملایکہ ہوتا تو انپر ایمان لانیکی یہہ تاکید اور ان سے کفر کرنے پر یہہ تشدید واقع نہ ہوتی۔ قوائے موجودات عالم (جبال و بحار اشجار و حیوان و انسان وغیرہ) کا تو کوئی کافر سے کافر اور مشرک سے مشرک بہی منکر نہ تہا پہر ان پر ایمان لانیکی تاکید کی کیا ضرورت تھی [illegible] تکفیر کب مناسب تہی۔

منجملہ ان **آیات** کے ایک آیتہ مین ارشاد ہے نیکی (صرف) یہی نہین ہے کہ مشرق یا مغرب

| | |
|---|---|
| لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولٰکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰیکۃ والکتاب والنبیین (بقرہ ۲۲۶) | کیطرف (نماز مین) مونھہ کرلو۔ نیکوکار تو وہ شخص ہے جو خدا پر اور پچھلے دن پر اور فرشتون اور کتابون اور نبیون پر ایمان رکھتا ہون ۔ |

اور ایک آیۃ مین ارشاد ہوا ہے رسول اور سب مومن اسپر ایمان لاتے ہین جو خدا کیطرف سی اُتری

| | |
|---|---|
| اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ (بقرہ ۴۰۶) | ہے وہ سبھی خدا کو اور اسکے فرشتون کو اور اُسکی کتابون اور رسولون کو مانتے ہین۔ |
| ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالا بعیدا (نساء ۲۰۶) | اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے جو کوئی اللہ سے اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون سے اور پچھلے دن سے منکر ہوا وہ دور ہو لا۔ |

اور احادیث نبویہ جو اوپر مذکور ہوئی ہین سب کی سب اسی قسم سے ہین کہ انمین ذکر ملایکہ معنی مذکور مقصود ہی اور اسمین کسیکے خیال و مقال کی حکایت نہین اور ایک حدیث صحیح مین وارد ہے کہ انحضرت صلعم

| | |
|---|---|
| عن عائشۃ کان النبی صلعم اذا قام من اللیل افتتح صلوتہ اللھم رب جبریل ومیکائیل واسرافیل فاطر السموات والارض الخ (صحیح مسلم) | نے تہجد کی نماز مین دعاء استفتاح مین خدا کی حضور مین جبرائیل کا نام لیا اور خداتعالی کو رب جبرئیل ومیکائیل و اسرافیل کے نام سے پکارا۔ |

یہ حدیث اسباب پر نص قطعی ہی کہ جبرائیل ومیکائیل و اسرافیل ( جنکے حقایق وصفات کا ذکر عنقریب گذرا ) کا نام آنحضرت کی زبان پر بہ تقلید یہود جاری نہین رہا۔ بلکہ بتعلیم الہی و مشاہدہ نفس الامری تہا خلوت مین اور تہجد کیوقت مین اور دولت سرا نبوی مین کون یہودی یا نصرانی حاضر و موجود تہا جسکی خاطر سے آپنے خدا کو رب جبرئیل ومیکائیل کے نام سی پکارا اور اپنی عبادت و دعا مین اسکے خیال کو حکایت کیا۔

افسوس ہے اسرائیل صاحب نے ایک آیۃ من کان عدوا لجبریل کو یہود کے مقابلہ مین دیکھ کر جبرئیل ومیکائیل کے ذکر کو خیال یہود سے حکایت ٹھہرا دیا۔ اسکے سوا اور آیات و احادیث کو جنمین جبرئیل ومیکائیل معقصود بالذکر مین آنکھ کھول کر نہ دیکہا اور جو آپنے اخیر مین لکھا ہے چنانچہ نمبر ۹ جلد

میں منقول ہوا کہ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ باوجودیکہ خدا کے یہاں ان دو فرشتوں کے سوا اور بھی فرشتے ہیں مگر بجز دو فرشتوں کے اور سب کے نام ہیں کیونکہ اور کا نام قرآن میں نہیں آیا"۔

**یہہ کہنا** ایسا ہی جیسا کوئی منکر بعثۃ انبیاء کہے کہ کیا یہہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ خدا کیطرف سے ہزاروں نبی اور سیکڑوں رسول (چنانچہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے اور قرآن میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے†) مبعوث ہوئے مگر سوائے ان اٹھارہ بیس انبیاء آدم و نوح و ابراہیم و داؤد و سلیمان و موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم السلام کے اور سب کے نام ہیں کیونکہ ان انبیاء کے سوا اوروں کا نام (جیسے خرقیل شموئیل وغیرہ وغیرہ) قرآن میں نہیں ہے اور اسبات کو تو آپ بھی بظاہر مغالطہ جانتے ہونگے کیونکہ آپ دایرہ نبوت کو یہانتک وسیع سمجھتے ہیں کہ لوتھر اور کالون اور دیانند سرسوتی اور بابو کیشب چندر سین برہم سماجی کو نبی کہتے ہیں†† اور پرچہ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۵ میں چین و ماچین و انگلستان میں نبیوں کا ہونا تجویز فرماتے ہیں اور صرف عرب و فلسطین سے انبیا کی مخصوص و محصور ہونیکو بڑی تحقیر سے رد کرتے ہیں۵ حالانکہ قرآن میں سوائے انبیاء عرب و فلسطین کے کسی نبی کا نام نہیں ہے پس ایسا ہی اپنے اسبات کو کہ سوا جبرئیل و میکائیل کے قرآن میں کسی فرشتہ کا نام نہیں ہے مغالطہ سمجھیں اور ایسے خیالی اور وہمی دلایل سے ابطال حقایق موجودہ سے جنکے وجود پر قرآن و حدیث شاہد ہے باز آویں — باقی آیندہ

---

† انما انت منذر و لکل قوم ھاد (ہود ۱) — سورہ رعد میں ارشاد ہے تو صرف ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ہادی گذر چکا ہے
وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر — اور سورہ فاطر میں ارشاد ہے کہ سب ہی امتوں میں ڈرانیوالا گذرا ہے۔
ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص (مومن) — اور سورہ مومن میں ارشاد ہے — ہمنے تیرے پہلے رسول بھیجے بعضوں کا حال سنایا بعض کا نہیں سنایا — ز
وقیل لرسول اللہ کم الرسل فقال ثلثمایۃ وثلثۃ عشر وقیل وکم الانبیاء فقال مایۃ الف و اربعۃ (تفسیر کبیر) — تفسیر کبیر میں ہے آنحضرت صلعم سے کسینے پوچھا رسول کتنے گزرے ہیں آپ نے فرمایا تین سو تیرہ پھر پوچھا نبی کتنے ہیں آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار —

†† دیکھو تہذیب ماہ ربیع الاول ۱۲۹۵ جسکی عبارت انتقاد الشفقۃ نمبر ۸ جلد ۳ صفحہ ۲۳۹ میں گذری ہے —

۵ تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ میں آپ فرماتے ہیں پس یہہ خیال کرنا کہ انبیاء کی ایک ذراسے ملک [illegible] عرب ہی کو انہوں نے خدائی روشنی سے منور کیا تھا اور تمام براعظم افریقہ اور امریکا اور [illegible] بالکل بے بہرہ تھا ایضاً

اشاعۃ السنۃ

نمبر ۲ جلد ۴

# ولادت مسیح علیہ السلام

اس مسئلہ مین آنرایبل سید احمد خان صاحب بہادر نے غضب کیا ہے قرآن و حدیث دونون کو طاق مین رکہدیا اور مضمون **سہ** چہ دلاور ست دُزدی کہ بکف چراغ دارد کا جلوہ دکھایا تفسیر پر تزویر مین حضرت مسیح علیہ السلام کا یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہونا بیان کیا اور جو کچھہ اسکے ثبوت مین لکھا ہے اسمین تزویر و تحریف کے سوا کچھہ نہین کیا ۔ ہم **خلاصہ** عبارت جناب اس مقام مین نقل کرتے ہین پھر بتفصیل اُسکا جواب دیتے ہین ۔ اصل **عبارت** جناب بہت طویل تھی ومع ذلک وہ بے ترتیب و پراگندہ تھی ۔ اسلئے ہم نے بنظر اختصار و افہام ناظرین اُسکا خلاصہ اپنی عبارت مین نقل کیا ہے جسکو توافق مین شک ہو وہ اصل تفسیر کو دیکھ سکتا ہے آپ نے مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین پہلے عقلی بحث کی ہے پھر نقلی ۔ نقلی بحث پہلے انجیل اور اسکے حواشی سے کی ہے پھر قرآن سے اور کوئی بحث جناب **کذب و مغالطہ** سے خالی نہین ہے ۔ ہم ہر ایک بحث کے مطالب کو علیحدہ علیحدہ نمبروار نقل کرتے ہین پھر نمبروار اُن کے جوابات قلم مین لاتے ہین ۔

## بحث عقلی

۱ ۔ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین نہ خدا کی کمال قدرت کا اظہار مقصود ہے اسلئے کہ خدا نے آدم کو بغیر مان باپ کے پیدا کیا اور بہت قسم کے حیوانات بغیر توالد و تناسل پیدا کرتا ہے پھر مسیح کے بغیر باپ پیدا کرنے مین اظہار کمال قدرت کیا ہوا ؟ ۔

۲ ۔ اور اگر اسکو دوسری طرح پر اظہار کمال قدرت کہو تو یہہ بہی نہین ہو سکتا ۔ اسلئے کہ اس صورت مین چاہئے تہا کہ یہہ امر واضح ہوتا اور اسمین کسیکو شک و شبہ نہ رہتا ۔

۳ ۔ اور نہ یہہ معجزہ ہو سکتا ہے اسلئے کہ معجزہ بمقابلہ منکرین نبوت ہوتا ہے اور قبل پیدائش مسیح منکر

کون تہا - اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو انکی پیدایش مین درد زہ وغیرہ عوارض حمل کا وجود نہوتا
اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو مریم کا ہونا نہ مسیح کا -

# بحث نقلی از انجیل وحواشی آن

اس بحث مین آپنے پراگندہ طور پر بیس باتین کہی ہین جن باتون کا مدار و مآل صرف چار امر ہین جنکو امور تنقیح طلب کہا جاسکتا ہے - ہم آپ کی پراگندہ تقریرات سے اولاً ان امور اربعہ کو منتخب کرتے ہین پہر انکے مویدات وشواہد کو معرض نقل مین لاتے ہین -

(۱) مسیح کا داؤد کا بیٹا ہونا ضروری ہے اور وہ بغیر اسکے کہ وہ یوسف کے تخم سے ہو ثابت ہونا ناممکن ہے -

(۲) ابتدا مین مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا کسی عیسائی کو خیال واعتقاد نہ تہا حتی کہ حوارین مسیح نے بہی اس امر کو نہین جانا یہہ امر صرف مریم اور یوسف کے دلون مین مخفی تہا یہان تک کہ مریم نے مسیح کے مرتبے جی اٹہنے کے بعد ظاہر کیا اس سے پہلے سب کوئی مسیح کو یوسف کا بیٹا کہا کرتا تہا اور خدا کا بیٹا کہا جاتا تہا

(۳) مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون کی تقلید سے ہوا ہے وہ لوگ نہایت بزرگ اور مقدس اشخاص کو خدا کا بیٹا کہتے چنانچہ افلاطون - وفیثاغورس وغیرہ کو خدا کا بیٹا کہا کرتے - جب حواریون کو یونانی زبان کے ذریعہ سے دین عیسوی کا پہیلانا مدنظر ہوا تو حضرت عیسی کو اس لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا جو ان لوگون کے خیالات سے مناسب تہا جنکے لئے انجیلین لکہی گئی تہین اسلئے ہمارے نزدیک وہ انجیلین حضرت عیسی کی ولادت کی نسبت ان خالص خیالات کے ظاہر ہونیکا ذریعہ نہین ہوسکتین * * * * * * پہر زمانہ کے گزر جانیکے پر یہہ خیال جس سے عیسی کو خدا کا بیٹا کہا گیا تہا محو ہوگیا اور مسیح کو حقیقۃً خدا کا بیٹا سمجہا گیا - اور اسکے ساتہہ یہہ بہی قرار دیا گیا کہ وہ بے باپ پیدا ہوئے تہے - انکی ضد سے یہودیون نے یہہ کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ وہ ناجایز طور پر پیدا ہوئے ہین - یہہ اتہام سلسس نے جو تیسری صدی مین تہا کیا تہا -

(۴) بقول حوارین و عیسائیون کے حضرت مریم کی یوسف نجار سے منگنی ہوچکی تہی اور شریعت یہودی مین رسم تہی کہ منگنی کے بعد مرد عورت کو دیکھنے اور مباشرت کرنے کا مجاز ہوجاتا اور بعد منگنی اور قبل رخصتی اُس سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ بہی ناجائز تصور نہ ہوتی شاید خلاف رسم ہونیسے معیوب گنی جاتی ہوگی بناءعلیہ یوسف حضرت مریم سے ہم بستر ہوا اور اُسی سے حضرت مسیح کا حمل ہوا (نعوذ باللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواہھم ان یقولون الا کذبا)

**امر اول کے ثبوت** وتائید مین آپ نے نسب نامہ انجیل متی کا حوالہ دیا ہے جسمین مسیح کو ابن داود وابن ابراہیم لکہا ہے اور پہر انجیل لوک باب اول ورس ۲۷ سے نقل کیا ہے کہ یوسف مریم کا شوہر داود کی نسل سے تہا۔ پہر فرمایا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ ماں کے سبب سے انکو داود کی نسل سے قرار دیا گیا تو یہ بات دو وجہہ سے غلط ہے۔ اول اسلئے کہ یہودی شریعت مین عورت کیطرف سے نسب قائم نہین ہوسکتا۔ دوسری یہہ کہ حضرت مریم کا داود کی نسل سے ہونا ثابت نہین ہے۔ پہر وجہہ دوم پر بہت زور دیا ہے اور بزعم خود ثابت کردیا ہے کہ مریم علیہا السلام داود کی نسل سے نہین ہے ۔

**امر دوم** کے ثبوت وتائید مین آپنے پادری رچارڈ واٹسن صاحب کا قول نقل کیا ہے جسکا حاصل یہ ہے جو امر دوم کا عنوان ہے پہر اخیر بحث مین انجیل وغیرہ کے مواضعہ ذیل سے استشہاد کیا ہے۔ انجیل متی باب اول ورس ۱۶- ایضاً باب ۱۳ ورس ۵۵ - انجیل لوک باب ۲ ورس ۲۷ و ۳۳ و ۴۱ و ۴۳ و ۴۸- انجیل یوحنا باب ۶ ورس ۴۲ - ایضاً باب اول ورس ۴۵ جنمین مسیح کو یوسف کا بیٹا اور یوسف کو مسیح کا باپ لکہا ہے۔ اعمال حوارین باب ۲ ورس ۳۰ جسمین وارد ہے کہ خدا نے داود سے کہا کہ مین تیری کمر سے مسیح کو پیدا کرونگا۔ اور رومیان باب اول ورس ۳ جسمین یہ لکہا ہے کہ مسیح جسم کے حق مین داود کے تخم سے پیدا ہوا۔ **آیات انجیل** متی ۱- ۱۶ و لوک ۲- ۳۳ کے ذیل مین آپ نے تہوڑی سی **یونانی** بہی خرچ کی ہے جس سے بزعم خود یوسف کا باپ ہونا اور مسیح کا بیٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور بذیل آیات متی ۱- ۱۶ کے کہا ہے کہ جن نسخون مین حضرت عیسی کا صرف مریم سے پیدا ہونا بیان کیا ہے انمین تغیر ہوا ہے - اس تغیر کا سبب یہی خیالات ہین

جو یونانیوں مین مذہب عیسوی پہیلانے کیلئے پیدا ہوئے تہے۔
پہر **فرمایا ہے** لوک کی انجیل باب ۲ ورس ۳۳ کے موجودہ نسخون مین یہہ لفظ ہین یعنی
یوسف اور اُسکی مان،، مگر اس مقام پر بہی اُسی خیال سے تغیر کیا ہے۔ ڈاکٹر گریسباخ کی صحیح اور
مقابلہ کرکے چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لیپسک ۱۸۰۵ء اور شنڈروف کی چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ
۱۸۴۹ء اور رومن ولگٹ کے ترجمہ انگریزی مین یوسف کا نام نہین ہے۔ بلکہ اُسکا باپ اور
اُسکی مان لکہا ہے اور ٹرو ٹوپ نے یونانی انجیل کے شرح مین اُسی کی تصحیح کی ہے جس سے
یوسف کا پدر مسیح ہونا تسلیم ہوتا ہے۔
**امر سوم** کے ثبوت و تائید مین آپنے کسی سند کو پیش نہین کیا صرف اپنے پیٹ کی بات یا دماغ
کے وہم و خیال کو کافی دلیل سمجہکر اتنا کہدیا کہ یونانی زبان مین عیسائی دین پہیلانے کے لئے
عیسیٰ کو بیٹے کے لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا اسی لفظ ہوگا سے ناظرین کو قوت استدلال جناب
کا اندازہ کرنا ہوگا۔
ایسا ہی **امر چہارم** کے ثبوت مین آپنے کوئی سند پیش نہین کی صرف کیٹو سیکلو پیڈیا سے
سنگنی کا یہہ دستور نقل کیا ہے کہ شوہر اور زوجہ مین اقرار ہوجاتا تہا کہ اس قدر میعاد کے بعد شادی
کرینگے۔ پہر اسپر ایک یہہ **حاشیہ** چڑہایا ہے کہ یہہ اقرار یا تو ایک باقاعدہ تحریر یا معاہدہ کے
ذریعہ سے گواہوں کی موجودگی مین ہوتا تہا جسطرح کہ ہم مسلمانون کے ہان نکاح غطہ لکہا جاتا ہے
یا بغیر تحریر کے اس طرح پر ہوتا تہا کہ مرد عورت کو گواہون کے سامنے ایک ٹکڑہ چاندی دیدیتا تہا
اور یہہ لفظ کہتا تہا کہ یہہ چاندی کا ٹکڑہ اس امر کی کفالت مین قبول کرکہ اتنے دنون بعد تو میری زوجہ ہوجاویگی
**دوسرا حاشیہ** یہہ چڑہایا ہے کہ یہہ معاہدہ حقیقت مین عقد نکاح تہی صرف زوجہ کا گہر مین لانا باقی رہجاتا
تہا۔ اور وہ اس میعاد پر ہوتا تہا جو اس معاہدہ مین قرار پاتی تہی۔ اسکی **مثال** بالکل ایسی
ہے جیسکہ مسلمانون مین فاتحہ خیر ہوتی ہے جو درحقیقت ایک شرعی نکاح ہے لیکن زوجہ فی الفور
گہر مین نہین لائی جاتی یا جیسکہ اب بہی بعض دفعہ مسلمانون مین نکاح بہ تحریر نکاح خط عمل مین آتا ہے اور

زوجہ کا شوہر کے گھر مین بھیجنا کسی آیندہ وقت پر ملتوی رہتا ہے۔
**تیسرا حاشیہ** یہہ کہ یہودیون کے ہان اس رسم کے ادا ہونیکے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جانے تھے اور پہر بجز اسکے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اس مدت کے بعد بہیجدی جاوے اور کوئی ایسی رسم جسپر جواز تزویج منحصر ہو عمل مین نہین آتی تہی یہانتک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنیکے اُن دونون سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ ناجایز اولاد تصور نہین ہوتی تہی بلکہ بے گناہ شرعی اولاد جایز متصور ہوتی تہی۔ شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دو نون کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی۔ پہر اس حاشیہ سوم کے ثبوت مین فرمایا ہے امر مذکور کا ثبوت کیٹو سیکلوپیڈیا سے ہی ظاہر ہوتا ہے اسمین لکہا ہے کہ جب یہہ معاہدہ شادی کا یہودیون مین ہو جاتا تہا تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکہنے کے مجاز ہوتے تہے جسکی انکو پہلے اجازت نہین ہوتی تہی۔ اور اسی کتاب مین لکہا ہے ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا ہونے مین یہہ حکمتین رکہی ہین۔ اول یہہ کہ ان پر غیر مشروع اولاد ہونیکا طعنہ عاید نہ ہو۔ دوم یہہ کہ والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہ ہون سوم یہہ کہ یوسف کا نسب نامہ سے جنکا رشتہ دار مریم تہین مریم کا نسب نامہ ظاہر ہو جاوے چہارم یہہ کہ حضرت مسیح کا ایام طفولیت مین کوئی مربی اور سرپرست ہو۔
**ان حواشی** سے آپنے مطلب یہہ نکالا ہے کہ یوسف مریم سے اُسکے گہر جا کر حاجت روائی کرتا ہوگا اور اُسی سے مریم کو حمل ہو گیا ہوگا۔ اور جو اُسکے برخلاف انجیل متی مین آیا ہے کہ مریم یوسف سے ہم بستر ہونیسے پہلے حاملہ پائی گئی اسی مین سے **قبل ہم بستر ہونیکا** لفظ خورد برد کر کے باقی مضمون کے جواب مین کہا ہے کہ متی کی انجیل مین جو یہہ لکہا ہے کہ یوسف نے جب دیکہا کہ حضرت مریم حاملہ ہین تو اُنکے چہوڑ دینے کا ارادہ کیا اور اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے تو اسکا سبب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہو جانے سے یوسف کو رنج و خجالت ہوئی ہوگی جسکی سبب سے ایسا خیال **کیا ہوگا**۔ اس قول مین بہی لفظ ہوگی اور ہوگا پر ناظرین کو خیال کرنا ہوگا

# بحث نقلی از قرآن

اِس بحث مین آپ مدعیانہ چال نہین چلے بلکہ مجیبانہ و معترضانہ طرز اختیار کی ہین اور اسمین بہی کذب و مغالطہ کی پوری داد دی ہے۔ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا آپنے کسی آیت قرآن سے ثابت نہین کیا بلکہ ان آیات کا جنسے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے جواب دیا ہے اور اُس جواب مین کذب ✝ اور ہوگا اور ہوگی اور ممکن ہے اور کیا تعجب ہے سے کام لیا ہے۔ چونکہ وہ بحث جواب استدلال اہل اسلام ہے اِسلئے قبل تفصیل اس استدلال کے اِس بحث کا نقل کرنا مناسب نہین ہے جہان اُن آیات سے استدلال کیا جاویگا وہین آپ کے جواب اور سندات اکاذیب اور ہوگا اور ہوگی کو نقل کرکے اُسکا جواب دیا جاویگا۔ یہہ آپ کے بیان بلا ضبط و بے برہان کا خلاصہ ہے اب اسکا جواب دیا جاتا ہے۔

✝ اِس کذب کی مثال ایک یہہ بات ہی جو آپنے تفسیر سورۂ انزدیہ کے صفحہ ۳۳ سطر ۲ مین فرمائی ہے کہ فرشتہ کا مریم کو لڑکے کی بشارت دینا اور اسکے جواب مین مریم کا یہہ کہنا کہ مجھے تو انسان نے ہاتھہ بہی نہین لگایا پہر میرے لڑکا کیونکر ہوگا۔ یہہ اُسوقت کا ذکر ہے جبکہ مریم کو کسی مرد نے نہین چہوا تہا۔ بلکہ غالباً اُن کا خطبہ بہی یوسف سے نہوا تہا۔ یہہ آپکا کہنا اِسلئے کذب ہے کہ انجیل لوک باب اول نمبر ۲۶ و ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت فرشتہ نے مریم کو بشارت دی تہی۔ اُسوقت یوسف کی مریم سے منگنی ہو چکی تہی۔ چنانچہ اصل عبارت انجیل اسکا بضمن جواب بحث نقلی از انجیل عنقریب آتی ہے۔

(**عذر**) ہمنے جناب مخاطب کی کلام مین بہت جگہہ کذب پایا مگر ادباً کبہی کذب کو آپ کی طرف نسبت نہ کیا۔ مگر جب وہ کذب اِس حد تک پہنچ گیا کہ اِسمین کلام الٰہی کا صریح مقابلہ ہونے لگا تو ناچار حمیت ایمانی نے ہمیں اِس نسبت کرنے مین مجبور کیا۔ آپکے حواریون اور اتباع کو اسپر جوش آوے تو وہ ہمیں مجبور و معذور سمجہکر معافی دین اور اِس جوش کو جناب ممدوح ہی پر نکالین اور آپسے دریافت کرین کہ یوسف کا مریم سے خطبہ نہ ہونا آپنے کس کتاب الہامی یا کس کتاب تاریخی سے اخذ کیا ہے جسکے سبب ظاہر قرآن و انجیل لوک کا خلاف کیا۔ اگر جناب ممدوح اسکی سند مقبول بتائینگے تو ہم علیگڈہ مین حاضر ہوکر آپ سے معافی کرائینگے اور اگر آپ خود ہی اسکی سند مقبول بتا دین

## جواب بحث عقلی

نمبر اول کا یہی جواب ہے جو آپ کو سوجہا ہے اور اسکو نمبر ۲ مین بیان فرمایا ہے پہر جو اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس صورت مین چاہیے تہا کہ وہ امر واضح ہوتا اسمین کسیکو شک و شبہہ نرہتا۔

اس کے جواب دو ہین ۔

**اول** (جو ظاہر قرآن پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ بے شک مسیح ظاہر اور علانیہ طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے جسکو اہل ایمان و انصاف نے مان لیا اور منکرون نے اسی سبب سے حضرت مریم کو تہمت زنا متہم کیا اور صاف کہدیا ای مریم تو یہہ بہتان لائی نہ تیرا باپ برا تہا اور نہ تیری مان بدکار تہی (یعنی پہر تو بلا خاوند یہہ بچہ کہان سے لائی)

> یا مریم لقد جئت شیئاً فریا یا اخت هارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا (سورہ مریم ۲۶)

انکار منکرون کا تو مشاہدات یقینیہ سے بہی رفع نہین ہوتا جب منکرون نے کسی روشن نشانی کو دیکہا تو اسکو سحر مبین ہی کہا چنانچہ قرآن مین جابجا منقول ہے ۔

جواب دوم (جو ظاہر انجیل کے تسلیم پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ گو یہہ امر اور ون پر ایک مدت تک مخفی رہا مگر حضرت مریم اور یوسف کو تو معلوم تہا اور اہل تسلیم و ایمان کے سامنے ظہور کمال قدرت الہی کے لئے صرف مریم صدیقہ کا بیان کافی ہے۔ بہت سے عجائبات و کمالات قدرت الہی ابتدا پیدائش و عالم برزخ و عالم اُخروی کی ایسی ہین جنکو اور کسینے نہین دیکہا صرف انبیا نے بیان کیا اور اہل ایمان نے مان لیا۔ رہے منکر سو انکا ماننا تو مشاہدات عامہ کو بہی ناممکن ہے ۔

**جواب نمبر ۳** یہہ ہے کہ قبل وجود نبی یا نبوت نبی بہی معجزہ کا وجود ممکن بلکہ واقعہ ہے اگرچہ اسپر معجزہ کا اطلاق اسیوقت ہوتا ہے جبکہ دعوی نبوت وقوع مین آتا ہے۔ انجیل لوک باب اول میں قبل یحیی کا حمل مسیح کے لئے اور چلنے کا قصہ اسپر گواہ ہے اور حدیثون مین بہت سی خوارق اس امر کے مؤید و شاہد موجود ہین۔ جیسے قبل نبوت آنحضرت صلعم کیطرف درختون کا سجدہ کرنا اور ایک پتہر کا

✝ دیکہو جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ ۱۲۸۲ھ صفحہ ۲۲۰

آنحضرت صلعم کو سلام کرنا اور اسی قسم کے اور صدہا نظایر ہین پیشین گوئی جو اہل مذہب کے نزدیک ثبوت نبوت کے لئے ایک عمدہ دلیل ہے وجود نبی سے پہلے ہی ہوتی ہے اور آیتی معجزات سے شمار کیجاتی ہے - اور پیدایش مسیح مین دردزہ وغیرہ عوارض عادیہ کا پایا جانا اسکو معجزہ ہونیسے خارج نہین کرتا - معجزہ کے لئے یہہ شرط نہین ہے کہ اسکا کوئی امر یا متعلق عادت کے موافق نہ ہو - دیکھو عیسائیون کے اعتقاد مین مسیح نے پانچ جو کی روٹیون سے پانچہزار آدمیون کو رجا دیا - یا مسلمانون کے اعتقاد مین آنحضرت صلعم نے ایک روٹی سے اسی آدمیون کو سیر کردیا - چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲۲ مین صفحہ ۳۰۸ منقول ہوا توان مواضع مین کثرت و زیادت طعام معجزہ ہی باوجودیکہ اسکا متعلق یعنے روٹی ایک امر عادی و معمولی ہے خدا چاہتا تو روٹی کے سوا یونہی سکو رجادیتا مگر یہہ کام خلاف عادت اس نے اسی معمولی روٹی سے لیا -

## جواب بحث نقلی انجیل

اس بحث کا جواب دو طور پہ ہے ایک جواب عیسائی اصول و مسلمات پر - دوسرا اسلامی اور قرآنی مسلمات پر - عیسائی اصول و مسلمات پر جواب بہ تفصیل ذیل ہے -

جواب امر اول و دوم بلا ریب انجیل وغیرہ مین مسیح کو یوسف اور داؤد اور ابراہیم کا بیٹا کہا گیا ہے مگر ساتھ اسکے یہہ بھی انجیل مین وارد ہے کہ وہ یوسف سے ہمبستر ہونیکے پہلے روح القدس سے حاملہ پائی گئی اور وہ بکر اور کنواری حاملہ ہوئی - چنانچہ متی باب ۱ مین ہے (۱۸) یسوع مسیح کی پیدایش اس طرح ہوئی کہ جب اسکی مان مریم یوسف سے منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہوئی وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی (۱۹) اسکے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تھا اسکی تشہیر کرنی نہ چاہ کے

+ دیکھو شفاء عیاض صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ بریلی ۱۲۸۷ھ جسمین بہت سے خوارق و معجزات پیدایش اور صغیر سنی آنحضرت کے نقل کئے ہین جیسے بوقت ولادت شریف بی بی آمنہ والدہ آنحضرت صلعم سے ایک نور ظاہر ہونا جس سے تمام مشرق و مغرب مین اجالا ہو گیا تھا - اور ایوان کسریٰ کے گھر مین زلزلہ واقع ہونا اور فارسیون کی آگ کا بجھ جانا جو ہزار سال سے کبھی نہین بجھی تھی - اور آپ پر بادل کا سایہ رہنا اور ایک خشک درخت کا آپکے نزول سے سرسبز ہو جانا وغیرہ ذالک -

ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے (۲۰) وہ اندیشوں مین تہا کہ یکایک خدا کے فرشتے نے خواب مین اُسپر ظاہر ہوکے کہا اَے یوسف ابن داؤد تو اپنی جورو مریم کو اپنے پاس رکہنے سے مت ڈر۔ اِسلئے کہ اسکا جو حمل ہے سو روح قدس سے ہی (۲۱) اور وہ بیٹا جنیگی اور تو اسکا نام یسوع رکہنا کہ وہ اپنے لوگون کو گناہ سے بچات دیگا (۲۲) پس اسیطرح جو کچہہ خدا نے نبی کی معرفت سے کہا تہا پورا ہوا (۲۳) کہ دیکہو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اسکا نام عمانوئیل رکہا جاویگا (۲۴) تب یوسف نے سو نیسے اُٹھہ کر جیسا کہ خداوند کے فرشتے نے کہا تہا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہان لے آیا (۲۵) پہر جب تک کہ وہ اپنا پہلا بیٹا نہ جنے اُسے نہ جانا اور اُسکا نام یسوع رکہا ۔ اور **انجیل لوک** باب اول مین ہے (۲۶) چھٹے مہینے مین جبرئیل فرشتہ خدا کیطرف سے جلیل کے ایک شہر مین جسکا نام ناصرت تہا (۲۷) ایک کنواری پاس جو یوسف نام ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانیسے تہا منسوب† ہوئی تہی بہیجا گیا اور اُس کنواری کا

† انجیل مطبوعہ بیبل سوسائٹی مرزاپور ۱۸۷۰ء مین اسکی تعبیر ان الفاظ ہوئی ہے ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانیسے تہا منگنی ہوئی تہی اور اس کنواری کا نام مریم تہا۔ یہہ وہ **عبارت** ہے جسکا ذکر وعدہ نقل حاشیہ ۳۵ مین ہوا ہے ۔ یہہ عبارت صاف ناطق ہے کہ اسوقت مریم کی یوسف سے منگنی ہو چکی تھی ۔ اسمین مریم اور یوسف کے اسیوقت کے حالات وصفات کا ذکر ہے کہ یوسف ایسا تھا اور مریم ایسی ۔ یوسف کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ داؤد کے گہرانیسے تہا اور مریم کی تین صفتین کہ وہ کنواری تہی اور اسکا نام مریم تہا ۔ اور اسکی یوسف سے منگنی ہوئی ۔ انمین صفت اول و دوم تو بلا نزاع اسیوقت کے حالات ہین جبکہ فرشتہ نے آکر مریم کو بشارت دی تہی ۔ ایسی ہی صفت سوم اس وقت کی حالت ہونی چاہئے یہہ اسوقت کی حالت نہ ہوتی تو صفت اول و دوم کے ساتھہ ذکر نہ کیجاتی ۔ یہ اس عبارت کے ظاہری معنے ہین اور جو اسکے ظاہر کو نمانے اور اسمین یہہ تاویل کرے کہ صفت سوم پچہلے وقت کی حالت ہے تو اسپر کسی الہامی یا تاریخی کتاب سے اس امر کا ثبوت دینا واجب ہے ۔

نام مریم تہا (۲۸) اُس فرشتہ نے اُس پاس آکے کہا اے پیارے سلام خداوند تیرے ساتھ
تو عورتون مین مبارک ہے (۲۹) وہ اسے دیکھہ کے اسکی بات سے گھبرا سوچنے لگی کہ یہہ کیسا
سلام ہے (۳۰) تب فرشتہ نے اُس سے کہا اے مریم مت ڈر کہ تو خدا کے پاس پیاری ہے
(۳۱) اور دیکھہ تو حاملہ ہوگی بیٹا جنیگی اور اسکا نام یسوع رکہیگی (۳۲) وہ بزرگ ہوگا اور خداوند
خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا (۳۳) اور ہمیشہ یعقوب کے گہرانے کی بادشاہی کریگا
اور اُسکی بادشاہت آخر نہ ہوگی (۳۴) تب مریم نے فرشتہ سے کہا مین مرد کو نہین جانتی ہون
تو یہہ کیونکر ہوگا (۳۵) فرشتہ نے اُسے جواب مین کہا روح قدس تجھہ پر نازل ہوگی اور تجھپر
اللہ تعالی کی قدرت کا سایہ ہوگا - اسلئے وہ پاک فرزند جو تجھسے پیدا ہوگا خدا کا † بیٹا کہلائیگا (۳۶)
اور دیکھہ تیرے رشتہ دار الیشبع کو بھی بڑہاپے مین بیٹے کا حمل ہے اور اُسکے حمل کا جو بانجھہ کہلاتی
تہی چھٹا مہینا ہے (۳۷) کہ خدا کے آگے کچھہ ناممکن نہین ہے - اور یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۷
ورس ۱۴ مین ایک کنواری حاملہ ہوگی وہ بیٹا جنیگی اُسکا نام عمانوئیل رکہیگی - ان آیات
مین یہہ کہنا کہ مریم پہلے ہم بستر ہونے کے حاملہ پائی گئی اور وہ کنواری اور اگرچہ حاملہ ہوئی -
اور یہ جواب اس استبعاد مریم کے کہ میرے کیونکر بیٹا ہوگا فرشتہ کا یہہ جواب دینا کہ یہہ امر
خدا کے آگے ناممکن نہین اور اسکی نظیر مین ایک ایسا ہی خلاف عادت امر (بانجھ کے حاملہ ہونے)
کو پیش کرنا اور یہ نہ کہنا کہ یوسف (جو تیرا خاوند ہو چکا ہے یا آیندہ ہونے والا ہے) کے نطفہ
سے لڑکا پیدا ہوگا صاف یقین دلاتا ہے کہ مسیح یوسف کے نطفہ سے پیدا نہین ہوا اسلئے
اُن آیات کی جنمین مسیح کو یوسف و داؤد کا بیٹا کہا ہے باین طور تاویل واجب ہے کہ وہان بیٹے
سے شرعی اور سببی بیٹا مراد ہے نسبی اور صلبی بیٹا مراد نہین ہے اور چونکہ یوسف بوقت پیدائش
مسیح مریم کا شوہر ہو چکا تہا اور زوجہ کے بیٹے کو شوہر کا بیٹا شرعاً کہا جا سکتا ہے اسلئے مسیح کو یوسف
کا بیٹا کہا گیا اور اسی نظر سے اُسکو داؤد کا بیٹا کہا گیا -

† جن آیتون مین مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اُنکا بیان انشاء اللہ تقریب ششم (۴۸) آتا ہے -

اور[+] جن لوگون نے بیٹے کو حقیقی اور صلبی بیٹے کے معنی مین سمجہا اونہون نے اسکا ترجمہ تخم یا
پشت یا نسل سے کیا اور غلط فہمی سے اصلی معنی مرادی کو دوسرے معنی غیر مراد سے بدل دیا۔
یہہ تبدل و تغیر تجویز کرنا ہمارا ایسا ہے جیسا کہ آپنے ورس ۱۶ باب ۱ انجیل متی اور ورس ۳۳
باب ۲ - انجیل لوک کی نسبت تجویز کیا اور کہا ہے کہ اصل نسخون مین یہان لفظ باپ تہا مگر یونانیون مین عیسائی
دین پہیلانے کے خیال سے تغیر ہوا آپ کی تجویز اور ہماری تجویز مین اتنا فرق ہے کہ آپ عمداً
یونانیون کی خاطر سے اسمین تغیر تجویز کرتے ہین اور ہم خطاً نافہمی مراد کے سبب تغیر تجویز کرتے ہین
اور اگر ہم یہہ تاویل نہ کرین اور آیات متمسکہ جناب کو ظاہری معنی پر حمل کر کے مسیح کو یوسف کے
نطفہ سے اور حقیقتہً داؤد کی نسب یا نسل یا تخم قرار دین تو آیات انجیل متی وغیرہ کا جس سے ہمنے
تمسک کیا ہے کچہہ مطلب نہین بنتا اسیواسطے آپنے بہی اس فقرہ انجیل متی کا کہ وہ قبل ہمبستر
ہونیکے حاملہ پائی گئی" کچہہ مطلب نہین بتایا بلکہ باوجودیکہ اُسکے بعد و ماقبل کو ثبوت امر چہارم کے

+ اُن آیات استعمال ہوا ہین اور نامہ رومیون کا جواب ہے جنمین مسیح کا داؤد کے تخم یا نسل سے ہونا بیان کیا گیا ہے
جو آپنے انجیل متی باب ۱ ورس ۱۶ مین یونانی خرچ کر کے مسیح کا یوسف سے پیدا ہونا بزعم خود ثابت کیا ہے یہہ بجز
اظہار یونانی دانی کے کچہہ ثمرہ نہین بخشتا۔ یونانی کون سی انجیل کے اصلی زبان ہے کہ وہ انگریزی و اردو انجیلون
کی نسبت زیادہ بہروسہ و اعتبار کے لایق ہو سکے۔ وہ بہی تو بحسب اعتراف جناب صفحہ ۲۰ جلد ۲ تفسیر عبری کی عبرانی
انجیل کا ایک ترجمہ ہے جسکا نہ مترجم معلوم ہے کہ کون تہا اور کہان ہوا اور نہ زمانہ معلوم ہے کہ کب گذرا پہر اس
ترجمہ یونانی سے ہاتہہ مارنا کیا فایدہ دیتا ہے اور اگر بہرحال آپ کے نزدیک یونانی کو ترجیح ہے تو آیہ ۳۳
باب ۲ - انجیل لوک کو کیون یونانی سے نہ لیا اسمین ترجمہ انگریزی رومن لنگٹ وغیرہ پر اعتماد کیا اور یونانی انجیل
مطبوعہ یونانی بیبل سوسائٹی کیمبرج سنہ [illegible] کا لحاظ نہ فرمایا جسمین بجاے لفظ باپ لفظ یوسف موجود ہے اور اگر یہان
انگریزی نسخون پر اعتماد کرنیکا کوئی خاص حکم آگیا تہا تو ترجمہ ٹشنڈارف جرمنی اصل کوڈکس الگزنڈراین الواح سنگی
مطبوعہ شہر [illegible] اور ترجمہ [illegible] مطبوعہ شہر بوسٹن امریکہ ۱۸[illegible] اور ترجمہ جان بردن مطبوعہ شہر اڈنبرگ اور
ترجمہ [illegible] مطبوعہ شہر لندن و ترجمہ ہنری [illegible] دیکہہ لیا ہوتا جسمین بجاے باپ یوسف کا نام درج ہے۔

ذیل مین نقل کیا اور یوسف کے ارادہ مفارقتہ مریم کا ایک جعلی وخیالی سبب بتایا۔ مگر اس فقرہ متنازعہ فیہا کو خورد برد کر لیا نہ اسکو نقل کیا اور نہ اُسکا کچھہ مطلب بتایا۔ اس سے ہی یقین ہوتا ہے کہ درصورت تاویل نہ کرنے آیات متمسکہ جناب کے ان آیات کا کچھہ مطلب نہین بنتا۔ پس **لامحالہ** اُن آیات کے **تاویل** واجب ہے **یا** ان آیات مین **کذب والحاق وتحریف لفظی** کا ماننا پڑتا ہے۔ اور یہہ **بات** نہ صرف عیسائیون کے برخلاف ہے بلکہ اعتقاد **تحقیقات** جناب سے ہی **مخالف** ہے۔ آپنے تبین الکلام کی جلد اول صفحہ ۶۶ مین بیان اقسام تحریف مین فرمایا ہے۔ اول یہہ کہ کتب مقدسہ مین کچھہ لفظ یا عبارت اپنی طرف سے بڑہا دین۔ دوسری یہہ کہ اُن مین سے کچھہ لفظ یا عبارت گہٹا دین۔ تیسری یہہ کہ لفظون کو بدل دین یعنی اصل لفظ نکال کر اُسکے بدلے اور لفظ داخل کرین۔ پہر صفحہ ۷۰ مین فرمایا ہے ہمارے مذہب بموجب (خاص ذات شریف کو مراد رکہتے ہین) پہلے تین قسمون کی تحریف کا کتب مقدسہ مین واقع ہونا ثابت نہین ہے پہر بزعم خود بڑے زور شور سے اس بات کا جواب دیا ہے اور تفسیر تحریر کے صفحہ ۴ مین فرمایا ہے مین اس بات کا قایل نہین ہون کہ یہودیون اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین لفظی تحریف کی ہے **اور اگر آپ اس** تحقیق سے اب انکار کرین اور انجیل مین تحریف لفظی کے قایل ہوجائین چنانچہ مضمون انجیل متی کے نسبت آپ کا یہہ کہنا کہ اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے اور نیز یہہ فرمانا کہ "وہ انجیلین حضرت عیسی کی ولادت کی نسبت ان خالص خیالات ظاہر کرنیکا ذریعہ نہین ہوسکتین" اسکی طرف مشعر ہے تو اس سے ہمارا تو کچھہ حرج نہین بلکہ بڑا فایدہ ہے اور بہت کام نکلتا ہے **مگر پہر** آپ کو ان اناجیل سے مسیح کے تخم یوسف سے پیدا ہونے پر استدلال کرنا کب درست ہے آپ کے پاس وہ کونسا آلہ یا پیمانہ ہے جس سے انجیل متی کے مضمون (قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی) مین تحریف ثابت ہوتی ہے اور اُن آیات کا جنمین مسیح کو یوسف کے تخم سے کہا ہے تحریف سے مبرا و محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو آپنے بشہادت قول پادری رچارڈ واٹسن صاحب کے کہا ہے کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ایسا مخفی رہا کہ حواریون نے بہی نہین جانا یہہ محض **خلاف واقعہ** اور پرلے سرے کی جرأت ہے جو

حال پیدائش مسیح کا انجیل لوک ومتی سے بیان ہوا ہے یہہ متی حواری کا بیان ہے پہر یہہ کہنا کہ حواریون نے اسکو نہین جانا کیا معنی رکہتا ہے کیا متی آپکے نزدیک حواری نہین ہے یا جو کچہہ انجیل متی مین پیدائش مسیح کی نسبت بیان ہوا ہے یہہ متی کا قول نہین ہے کسی پہلے (مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے والے) نے از خود ملا دیا ہے - یہہ بات اختیار کرین تو پہر آپ پر وہی سوال وارد ہے جو درصورت تجویز تحریف لفظی وارد کیا گیا ہے ہان انجیلون کی شہادت کے سوسے اس قدر مسلم ہے کہ مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ابتدا، زمانہ پیدائش مسیح مین شہرہ عام نہ تہا صرف بعض خواص کو معلوم تہا سو اسکی وجہ یہہ ہو سکتی ہے کہ اس امر کی عام اشتہار مین مسیح اور مریم کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ تہا اگر عام یہودی اور خاصکر بادشاہ وقت (ہیرودیس) یہہ بات سُن پاتے کہ جو یوسف کی منکوحہ کو لڑکا پیدا ہوا یہہ یوسف کے تخم سے نہین ہے تو وہ حضرت مریم کو بہ تہمت بدکاری سنگسار کرتے یا حضرت عیسیٰ کو قتل کر ڈالتے - اسی خوف سے مریم اور یوسف نے اس امر کو مشتہر عام نہ کیا بلکہ جب نجومیون کے خبر دینے پر ہیرودیس نے مسیح کی تجسس کے لئے جاسوسون کو مقرر کیا تو یوسف عیسی اور مریم کو مصر کیطرف لے[+] بہاگا -

**جواب امر سوم** - آپ کا یہہ دعوی کہ مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون مین مروج تہا - اُنہی کی تقلید سے حواریون نے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ایسا غلط و بے بنیاد ہے جسپر سوائے ہو گا اور ہوگی دلائل متخیلہ جناب کے کوئی دلیل نہین ہے - جناب من مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا بیٹا (بمعنی محبوب و مقرب) تو عہد عتیق مین بہت جگہہ کہا گیا ہے تعجب ہے کہ آپ کو باوجود دعوی ہمہ دانی کہین نظر نہین آیا -

**یرمیاہ** باب ۳۱ نمبر ۹ مین افرائیم کو خدا نے پہلوٹا بیٹا کہا ہے **زبور** ۲ نمبر ۶ مین داؤد کو خدا نے بیٹا اور اپنے تئین اسکا باپ (یعنی مربی و مہربان) ) زبور ۸۹ نمبر ۲۶ و ۲۷ مین خدا نے اپنے تئین داؤد کا باپ کہا ہے - **خروج** باب ۴ نمبر ۲۲ مین خدا نے اسرائیل کے حق مین فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹا بیٹا ہے (یعنی درجہ اول کا پیارا) اور **پیدایش** باب ۶ نمبر ۱ مین بہت لوگون

+ دیکہو انجیل متی باب ۲ درس ۱۳ لغایت ۱۹ -

کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے - پھر آپ کا کہنا کہ حواریون نے یونانیون کی تقلید سے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ہوگا با وجود خوی ہمہ دانی کیا معنی رکھتا ہے یہان سے حضرت عیسائی بھی کچھہ فہم و انصاف سے کام لین اور غور کرین کہ جیسے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے جس سے بجز محبوب یا مقرب یا ملہم ہونیکے کچھہ مراد نہین ہوسکتا - پھر عیسائیون نے بیٹا کہنے سے مسیح کا حقیقی بیٹا ہونا کیونکر تراش کر لیا اگر بیٹے کہنے سے خدا کا حقیقی بیٹا ہونا ثابت ہوسکتا ہے تو داؤد و اسرائیل کو کیون خدا کا حقیقی بیٹے نہین مانا جاتا طرفہ یہہ کہ خود حواریون نے خدا کا بیٹا ایسے وسیع معنی مین استعمال کیا اُسمین نا و شناسب کا داخل ہونا ممکن ہے - اعمال باب ۱۷ نمبر ۲۹ مین پولوس مقدس نے اپنے تئین خدا کی نسل کہا ہے - رومیون باب نمبر ۱۴ مین سب پیروان ہدایت روح کو خدا کا فرزند کہا ہے اور ۲ قرنتیون باب ۱ نمبر ۲ مین پولوس مقدس نے خدا کو اپنا باپ کہا ہے ایسا ہی افسیون باب نمبر ۲ مین ہے اور عبرانیون باب ۱۲ نمبر ۱۰ مین بہت لوگون کو خدا کا فرزند کہا گیا ہے اور یعقوب باب ۳ نمبر ۹ مین خدا کو اپنا باپ کہا ہے یوحنا باب ۳ نمبر ۲ مین خدا کو باپ اور اپنے تئین خدا کا فرزند کہا ہے - انجیل متی باب ۵ نمبر ۹ مین سب صلح کرنیوالون کو خدا کا فرزند کہا ہے پس ایسے وسیع استعمال کے آگے اگر انکی کلام مین یا کہین عہد عتیق مین مسیح کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے تو اس سے مسیح کی کیا خصوصیت ثابت ہے کہ وہ خدا کا بیٹا متصور ہو سکے اس طرفہ پر طرہ یہہ کہ جو لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہین وہی لوگ مسیح کو خود خدا بھی کہتے ہین پر یہہ نہین سمجھتے کہ ایک شخص خود اپنا ہی بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے -

اس چیستان کے ثبوت بیان مین یہہ لوگ عجیب تقریرین پیش کرتے ہین اور مسیح کے خدا یا خدا کا بیٹا مالک قادر مطلق و لاتبدیل ہونیکے ثبوت مین عہد عتیق کے چند مقامات سے ہاتھہ مارتے ہین جو فی الواقع مین بجز ان تخمین و تحریف و تاویل کوئی سند نہین رکھتے - ہمنے انکی کتاب تنسیل الکلام کو دیکھا جسمین مسیح کی نسبت ان صفات کا ادعا کیا ہے اور اسپر چند مقامات بائیبل کا بطور فہرست حوالہ دیا ہے ) تحقیق کیا تو اسکے سبھی حوالون کو محض حیلون اور تاویلون پر مبنی پایا مگر اس مقام مین اسکی تفصیل عبث ہے -

**جواب امر چہارم** - بیان امر چہارم مین تو آپنے اس دلیری اور دریا دلی کے ساتھہ کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے کہ کوئی دقیقہ اسکے دقایق سے فروگذاشت نہین کیا جو کچہہ فرمایا ہے اسمین دہوکا دیا ہے پہر آپکی دلیل سے آپکا مدعا ثابت نہین ہوتا - آپنے کیتہو سیکلو پیڈیا کی عبارت پر مغالطہ آمیز حواشی لگاکر اُس سے کام لیا ہے ورنہ اصل عبارت متمسک جناب مین تو آپکے دعادی کا نام و نشان بہی نہین ہے بلکہ اسکا خلاف و ابطال بوجوہ ذیل پایا جاتا ہے -

(۱) اِس عبارت مین منگنی کو صرف وعدہ نکاح کہا ہے اور اسکا عنوان یہہ بتایا ہے کہ اتنی مدت کے بعد تو میری زوجہ ہوگی جسکا صاف یہہ مطلب ہے کہ اِس مدت کے پہلے وہ زوجہ نہین ہوتی آپنے بدست آویز نکاح خطاو رقعات خیر معمولی مسلمانان دیار ہند اس منگنی کو دم نقد نکاح ٹہرادیا ہے اور اسکا یہہ مطلب قرار دیا ہے کہ تو اب ہی سے میری زوجہ ہوگئی اور یہہ نہ سوچا کہ ہوگی اور ہوگئی مین صریح فرق ہے ہمارا یہہ مغالطہ اہل عقل و انصاف کے سامنے کیونکر چل سکیگا -

(۲) اِس عبارت مین منگنی کے بعد صرف رویت زوجہ کا جواز بیان کیا ہے چنانچہ شریعت محمدی مین بہی اُس عورت کا (جس سے کوئی نکاح کرنا چاہے) دیکہنا جایز ہے - آپ نے بدست آویز دبہاس دستور العمل اُن عیسائیون زمانہ حال کے جو انگیجمنٹ (یعنی نسبت موکدہ) کے بعد اور شادی سے پیشتر زن منسوبہ سے مدتون بطور امتحان مباشرت کرتے ہین جواز رویت سے جواز مباشرت تراش لیا ہے - اور اسپر ثبوت نسل و جواز توالد کا بہی حاشیہ چڑہا دیا - اور یہہ لحاظ نکیا کہ جس عبارت سے ہم اِس دعوی پر استشہاد کر رہے ہین اسمین اس مباشرت و جواز توالد و ثبوت نسب کا ذکر کہان ہے پہر اہل عقل و انصاف کے سامنے ہمارا یہہ دہوکہ کیونکر چہپا رہیگا -

(۳) اِس عبارت مین مسیح کو نسبت شدہ باکرہ سے متولد کہا ہے آپ نے اُسکو منکوحہ موطوئہ (اپنے مباشرت کردہ شدہ) سے متولد بنادیا اور یہہ نہ سوچا کہ مباشرت کردہ شدہ عورت کو باکرہ کب کہا جاسکتا ہے پہر ہمارا یہہ حیلہ و تصرف کیونکر مخفی رہیگا -

(۴) اس عبارت مین تو مریم کی منسوب ہونے کی حالتون کو بیان کیا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہہ مریم کی

یوسف کیطرف منسوب ہوکر بلا پدر بچہ جننے مین یہہ حکمتین تہین کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے سے منکر اور اُسکے دشمن بحسب ظاہر یوسف کو مریم کا شوہر دیکہہ کر اُسیکا بیٹا سمجہین اور بلا پدر پیدا ہونیکی حقیت وحقانیت سے کور چشم ہونیکے سبب مسیح پر طعنہ نہ کرین۔ اور اسکی والدہ کو زنا کی سزا نہ دین اور حقیقت شناس مومن تو جان ہی لینگے اور مان ہی جائینگے کہ وہ بکر حاملہ ہوئی ہے اور بغیر باپکے بچہ جنی ہے اور آپنے یہہ باتین یوسف کے تخم سے مسیح کی پیدایش کے حکمتین قرار دی ہین سو یہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

**الحاصل** اس عبارت مین منگنی کو نکاح نہین کہا اور نہ بعد منگنی کے مباشرت کا جواز بتایا ہے اور نہ یوسف کا مریم سے ہمبستر ہونا بیان کیا ہے۔ بلکہ ان سب باتون کا خلاف بیان کیا ہے اسلئے اس عبارت مین ثبوت دعوی جناب کا کہین اثر و نشان نہین ہے۔ ہان آپ کے حواشی سے آپکا مطلب نکلتا ہے مگر اُن حواشی مین صداقت وحقانیت کا شائبہ ہی نہین ہے۔

یہہ آپ کی متمسکہ عبارت سیکلوپیڈیا سے آپ کے مدعا کی تکذیب ہے اب ہم اصل کتاب کیٹو سیکلوپیڈیا کی طرف مراجعت کرتے ہین اور اس سے بڑہکر تکذیب حواشی جناب اس کتاب سے نکالتے ہین۔

ہمنے اِس کتاب کو بچشم خود دیکہا اور بزبان خود پڑہا اسمین جملہ حواشی جناب کا صریح خلاف پایا اسکی جلد سوم مطبوعہ ایڈنبرگ دار السلطنت سکاٹ لنڈ کے صفحہ ۵۷ مین بعنوان میرج یعنی شادی یہہ تمہید کی ہے کہ بیان رسوم نکاح مین ضروری ہے کہ ایک زمانہ کی رسم کا دوسرے زمانہ کی رسم سے خلط ملط نہ ہو اسلئے ہم تین زمانون کی رسمین علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین۔ اول زمانہ قبل از موسی دوسرا زمانہ شریعت ملنے سے قید بابل تک تیسرا زمانہ جلاوطنی سے آخر تک۔ پہر رسوم زمانہ اول و دوم کو بہ تفصیل بیان کیا جس کا بیان ہماری بحث و مقصود سے اجنبی ہے۔ پہر بصفحہ ۸۴ رسوم زمانہ سوم جس سے ہمکو بحث ہے بہ تفصیل ذیل بیان کیا۔

(۱) اول عورت کو پسند کرنے اور اسکی نسبت یا منگنی کا دستور جب لڑکا لڑکی نابالغ یعنی لڑکا تیرہ سال کا اور لڑکی بارہ سال کی ہوتی انکی منگنی کا اختیار والدین کو ہوتا اور بعد بلوغ خود انکو اختیار رہوتا

ہیکل کا جلسہ اسکا عمدہ موقع سمجھا جاتا۔ **مشنہ** (کتاب حدیث یہود کا نام ہے) اس موقع پر یروسلم کی جوان لڑکیان سفید لباس مستعار لیکر پہنتین اور انگورون کے باغون میں سے گاتی اور رقص کرتی ہوئی گذرتین اور کہتیں کہ اے جوان آدمی اپنی آنکھ اُٹھا اور دیکھ کس کو پسند کرتا ہے اور اپنی آنکھ ظاہری خوبصورتی پر نہ لگا بلکہ صالح خاندان کو دیکھ × × × × پس جو عورت کسیکو خوش آتی اُسے پسند کرتا اور وہ یا اُسکا باپ لڑکی کے باپ کو اس امر سے اطلاع دیتا تب وہ قانوناً باہم منسوب ہوتے اور اس نسبت کی شہرت کے لئے لڑکی کے گھر میں ضیافت کی جاتی (**جیبوموتھ** و **قدوشین** فلان فلان کتاب یہود)

**اب** وہ عورت میڈسیکرڈ *Mad Sacred* یعنی دولہ کے لئے مخصوص اور مس غیر سے مبرا و محفوظ کہلاتی۔ اس منگنی کی لیگل *Legal* یعنی شرعی یا قانونی ہونیکے لئے† تین طرق مفصلہ ذیل سے ایک طریق عمل میں آتا۔ **ایک** یہ کہ مال یا مالی چیز حق منگنی لڑکی کو اور اگر وہ نابالغ ہو تو اُسکے باپ کو دیا جاتا۔ **دوم** خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُسکے باپ کو مرد دیتا۔ **سوم** مرد عورت دو گواہون کے سامنے *Betro Thel* بٹروتھل یعنی نسبت کا کلمہ کہکر خلوت

† یعنی ان طرق کے عمل میں لانیسے پھر وہ شرعاً اسکی منسوبہ ہوجاتی اور منگنی شرعی ہوجاتی۔ پھر منجملہ ان تین طرق کے طریق سوم کو بیحیائی قرار دینا اور اسکے ارتکاب پر تعزیر لگانا صاف بتاتا ہے کہ یہ امر انکی شریعت میں جایز نہ تھا اگر اسی سے منگنی کا ثبوت ہوجاتا۔ اسکی **نظیر** اسلامی احکام میں یہ ہو کہ اگر کوئی کسیکی قیمتی چیز بلا اجازت چوری یا غصب سے تصرف میں لاوے تو اگرچہ یہ فعل اسکا شرعاً ناجایز ہے مگر اس فعل سے عوض تاوان دلانیکا حکم ثابت ہوجاتا ہے وہ چیز بصورت نقصان و تغیر اسیکو دیجاتی ہے اور اسکی قیمت اس سے لی جاتی ہے +

جناب مخاطب نے یا جس نے یہ مضمون سیکلوپیڈیا سے آپ کو منتخب کر دیا ہے اس بات کو نہیں سمجھا۔ سیکلوپیڈیا کے اس فقرہ سے کہ ان طرق **ثلثہ** سے یہ منگنی شرعی ہوجاتی جواز مباشرت نکال لیا۔ اور یہ غور نہ کیا کہ اگر یہ طریق شرعاً **جایز ہوتا** تو اس کو بے حیائی کیون کہا جاتا اور اس کا مرتکب مستوجب تعزیر کیون ہوتا +

مین چلی جاتی مگر اس امر کو بے حیائی خیال کیا جاتا اور اسپر کوڑے لگائی جاتی (قدوشین ۱۴ باب) اور نسبت کیوقت یہ کلمہ سنایا جاتا کہ دیکھہ تو شریعت موسی اور بنی اسرائیل کے مطابق فلانے شخص کے لئے بٹرو تہد Betrothed یعنی منسوب کی جاتی۔ اگرچہ منگنی ابتداء نکاح ہے اور بلا طلاق جدائی نہ ہونے مین مثل نکاح ہے تو بھی ایکچوئل Actual یعنی واقعی نکاح کے لئے بکر کو بارہ مہینے کی اور بیوہ کو ایک مہینہ کی تیاری کے لئے مہلت دی جاتی (کہتو بوتہہ ۵۷ الف)

منسوب اور منسوبہ کی ملاقات بحالت نسبت دستور مختلف شہرون کے مطابق ہوتی (مشنہ کتھوبوتھہ ۲) جب یہ منگنی پہنچکر رسم شادی سے ملکر بہت پختہ و سنجیدہ ہوجاتی تو اسکو ہمارے محاورہ مین انگیجمنٹ† یعنی عہد و پیمان شادی کہا جاتا × × × × ×

**مضمون معاہدہ منگنی**۔ الف اپنی باپ ب کی رضامندی سے د لڑکی ش کو بذریعہ‡ نکاح اور منگنی کے قبول کرنیکا انگیجمنٹ Engage یعنی عہد کرتا ہے مطابق شرع موسی و بنی اسرائیل کے اسکے بعد ایک کو دوسرے سے کوئی امر از قسم مال و اسباب مخفی نہ رکھنا چاہئے بلکہ جایداد پر مساوی اختیار ہوگا اور دولہ کا باپ اپنی لڑکے کو عمدہ لباس پہنا دیگا اور اتنا روپیہ نقد دیگا اور دولہن کا باپ اپنی لڑکی کو جہیز اور زیور اتنی مالیت کا اور اثاث البیت دیگا اور دولہ کو بہا لردار پوشاک جو نکاح کے وقت پہنی جاتی ہے دیگا۔ اور نکاح انشاء اللہ تعالی فلان تاریخ فلان مقام مین دولہن کے باپ کی لاگت سے ہوگا ۞

ایسی قسم کے اور عہد و اقرار فریقین کرتے اور فریقین سے لوگ اسمین ضامن و کفیل ہوجاتے × ×

**دوم شادی** کیواسطے (مشنہ) مین پوری عمر اٹھارہ برس ہے × × × شادی کا دن ابتداء مین بکر کے لئے بدھ کا روز مقرر تھا اور بیوہ کے لئے جمعہ کا دن۔ شادی کی دعوت دولہ کے

† اگرچہ بعض انگریزون مین انگیجمنٹ کے بعد مباشرت کا معمول و رواج ہے مگر یہودیون مین یہ امر جایز نہ تھا دیکھو اوپر کی سطرین۔

‡ یعنی بذریعہ منگنی کے بالفعل اور بذریعہ نکاح کے آیندہ جب نکاح کریگا ۞

پھر شام کے وقت ہوتی۔ اُسدن دولہ دولہن روزہ رکھتے اور اپنے گناہون کا اقرار کرتے اور انکی تقصیرات معاف ہوتین۔ دولہن اگر باکرہ ہوتی کھلے بال اور مرد کا ہار اپنے گلے مین پہنتی اور باجے اور گانے اور رقص کے ساتھ دولہ کے گھر لائی جاتی۔ اپنے رشتہ دارون اور دوستون کے ساتھ جو مرد کا ہار پہنے ہوئی ہوتی اور کھجور کی چھڑیان ہاتھ مین لئے ہوے جس راستہ سے برات گزرتی بنی اسرائیل مرحبا کرتے × × × × دولہ کے گھر پہنچتین تو دولہ دولہن کو ہاتھہ سے پکڑ کر ڈیوڑھی مین لیجاتا۔ اُسوقت نکاحنامہ جسکا ذکر توبہ کی کتاب مین ہے لکھا جاتا۔ اسمین اقرار ہوتا کہ باکرہ کے واسطے دوسو اور بیوہ کیواسطے ایک سو دینار مقرر ہے خواہ فریقین غریب ہون خواہ تونگر۔ اگرچہ بعد اسکے کسی خاص عہد کی روسے زیادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس وثیقہ کے لکھے جانیکے پہلے نکاح نہین ہونا چاہئے۔ انقلاب زمانہ سے اس وثیقہ کے الفاظون مین مختلف تغیر ہوگئے ہین جو طالمود مین بیان ہے سو یہ ہے۔ چوتھے دن ہفتہ کے دن تاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان پیدایش دُنیا سے الف بیٹا ب نے س بیٹی آ ی سے کہا تو بموجب شرع موسیٰ اور بنی اسرائیل کے میری زوجہ ہو اور مین تیرے لئے کسب کرون گا تیری عزت کرونگا تیری پرورش کرون گا اور یہودی خاندان کے دستور کے موافق تیری حاجت روائی کرون گا جو اپنی بی بیون کے لئے کسب کرتے ہین اور انکی عزت اور پرورش کرتے ہین اور دیانت داری سے انکی ضروریات مہیا کرتے ہیں اور نیز مین تجھے تیری بکارت کے سبب دوسو سوس چاندی دیتا ہون جو کہ شرعاً تیری ملک ہو اور تیری خوراک تیرا لباس اور جو کچھ تیرے گذارہ کے موافق ہو دونگا۔ اور مین تیرے پاس اونگا جیسے کہ ساری دُنیا مین دستور ہے۔ اور اس عورت نے منظور کرلیا اور اسکی زوجہ ہوگئی۔ پھر اسی قسم کے قول و قرار انمین ہوتے پھر ربی (عالم یہود) سات بار مبارکباد پڑھتا اور سب لوگ مبارک کہتے

۴۱

یہ عبارت کیتھو سیکلوپیڈیا کا خلاصہ ترجمہ ہے جس سے بعض رسوم و حالات منگنی و نکاح کو بنظر اختصار چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسمین ان الفاظ کو (جنسے مخاطب یا لکھ اُستاد محرر مضمون نے منگنی کو نکاح سمجھ لیا ہے) بعینہا انگریزی یا فارسی حروف مین نقل کیا گیا ہے تاکہ ناظرین اُن الفاظ پر غور کرین اور داد حق دین

اسی غرض سے عبارت آئندہ مین جو الفاظ محل بحث واختلاف ہیں انکو بعینہا انگریزی و فارسی
حروف مین لکھا جائیگا - اس عبارت میں بہت سے امور و رسوم میں منگنی و نکاح کا تفارق و تباین
بیان کیا ہے - مگر از انجملہ جنسے منگنی و نکاح مین نوعی تفارق و تباین ثابت ہوتا ہی **دو امر** بیان کئے ہین
**اول** یہ کہ منگنی مین صرف عہد و وعدہ نکاح ہوتا کہ فلان مہینے و فلان تاریخ کرینگے - اور اسدن منسوب
و منسوبہ باہم زوجہ ہونگے اور نکاح میں وہ نقد ایجاب و قبول ہو جاتا اور ازدواج بالفعل وقوع مین آتا
اور اس وعدہ کا ایفا ہوتا - یہ امر عبارت متمسکہ جناب میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ بصفحہ (۴۷) اپہ تنبیہ کیا گیا ہے
**امر دوم** یہ کہ منگنی کے بعد منسوبین کو صرف باہمی رویت یا بدون خلوت ملاقات کا اختیار و جواز ہو جاتا
خلوت یا مباشرت کا جواز نہ ہوتا بلکہ اسکا مرتکب کوڑون سے پیٹا جاتا اور نکاح کے بعد خلوت و
مباشرت کا جواز ہو جاتا بلکہ یہی امر اسکی غایۃ و مقصود اصلی تھا - اِن دونوں امرین منگنی اور نکاح
کا متباین و جدا ہونا صاف یقین دلاتا ہی کہ یہودی شریعت میں منگنی نکاح نہیں ہے اور اسکو
فاتحہ خیر یا نکاح خط سے (جسمین وہ نقد ایجاب و قبول پایا جاتا ہے) کچھ مناسبتہ و مشابہتہ نہین ہے
بلکہ وہ اس منگنی کے مشابہتہ ہی جو ہندؤن مین اور اُن کی پیروی سے بعض مسلمانون مین معمول
و مروج ہے کہ لڑکی والہ لڑکے کے موہنہ میں خرما وغیرہ شیرینی دیدیتا ہے یا حجام کے معرفت لڑکے
کے گھر مین روپیہ نقد بھیجوا دیتا ہے اور لڑکے والہ لڑکی کے لئے کپڑون کا جوڑہ یا زیور یا قند بھجوا
دیتا ہے اور فریقین سے کوئی لفظ لڑکی لینے دینے یا نکاح کرنے کرانے کا زبان پر نہین لایا جاتا -
یہ **عام یہودی** کی رسوم و احکام منگنی کے بابت سیکلوپیڈیا کا بیان ہے جس سے آفتاب نیمروز
کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ یہودی شریعت مین منگنی عین نکاح ہے اور منگنی
کے بعد مباشرت جایز ہو جاتی ہے اور ان باتون مین سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے محض کذب و صاف
مغالطہ ہی - اب سیکلوپیڈیا سے آپ کا وہ کذب و مغالطہ ثابت کیا جاتا ہے جو **خاص حضرت مریم
و یوسف** کی حالات منگنی و پیدائش مسیح کے باب مین سرزد ہوا ہے اور اسمین آپنے سیکلوپیڈیا کا حوالہ
دیا ہے - اُسی **جلد سیکلوپیڈیا** کے صفحہ ۹۲ مین ہے -

## مریم باکرہ

مسیح کے باب مین بڑی دو پیشین گوئیان پوری ہونیوالی تہین ایک یہ کہ وہ نرالی طور پر عورت کے تخم سے پیدا ہو۔ دوسری یہ کہ وہ داؤد کا بیٹا ہو۔ پہلے امر کے ثبوت مین مولف نے کئی کتابون کا حوالہ دیا ہے پہر لکھا ہے کہ اس امر نے بذریعہ فرشتے جبرئیل کے باکرہ مریم سے تکمیل پائی۔ دوسرے امر کا کافی ثبوت نہین دیا اور لکھا کہ مریم کا خاندان داؤد سے ہونا بیبل سے ثابت نہین علما کے قیاسات اور خارجی روایات سے ثابت ہے اور کہا کہ مسیح کو یوسف کی اولاد سے لکھنا اور اسکے ذریعہ سے مسیح کو داؤد کی اولاد قرار دینا حکایت پیدایش معجزہ کو باطل کرتا ہے اور اس سے دین عیسوی الٹ جاتا ہے۔ مولف کے اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کا اعتقاد و دعا یہی ہے کہ مسیح صرف تخم مریم سے پیدا ہوا ہے اسمین تخم یوسف کا دخل نہین ہے۔ گو مسیح کا ابن داؤد ہونا اس سے بدلیل قوی ثابت نہین ہو سکا اور صفحہ ۹۲ اس کتاب کے کہا ہے کہ زمانہ منگنی مین حضرت مریم حسب رواج یہود کے اپنی مان باپ کے گھر رہتی اور اسکو انٹنڈڈ ہسبنڈ[۱] یعنی اپنی تجویز شدہ یا منسوب شدہ خاوند سے بلا وساطت یا شراکت تیسرے شخص کے کمیونیکیشن[۲] یعنی بات چیت لگاؤ میل نہ ہوتا۔ اس منگنی کا اثر و فایدہ اظہار اعلیٰ درجہ اُن کی تقدس بکارت کا تھا کیونکہ موسوی شریعت کی بموجب درصورت دور ہونے عصمت زن منسوبہ کے دونون (یعنی زن و زانیہ) کو سنگسار کیا جاتا۔ اور اسی جرم سے درصورت نامنسوب ہونے عورت کے مرد کو خفیف سزا دی جاتی اور عورت کی شادی کردی جاتی۔

مسیح کے بجائے باکرہ مجردہ کے باکرہ منسوبہ سے پیدا ہونے مین حکمت الہی کے بیان مین کئی راہین عمدہ اور زیبا بات یہ ہے کہ والدہ مسیح کی باکرہ ہونے پر کوئی گواہ ہو اور اسکا کوئی پروٹکٹر[۳] یعنی محافظ ہو اور مسیح کا فاسٹر فادر[۴] یعنی منہ بولا باپ یا پرورش کنندہ باپ ہو اور وہ ایسا شخص ہو کہ تخت داؤد کا وارث ہو تا کہ اپنی اڈپٹڈ سن[۵] یعنی متبنّیٰ بیٹے کو حقوق اس رتبہ کے دے اور وہ تمام شخصون مین سے اور دعویداروں کے دعوے کو رد کرنے کا مستحق ہو۔ اور آرجن اور اگنیشس کے خیال مین اسی حکمت

[۱] Intended husband. [۲] Communication.
[۳] Protector. [۴] Foster-father. [۵] Adopted son.

یہ ہو کہ شیطان پر مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ظاہر نہ ہو۔ مگر زیادہ سیدھا اور عادی وہی بیان اول ہے
**یہ مضمون** سیکلوپیڈیا کا خاص حضرت مریم اور یوسف اور مسیح کے متعلق (جو باختصار بیان ہوا)
امور ذیل پر نص صریح اور تصریح قطعی ہے (۱) حضرت مریم اور یوسف منگنی کے زمانہ مین ہم بستر
تو کیا بلا وساطت تیسرے شخص کے ہم مجلس و ملاقی بھی نہ ہوئے (۲) پیدایش مسیح دنیا سے نرالی
صرف تخم مریم سے ہوئی ہے (۳) یوسف سے مریم کی منگنی اسلئے ہوئی ہے کہ یوسف اس بات
کی شہادت دے کہ مریم بکر حاملہ ہوئی ہے پیدائش مسیح کے پہلے اُس نے اِس سے صحبت نہین کی
(۴) یوسف مسیح کا مونھ بولا یا پرورش کنندہ باپ تھا حقیقی باپ نہا (۵) مسیح اسکا متبنّیٰ بیٹا
تھا نہ حقیقی و صلبی بیٹا (۶) یہ حکمتین جو بیان ہوئی ہین یہ مریم کے منسوب ہونیکی حکمتین ہین نہ مسیح
کے تخم یوسف سے پیدا ہونے کی حکمتین۔ **اس سے صاف ثابت** ہوا ہے کہ جو آپنے بدست آویز
کیتھولک سیکلوپیڈیا کے یوسف نجار کا بحالت منگنی مریم سے ہمبستر ہونا اور اُس سے مریم کا حاملہ ہونا
اور مسیح کا متولد ہونا تجویز کیا ہے محض دروغ بے فروغ ہے جسکا اس کتاب مین کہین نام و نشان
نہین ہے اور جو **آپنے** اس کتاب سے پیدایش مسیح کی حکمتون کا بیان و اظہار کیا ہے وہ بھی شتر
و گربہ سے خالی نہین ہے۔ سابقاً بصفحہ ۷ ہمنے بطور تنزل اس نقل و بیان کو مانکر اسکا مطلب
آپ کے قول کا مکذب بیان کیا تہا۔ اب بنقل اصل عبارت سیکلوپیڈیا یہ بتا دیا کہ حکمت اول
و دوم آپکی حکمت علمی کا نتیجہ ہے اس کتاب مین اسکا ذکر ہی نہین ہے ٭

**معلوم ہوتا ہے** کہ جناب مخاطب نے اصل کتاب سیکلوپیڈیا سے ان عبارات کو نقل نہین کیا اور نہ
اس کتاب کو کبھی آنکھ سے دیکھا ہے کسی حواری کے (جن سے ہم خوب واقف ہین) بیان و تقلید
پر اعتماد کر کے جو کچھ اُنہون نے بتایا یا لکھ بھیجا اسکو بلا تحقیق درج تفسیر کر دیا اور اپنی فراخ
نظری و راست بیانی کو خوب ظاہر کر دکھایا یہ **پردہ دری** علم و معلومات جناب اس طعن
و بہتان کی سزا ہے جو مریم عفیفہ صدیقہ پر آپ نے جمایا ہے اور انکو یوسف نجار کا فراش ٹھرایا
بعض اکابر نے کیا اچھا کہا ہے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنہ پاکان کند ٭

پھر جو کیتھولک سیکلوپیڈیا میں منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے خلوت اور صحبت کو ناجایز بتایا ہے ایسا ہی کتب یہود میں موجود ہے اور اُسی پر اسوقت کے یہود کا عمل ہے۔ ہم نے اصل کتب یہود اور علماء یہود کیطرف رجوع کیا تو اُن کو سیکلوپیڈیا کے بیان کا مصدق پایا اور یہی مضمون اور کتب عیسائیون مین دیکھا۔

**یہودیون کی کتاب نماز** مین ہے مبارک ہے تو اللہ بادشاہ عالم کا جو ہم لوگون کو مقدس کیا اپنے فرمانون میں اور ہمکو بتادین جو عورتین کہ حرام ہیں اور حرام کیں ہمارے لئے عورتیں منگنی والیاں اور حلال کیں ہمارے لئے عورتیں بیاہ والیاں خاص نکاحوں کے ذریعہ سے۔ مبارک تو اے خدا کہ مقدس کیا قوم بنی اسرائیل کو بذریعہ نکاح پاک کے +

اس مضمون کی اصل **عبارت عبرانی** یہ ہے

בָּרוּךְ אַתָּה ר׳ אלה מֶלֶךְ הָעוֹלָם אֲשֶׁר קִדְּשָׁנוּ
בְּמִצְוֹתָיו וְצִוָּנוּ עַל הָעֲרָיוֹת וְאָסַר לָנוּ אֶת
הָאֲרוּסוֹת וְהִתִּיר לָנוּ אֶת הַנְּשׂוּאוֹת לָנוּ
עַל יְדֵי חֻפָּה בְּקִדּוּשִׁין · בָּרוּךְ אַתָּה ר׳ מְקַדֵּשׁ
עַמּוֹ יִשְׂרָאֵל עַל יְדֵי חֻפָּה בְּקִדּוּשִׁין :

(اسکی تحریر **فارسی** حروف میں بطور رومن یہ ہے)

بَارُوخ اَتّاه اَدُونَائِی مِیلِخ هاعُولَام اِشِر قِدِّشَانُو بِمِصْوُتَاوْ وِصِوَّانُو عَلْ هَعَرِیوُث
وِاِسَرلَانُو اِتْ هَارُوسُوث وِهِتِیرلَانُو هَنِّسُواُوث لَانُو عَلْ يَدِيْ حُوپَا يِقِدُّشِين
بَارُوخ اَتَّاه اَدُونَائِی مِیقَدِّش عَمُّو يِسرَائِيل عَلْ يَدِيْ حُوپَا بِقِدُّوشِين -+

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منسوبہ عورت سے قبل نکاح مباشرت سخت حرام ہے حتی کہ اسکا ذکر یہودیوں کی ادعیہ نماز روزانہ میں داخل ہے +

اندنوں لاہور مین ایک جنٹلمین یہودی کا نکاح ہوا تو اسمین اسی رسم حکم پر عمل ہوا -
منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے منسوب اور منسوبہ یکجا ہونے نہ پائے - دونوں کے پاس پہرے
متعین رہے جب دور دور (کلکتہ وغیرہ) سے دس نفر یہود کو بلا کر مجمع کیا گیا اور ان کے ربی
(عالم یا ملاجی) نے نکاح پڑھا تب اُن کو اختلاط حلال ہوا - اسی عالم یہودی سے ہم نے
یہ امر زبانی دریافت کیا تو اُس نے یہ جواب دیا کہ منگنی سے پیچھے اور نکاح سے پہلے عورت منسوبہ سے
خلوت و صحبت یہودی شریعت مین ایسی حرام ہے کہ اگر اس سے اولاد ہو تو وہ اولاد حرام شمار
کی جاتی ہے اور وہ عبادت گاہ میں آنے اور شامل ہونے نہیں پاتے ؛

عیسائی علما کا بھی اس مسئلہ کی نسبت یہی خیال و مقال ہے چنانچہ ریورنڈ کلارک نے
تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۲ مین لکھا ہے کہ فرشتہ مریم کو جو حالت منگنی میں ہے یوسف کی جورو
بتلاتا ہے یہاں سے ظاہر ہے کہ جورو کا لقب منگنی کی حالت میں عورت پر جائز ہے مگر بعض بدکاروں
کے دستورات پر حالت منگنی مین ہمبستر ہونا حرام کاری ہے اگرچہ مجازاً جورو ہے پر یقیناً
جب ہوگی جب نکاح ہو جائیگا ؛

ان شہادات و بیانات سے صاف ثابت ہوا کہ جو کچھ اپنے ثبوت امر چہارم مین لکھا ہے کذب
و مغالطہ ہے نہ عام یہودیوں مین منگنی کو نکاح سمجھ کر صرف منگنی کے بعد عورت سے ہمبستر ہونا جائز
سمجھا جاتا اور نہ خاص حضرت مریم و یوسف کو منگنی کے بعد ہمبستری کا اتفاق ہو کر یوسف سے
مسیح کا حمل ہوا - بلکہ یہ حمل (چنانچہ انجیل متی مین ہے) یوسف و مریم کے ہمبستر ہونے سے پہلے
پایا گیا - اور جو آپنے اس آیۃ انجیل متی کے جواب مین لکھا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حمل ہو جانے
کے سبب یوسف نے مریم کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہوگا اس جواب میں آپنے مردانگی سے کام نہیں لیا
مردانگی یہ تھی کہ اس آیۃ کے اس فقرہ متنازعہ فیہا کو (جسمین ہمبستر ہونے سے پہلے حاملہ ہونا
بیان کیا گیا ہے) نقل کرتے اور اسکا جواب دیتے - یہ کیا مردانگی اور بہادری ہے کہ اصل
متنازعہ فیہ امر جس سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوتا ہے تعرض نہین کیا

اور ادہر ادہر کی باتون کا اناپ شناپ جواب دیدیا اور لوگون کو یہ جتایا کہ ہمنے مسیح کا باپ سے پیدا ہونا انجیل سے ثابت کیا ہے اور جن آیۃ انجیل سے لوگ بغیر باپ پیدا ہونا نکالتے ہیں اسکا بخوبی جواب دیدیا ہے یہ دلیر یان اسی خیال پر ہیں کہ ہماری اُمتہ میں ہماری باتوں پر بے دیکھے بن سمجھے ایمان لایا جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ امر ذہن نشین جناب نہیں ہوا کہ ہماری کلام کو کوئی ہمارا مخالف دیکھیگا تو وہ اُسپر بجز ہنس دینے کے کیا کریگا +

**بالجملہ** جو کچھہ آپنے امور اربعہ کے ثبوت مین لکھا ہے اسمین جو صحیح ہے وہ آپ کی ثبوت دعوی مین صریح نہیں اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں **یعنی** جو آپنے امر اول کے ثبوت مین لکھا ہے کہ (شہادت انجیل) مسیح داؤد اور یوسف کا بیٹا ہے یہ امر صحیح ہے مگر اس معنی میں صریح نہیں ہے کہ وہ صلبی اور نسبی بیٹا ہے **باقی** جو کچھہ آپنے امور ثلثہ کے ثبوت مین کہا ہے اسمین ایک لفظ صحیح نہیں جو کچھہ کہا ہے صریح کذب و صاف مغالطہ ہی — اسپر اگر آپ کو کچھہ غیرت آوی یا حمیت جوش مارے تو اس آیۃ انجیل متی کا (کہ مریم قبل ہمبستر ہونے کے حاملہ پائی گئی) جواب دیکر صراحۃً مسیح کا داؤد و یوسف کا صلبی و نسبی بیٹا ہونا ثابت کردین اور کسی یہودی یا عیسائی کی کتاب معتبر سے ان باتون کا صحیح طور پر ثبوت دین کہ (۱) یہودی شریعت مین منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے مرد عورت کا ہمبستر ہونا جائز تھا۔ اور (۲) یوسف مریم کے گھر جا کر اس سے خلوت کیا کرتا۔ اور (۳) مریم کو اسی سے حمل ہوا تھا یہ نہ ہوسکے تو جو کچھہ آپ نے لکھا ہے اسکو اپنے ہاتھہ سے چاک کر کے دریا برد کریں اور مریم عفیفہ صدیقہ پر تہمت جماع سے باز آوین +

## بحث نقلی انجیل کا دوسرا جواب جو اسلامی اصول و مسلمات پر مبنی ہے

چونکہ قرآنی شہادت سے جسکا بیان عنقریب آتا ہے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہی کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا اسلیئے جو کچھہ پیدائش مسیح کی نسبت انجیل متی ولوک مین وارد ہے کہ قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی او ملامس بشر سے بچہ جنی،، وہ صحیح و درست ہی اور جو اسکے برخلاف انجیل یا اور کتب عیسائیون میں کہ وہ یوسف یا داؤد کا بیٹا ہے اور ان کی پشت یا تخم یا نسل سے پیدا ہوا ہے اسکی تاویل واجب

۔ ہے اور جو امر تاویل پذیر نہ ہوا سکو یقیناً کذب شمار کرنا لازم ہے چنانچہ بہ نسبت جملہ اکاذیب یہود و نصاریٰ کے مسلمانون کا بھی اصول و اعتقاد ہے اس اجمال کی مفصل ور اس بیان کی مصدق بحث نقلی از قرآن ہے جو شروع کی جاتی ہے باللہ التوفیق +

## بحث نقلی از قرآن

زمانہ نزول قرآن میں حضرت مسیح کی نسبت دو+ مختلف **دعوی** کئے جاتے تھے **عیسائیون** کا **دعوی** یہ تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ یعنے تیسرے خدا اور کمیٹی خدائی کے تیسرے ممبر۔ اور **یہودیوں کا دعوی** یہ تہا کہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہیں اور جس باپ کیطرف وہ منسوب تھی اسکے تخم سے نہ تھے دوسرے شخص کے تخم سے (جسکا نام جناب مخاطب نے پنتر اثالی بتایا ہے) اور ان دونوں **دعاوی کا منشا** و مبنی یہی امر تھا کہ وہ بلا باپ متولد مانے اور سمجھے جاتے اور یوسف نجار کے (جو اُن کا فاسٹر فادر یعنی مونہہ بولا باپ تہا) نطفہ سے متولد خیال نہ کئے جاتے **اسی امر** نے عیسائیون کو تو اس ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت میں اُنکا کوئی انسان باپ نہین ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ خدا کو باپ مانا جاوے یا انکو خود خدا بلباس بشر کہا جاوے کیونکر ممکن ہے اور **اسی امر** نے یہودیون کو اس ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت مین بزعم عیسائیون کے یوسف انکا حقیقی باپ نہین ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ وہ (معاذ اللہ) کسی اور انسان سے ناجایز طور پر پیدا ہوئے ہون کیونکر متصور ہے۔ **بالجملہ** انکی نسبت بلا باپ پیدا ہونیکے اعتقاد و ادعا۔ نے ان دونون فریق کو اس اختلاف مین ڈالا +

---

+ اس امر کا جناب مخاطب کو بھی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر نیچیری کے صفحہ ۳۰ مین آپ نے کہا ہے جب قرآن نازل ہوا اُسوقت دو فرقے مخالف موجود تھے ایک فرقہ نہایت نالایقی اور بدی سے یہ کہتا تہا کہ حضرت مسیح بطور ناجایز مولود کے پیدا ہوئے ہین دوسرا فرقہ یہ کہتا تہا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہین +

اور قرآن مجید کی نسبت خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہ قرآن بنی اسرائیل کے اکثر اختلافی

| ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون (نمل ۶۶) | امور میں فیصلہ کرتا ہے یعنی اکثر اختلافات یہود و نصاری میں فیصلہ کرنا قرآن کا ایک فرض ہے، |
|---|---|

بنا؛ علیہ ہمکو یہ غور کرنا لازم ہے کہ قرآن مجید نے اس مقدمہ میں دست اندازی و تعرض کیا یا نہیں ؟ اور کیا تو کیا فیصلہ کیا ؟ اُنکے دعاوی کے نسبت کیا تجویز کیا ؟ اور انکی منشا و مبنی دعوی کی نسبت کہا گیا ؟ **قرآن شریف** سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نے اس مقدمہ کے فیصلہ سے تعرض کیا† ان دونوں فریق کے خیالات و **دعاوی** کو باطل کیا اور صاف فرما دیا کہ جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں وہ بھی گمراہی و غلطی پر ہیں اور جو ناجایز مولود کہتے ہیں وہ بھی گمراہ ہیں اور قول فیصل و امر حق اسباب میں یہ ہے کہ وہ خدا کے بندے ہیں اور وہ خدا کی ایسے مخلوق ہیں جیسے آدم و زمین و آسمان وغیرہ مخلوقات ہیں۔

اور ان کے دعاوی کے **منشا** و مبنی (یعنی مسیح کے بلا باپ پیدا ہونے) سے بھی تعرض کیا۔ اس منشا کے وجود کو توڑ نہیں کیا بلکہ مسلم رکھا مگر اسکے لازمہ و نتیجہ کو جو فریقین اس سے نکالتے ہیں رد کر دیا اور یہ بتا دیا کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے سے نہ انکا خدا یا فرزند خدا ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مولود ناجایز ہونا +

**دعوی یہود کا رد و ابطال** باین الفاظ فرمایا ہے کہ ہمنے یہودیوں کو اُنکے کفر کرنے

| وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما | اور مریم پر بھتان باندھنے کے سبب پھٹکارا۔ |
|---|---|

اور **دعوی عیسائیوں کا ابطال** بہت تفصیل سے کئی مواضع قرآن میں فرمایا ہے۔

† اس فیصلہ کا مخاطب کو بھی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر نخبچہ کے ۳ میں عبارت سابق کے متصل فرمایا ہے

قرآن مجید نے ان دونوں فرقوں کے اعتقاد کو رد کر دیا اور حضرت مسیح کے مقدس اور بے باپ ہونے پر حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی دی اور اس بات کو کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہیں جھٹلا دیا اور بتلا دیا کہ وہ مثل اور انسانوں کے خدا کے بندے ہیں۔

سورۂ نساء مین ارشاد ہے ای اہلکتاب دین مین زیادتی نہ کرو اور خدا پر بجز حق کچھہ نہ کہو مسیح

| | |
|---|---|
| یا اہل الکتاب لاتغلوا فی دینکم ولاتقولوا | عیسی بن مریم تو صرف رسول ہے اور خدا |
| علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی بن مریم | کے حکم سے پیدا ہوا جو مریم کیطرف اُس نے بھیجا |
| رسول اللہ وکلمتہ القھا الی مریم وروح | اور اسکی طرف سے وہ روح ہے پس تم خدا اور رسولون |
| منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولاتقولوا ثلثۃ | پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو تثلیث سے باز آؤ |
| انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد | اور خیر (یعنی توحید) کا قصد کرو اللہ تو ایک ہی ہے |
| سبحنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت | وہ اس سے (بھی) پاک ہے کہ اسکا کوئی بیٹا |
| وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا | ہو آسمان و زمین میں جو کچھہ ہے وہ خدا کی ملک و خلق |
| لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا | ہے اور خدا اسکے لئے کافی کارساز ہے ۔ |
| الملئکۃ المقربون ومن یستنکف عن عبادتہ | مسیح کو خود خدا کے بندہ ہونیسے انکار نہیں ہے |
| ویستکبر فسیحشرھم الیہ جمیعا فاما | اور نہ اسکے فرشتون کو ۔ جو اسکی عبادت سے انکار کی |
| الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیھم اجورھم | ہوا ور تکبر کرے ان سب کو اکٹھا کرے گا پھر |
| ویزیدھم من فضلہ واما الذین استنکفوا | مومنین نیک عمل کو جزاء عمل دیگا اور منکرون |
| واستکبروا فیعذبھم عذابا الیما | کو عذاب کریگا ؛ |

اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ مسیح صرف رسول ہے اور اسکی ماں بڑی راست باز وہ

| | |
|---|---|
| ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ | دونوں کھانا کھاتے تھے† دیکھہ ہم اُن کے لئے |
| الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف | کیسی نشانیاں بیان کرتے ہین پھر دیکھہ وہ کیسے |
| نبین لھم الایت ثم انظر انی یوفکون (مائدہ ۱۶) | حق سے پھری جاتے ہیں اور سورۂ انعام میں |
| انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ (انعام ۱۳) | فرمایا ہے خدا کے لئے بیٹا کیونکر ہوگا اسکی بیوی تو ہی |

† یعنی بیت الخلاء جایا کرتے پھر مسیح کیونکر خدا ہوئے اس آیۃ میں بطور کنایہ اسی امر کا بیان مقصود ہے چنانچہ ایک نامی انگریز نے اہل سر کو مانا ہے اور اس سے قرآن کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف کیا ۔۔

اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہین جنکی بیان مین طول ہوتا ہے ؏

اور وجود **منشاء** و مبنی **دعوی** فریقین (یعنی مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا) مسلم رکھنا اس طور پر ہوا ہے کہ قرآن میں اس سے انکار کیا اور یہ کہین نہین فرمایا کہ مسیح بلا باپ پیدا نہین ہوا یوسف نجار کے تخم سے پیدا ہوا ہے بلکہ حالات پیدائش مسیح کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ انکے ظاہر معنی سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

• سورہ **مریم** میں ارشاد ہے۔ مریم کا حال کتاب میں سنا دے جب وہ گہر والون سے

واذکر فی الکتب مریم اذانتبذت من اھلھا مکانا شرقیا فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا۔ فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یلیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا فنادھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وھزی الیک بجذع النخلۃ تسقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا

ایک مشرقی مکان مین کنارہ ہوی پس بنا لیا انسے پردہ پس ہمنے اسکی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو بہیجا جو اسکو پورا انسان ہوکر نمایان ہوا۔ وہ بولی مین تجہسے خدا کی پناہ مانگتی ہون اگر تجہے خدا کا خوف ہی وہ بولا مین تو خدا کا بہیجا ہوا (فرشتہ) ہون تجہے ایک پاک لڑکا دینے آیا ہون وہ بولی میری کیونکر ہوگا بچہ بشر (یعنی خاوند) نہین چہوا اور نہ مین بدکار ہون وہ بولا خدا کی شان یا قدرت ایسی ہی ہے۔ خدا نے فرمایا ہے یہ امر مجہہ پر آسان ہے اور مین اسکو لوگون کے لئے نشانی (قدرت) اور اپنی رحمت بنانا چاہتا ہون اور یہ کام ہوا ہوا پایا تب (یعنی اس کہنے کے متصل ہی) وہ حاملہ ہوئی اور اس حمل سے وہ دور مکان کنارہ ہوئی۔ پس اسکو درد زہ نے ایک درخت خرما (خشک) کے تنہ مین پہنچایا اور اس نے یہ کہا کاش مین اس سے پہلے مر جاتی

| | |
|---|---|
| فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ھارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیا الخ (مریم ۲۶) | اور ہوئی سیری ہوتی اسکے نیچے (کی جا) سے جبریل یا مسیح نے پکارا تو غم نہ کر تیرے نیچے (کیجانب) خدا نے نہر (جاری) کردی ہے تو اس تنہ کو ہلا یہ تازہ کھجوریں تجھپر گرائیگا (اسمیں سے) کھا اور وہ پانی پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اگر تو کسی بشر کو دیکھے تو (اشارہ سے) کہدے کہ میں خدا کی نذر مانی ہے آج میں انسان سے کلام نہ کرونگی۔ پس وہ لڑکے کو |

قوم کے پاس اُٹھا لائی۔ لوگ بولے اے مریم (یہ) تو بہتان باندہ لائی اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تہا اور نہ تیری ماں بدکار تھی (یعنی پھر تو یہ بچہ پیدا کیونکر لائی) اُسنے لڑکے کی طرف اشارہ کردیا وہ بولے ہم اس سے کیونکر کلام کرینگے جو گہوارہ میں لڑکا ہے۔ وہ لڑکا خود ہی بول اُٹھا میں خدا کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی کیا الخ۔

**یہ ظاہر** الفاظ قرآن کا ترجمہ ہے جسمیں کسیکو جائے خلاف وکلام نہیں ہے **مگر ازانجملہ** چار باتوں میں مخاطب کو علماء اسلام کے برخلاف کلام ہے اسلئے اُن باتوں کو قبل نقل کلام مخاطب مدلل کرنا مناسب سمجھا گیا ہے **اول** یہ کہ حمل اس کہنے کے متصل ہی ہوا **دوم** یہ کہ مسیح کے پیدا ہوتے ہی مریم اُسکو قوم کے پاس اُٹھا لائی۔ **سوم** یہ کہ یہودیوں نے اُسیوقت ان پر زنا کی تہمت لگائی۔ **چہارم** یہ کہ اُسیوقت مسیح نے اُنکی جوابدہی کی۔ **ان** سب باتوں کا ثبوت سیاق والفاظ قرآن میں پایا جاتا ہے چنانچہ تفصیل وار قلم میں آتا ہے۔

**پہلی بات کے ثبوت پر** حرف (ف) شاہد ہے جو آیۂ فحملتہ میں وارد ہے اور وہ محاورہ عرب میں ترتیب بلا مہلت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں بیان مدت حمل میں چند اقوال نقل کرکے فرمایا ہے کہ ابن عباس کا یہ قول

| | |
|---|---|
| وھو قول ابن عباس رض ایضا کانت مدة الحمل ساعة واحدة ویمکن الاستدلال علیہ من | ہے کہ حمل ایک ساعت کا تھا۔ پھر اسپر دو دلیلوں سے استدلال کیا ہے اول دلیل پیش کی ہے کہ ان الفاظ |

وجہین (الاول) قوله تعالى فحملته فانتبذت به فجاءها المخاض فناداها من تحتها والفاء للتعقيب فدلت هذه الفاءات على ان كل واحد من هذه الاحوال حصل عقيب الاخر من غير فصل وذلك يوجب كون مدة الحمل ساعة واحدة - (الثانی) ان الله تعالى قال في وصفه ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون فثبت ان عيسى ع كما قال الله تعالى له كن فيكون وهذا مما لا يتصور فيه مدة الحمل وانما تعقل تلك المدة في حق من يتولد من النطفة

مین حرف ف وارد ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالات ایکدوسری کے بعد بلا فصل واقع ہوی ہین دوسری دلیل کا بیان یہ کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی کو حضرت آدم کی مثل کہا ہی جنکو مٹی سے پیدا کیا پہر کہا ہو جا تو وہ ہوگیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسی بھی آدم کی طرح کن فیکون سے پیدا ہوئی ہین جسمین معمولی مدت حمل متصور نہین -

دوسری بات کے ثبوت پر بھی یہی ف دلیل ہے کیونکہ اسکا شروع دبیان بہی اسی ف سی بلفظ فاتت به قومها تحمله ہوا ہے اور نیز لفظ تحمله (یعنی اُٹھالائی) اس بات پر کامل دلیل ہے عرفاً وعادتاً چہوٹے بچون کو ہی اوٹھایا جاتا ہے بڑی عمر کے جوان لوگون کو بلا عذر بیماری وغیرہ کے کوئی اُٹھا کر نہین لاتا اسی نظر سے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ وہ اُسیوقت اُنکو اٹھا لائی اور اسیوقت یہودیون نے تہمت لگائی تفسیر درمنثور مین بروایت حاکم وبیہقی کے ابن عباس وابن مسعود سی نقل ہے کہ جب مریم

عن ابن عباس وابن مسعود فلما ولدته ذهب الشيطان فاخبر بنی اسرائیل ان مریم ولدت فلما ارادوها على الكلام اشارت الى عيسى فتكلم فقال انی عبد الله آتانی الكتاب (درمنثور مختصرا)

واخرج عبد بن حميد عن عمرو بن ميمون قال ان مريم لما ولدت اتت به قومها فاخذوا الحجارة

نے حضرت عیسی کو جنا تو شیطان نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ مریم نے بچہ جنا ہے جب اُنہون نے حضرت مریم سے بات چیت کی تو اُنہون نے حضرت عیسی کے طرف اشارہ کیا تب حضرت عیسی نے یہہ بات کہی کہ مین خدا کا بندہ ہون تا آخر - اور بروایت عبد بن حمید عمرو بن میمون سے نقل کیا ہی کہ جب مریم ع نے بچہ جنا تو اسکو قوم کے پاس اُٹھا لائی وہ اُسکو پتھر

لہ مرہا فاشارت الیہ متکلم فتزلوھا (در منثور) مارنے لگے مریم نے حضرت عیسیٰ کیطرف اشارہ کیا

وہ بولے تو انہون نے اسی چھوڑا۔ ایسا ہی عامہ تفاسیر مروجہ **بیضاوی** - **معالم** -

**کبیر** وغیرہ مین بیان کیا ہے کہ مریم کا مسیح کو اٹھالانا اسی زمانہ پیدائش مین ہوا ہی۔ اور جوان کتب

مین چالیس دن نفاس کے گزر جانے کے بعد اٹھالانیکی روایت نقل کی ہے وہ ہماری مدعا کے منافی

نہین اسکا بیان بضمن جواب ابحاث مخاطب عنقریب آتا ہی۔

**تیسری بات** کا ثبوت بہی قرآن کے الفاظ وسیاق مین موجود ہے کہ مریم مسیح کو قوم کے پاس

اٹھالائی تو انہون نے مریم سے کہا کہ تیرا باپ برا نہتا اور نہ تیری مان بدکار تھی تو نے ایسا کام کیا۔

**لفظ فری** جو اس موقع پر بولا گیا ہے جیسا کہ مختلق ومفتری کے مستعمل مین ہوتا ہی ویسا ہی

امر عظیم وعجیب کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے (چنانچہ قاموس مین دونون معنی بیان کئے ہین) **مگر** جبکہ اسکی

تائید مین مریم کے مان باپ کا زانی وبدکار نہونا بیان کیا گیا ہے اور مریم علیہا السلام پر ارتکاب خلاف سیرت

والدین کا الزام قایم کیا گیا ہے تو اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ اس مقام مین لفظ فری سے وہی معنی اول

مختلق ومفتری کے مراد ہین اور اس سے یہودیون کی غرض تہمت وبہتان مریم علیہا السلام ہے جسکو

خدا تعالیٰ آیہ علی مریم بہتاناً مین حکایت فرماتا ہے ؛

**اسکی مثال** بعینہٖ ایسی ہے جیسے کسی لڑکے کو جسکے مان باپ چور نہون کہا جاتا ہے کہ تیرے مان باپ

تو چور نہ تھے تو نے یہ کیا کام کیا تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ تو نے چوری کیون کی یا کسی ظالم

لڑائی کرنیوالے کو کہا جاتا ہے کہ تیری مان باپ تو لڑاکے نہ تھی تو اس سے بھی مراد ہوتی ہے کہ

تو نے لڑائی کہان سے سیکھی وعلی ہذا القیاس۔

اسی سیاق والفاظ کے لحاظ سے مفسر ابن سلام نے اس آیۃ کی تفسیر مین وہی کہا ہی جو ہمنے بیان کیا ہے

روی انھم لما رأوھا ومعھا عیسیٰ قالوا لقد جئت شیئاً فریاً فیحتمل ان یکون المراد شیئاً عجیبا خارجا عن العادة من غیر اب ویحتمل ان یکون مرادھم شیئاً عظیماً منکراً

امام رازی تفسیر کبیر مین فری کے معنی امر منکر قرار دیکر اسکی ثبوت مین اسی قول مابعد کو کہ تیرا باپ برا نہ تھا اور نہ تیری مان

# اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر سوم — جلد چہارم

بابت ربیع الثانی ۹۸ھ مطابق مارچ ۸۱ء


وهذا اظهر لقولهم بعده يا اخت هارون ما كان ابوك الخ (کبیر صفحہ ۵۲۲ جلد ۵)

بدکار تھی پیش کیا ہے۔

اور اس امر منکر سے **زنا مراد** ہونا اور اس اتہام

کا اسیوقت مین پایا جانا آپ نے سورہ (نساء) کی تفسیر مین بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ انہون نے

نسبوا مريم الى الزنا فالمراد بقوله وبكفرهم هو انكارهم قدرة الله تعالى وبقوله وقولهم على مريم بهتانا عظيما نسبتهم اياها الى الزنا وانما صار هذا الطعن بهتانا عظيما لانه ظهر عند ولادة عيسى عليه السلام من الكرامات والمعجزات ما دل على برأتها من كل عيب نحو قوله وهزي اليك بجذع النخلة تساقط عليك رطبا جنيا ونحو كلام عيسى عليه السلام حال كونه طفلا منفصلا عن امه فان كل ذلك دلائل قاطعة على براءة مريم عليها السلام من كل ريبة فلا جرم وصف الله تعالى طعن اليهود فيها بانه بهتان عظيم

مریم کو زنا کی طرف منسوب کیا اُنکی کفر سے مراد انکار قدرت خدا ہے اور بہتان سے مراد مریم کا زنا کی طرف منسوب کرنا۔ یہہ طعن بہتان عظیم اسلئے ہوا کہ ولادت مسیح کے وقت کرامات و معجزات بقدر ظاہر ہوئی تھی کہ اس سے مریم کا ہر عیب پاک ہونا معلوم ہو گیا تھا جیسے خشک درخت کا خرما گرانا اور مسیح کا بچپن مین کلام کرنا۔ یہ مریم کے ہر عیب سے برات پر قطعی دلائل ہین اسلئے خدا نے یہود کے اس طعن کو بہتان عظیم کہا۔

ما كان ابوك امرء سوء قال ابن عباس اي ما كان ابوك زانيا وما كانت امك بغيا اي زانية فمن اين لك هذا الولد

اور تفسیر **معالم** مین ہے ابن عباس نے معنی آیہ مین فرمایا تیرا باپ زانی نہ تہا اور تیری ماں زانیہ نہی پھر تجہے بچہ کہان سے ہوا۔

ما كان ابوك امرء سوء وما كانت امك بغيا زانية حتى نقول انك تابعت في تلك الفاحشة احد ابويك (جامع البيان)

اور جامع البیان مین ہے تیرا باپ بدکار نہ تہا تیری ماں زانیہ نہ تہی تاکہ ہم کہین کہ تو اس کام مین والدین مین سے کسی کی تابع ہوئی۔


مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

چوتھی بات کی ثبوت پر بھی سیاق والفاظ قران کی شہادت موجود ہے طعن یہودیون کے جواب مین مریم علیہا السلام کا مسیح کیطرف اشارہ کرنا اور اسکے جواب مین انکا یہ کہنا کہ ہم لڑکے سے کیونکر بات کرین اُسے حرف (ف) سے شروع کیا گیا ہے۔ اسی سیاق کی دست آویز سے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ مکالمہ مسیح کا اسی موقع پر ہوا ہے۔

تفسیر کبیر مین ہے جب یہودیون نے مریم علیہا السلام کے زجر و ملامت مین مبالغہ کیا تو وہ چپ ہو رہین اور مسیح کی طرف اشارہ کیا یعنی تمہاری بات کا یہی لڑکا جواب دیگا۔ تب وہ سخت خفا ہوئے اور بولے یہ اسکا ہم سے ہنسی کرنا اسکی زنا سے بدتر ہے مسیح نے جب یہ بات سنی تو دودھ پینا چھوڑ دیا اور انکی طرف متوجہ ہوا اور اُن سے ہمکلام ہوا۔ کہتے ہین کہ اسوقت سے پیچھے پھر وہ کبھی نہین بولا — یہانتک کہ اُس عمر کو پہنچا جسمین بچے بولنے لگتے ہین۔ اور لفظ کان اس مقام مین بمعنی حصل و جد ہے یعنی موجود ہوا اور پایا گیا۔

انهم لما بالغوا في توبيخها سكتت واشارت اليه اي عيسى عليه السلام اي هو الذي يجيبكم اذا نطقتم وعن السدي لما اشارت اليه غضبوا غضبا شديدا وقالوا لسخريتها بنا اشد من زناها وروي انه كان يرضع فلما سمع ذالك ترك الرضاع واقبل عليهم بوجهه واتكأ على يساره واشار بسبابته وقيل كلمهم بذالك ثم لم يتكلم حتى بلغ مبلغا يتكلم فيه الصبيان كيف نكلم من كان في المهد صبيا اي حصل فكان ههنا بمعنى حصل ووجد۔

(تفسیر کبیر صفحہ ٥٠٧ جلد ٥)

تفسیر معالم مین ہے ابن عباس نے فرمایا ہے جبکہ مریم کے پاس کوئی دلیل نہ تھی تو اُس نے مسیح کی طرف اشارہ کیا تاکہ اُسکا کلام مریم کے لئے سند ہو جاوے اسی تفسیر مین ہے کہ جب مریم نے مسیح کیطرف اشارہ کیا تو انہون نے کہا کہ باوجود اس فعل کے ہمسے ہنسی کرتی ہے ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا ہے اس گہوارہ سے

لما لم تكن لها حجة اشارت اليه ليكون كلامه حجة لها وفي القصة لما اشارت غضب القوم وقالوا مع ما فعلت اتسخرين بنا ثم قالوا كيف نكلم من كان في المهد صبيا اي من هو في المهد وهو حجرها وقيل هو المهد بعينه وكان بمعنى هو قال

ابو عبیدۃ کان صلۃ ای کیف نکلم صبیًا فی المھد وقد یجئ کان حشو فی الکلام لامعنی لہ کقولہ ھل کنت الا بشرا رسولا ای ھل انا فلما سمع عیسی کلامھم ترک الرضاع واقبل علیھم وجعل یشیر بیمینہ قال انی عبد اللہ الخ۔

مان کی گود مراد ہے یا بعینہ گہوارہ اور یہان لفظ کان بمعنے ہو ہو ابو عبیدۃ (امام علم لغت) نے کہا لفظ کان یہان زائد ہے اور کان کلام مین زاید آیا کرتا ہے جیسے اس آیۃ مین (ھل کنت الا بشرا رسولا ای ہل انا) یعنی مین صرف بشر رسول ہون جب حضرت عیسے انکی بات سُنی تو دودہ پینا چہوڑ دیا اور ان پر متوجہ ہوا اور کہا مین خدا کا بندہ ہون الخ۔

اور تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے مریم نے عیسی کیطرف اشارہ کیا کہ اس سے کلام کرو تاکہ تمہین جواب

فاشارت الیہ ای عیسے علیہ السلام ای کلموہ لیجیبکم قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا ولم یعھد صبی فی المھد کلمہ عاقل۔ وکان زائدۃ او تامۃ او دائمۃ کقولہ تعالے وکان اللہ علیما حکیما او بمعنی صار (بیضاوی)

دے وہ بولے ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا ہے اور ایسا کوئی لڑکا نہین ہوا جس سے دانا مخاطب ہوا ہو لفظ کان اس آیۃ مین زائد ہے یا تامہ ہے (بمعنی موجود اور پایا گیا) یا دایمہ ہے جیسے اس آیۃ مین کان اللہ علیما حکیما یا بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا

اس بیان کی تصدیق و تائید مین ایک حدیث صحیح صریح وارد ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے تین شخصون نے گہوارہ مین کلام کیا ہے (۱) حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام

عن النبی صلعم قال لم یتکلم فی المھد الا ثلثۃ عیسی وکان فی بنی اسرائیل رجل یقال لہ جریج الخ صحیح البخاری کتاب الانبیاء ط ۴۸۹ وغیرہ

(۲) وہ لڑکا جسکو لوگون نے ناحق جریج زاہد بنی اسرائیل کا لڑکا کہا تہا (۳) ایک عورت بنی اسرائیل کا لڑکا۔

شاید یہان نصاری یا انکی تقلید سے جناب مخاطب یہ بحث کرین کہ مسیح کا مہد مین کلام کرنا

انجیل مین مذکور نہین ہے اور نہ عیسائیون مین مشتہر ہے اگر یہ امر واقع ہوتا تو مسیح کے ماننے والون مین جنہون نے انکو خدا بنا دیا کیون مشہور نہ ہوتا اسکا

**جواب** تفسیر نیشاپوری مین یہ دیا ہی کہ اس موقع پر حاضرین کم تھے جنسے اخفاء بعید نہ تھا اور اگر وہ اسکو ذکر بھی کرتے تو اُن کے مخالف (اکثر یہود) انکو جھٹلاتے اور مریم پر بہتان لگاتے اسلیے وہ چپ رہے پھر یہ امر دیسا اکثر لوگون پر مخفی رہا یہانتک کہ قرآن نے

> وكان الحاضرون جمع قليل ولا يبعد في مثلهم التواطؤ على الاخفاء وبتقدير ان يذكروا ذلك فان غيرهم كانوا يكذبونهم في ذلك وينسبونهم الى البهت فهم ايضا قد سكتوا لهذه العلة فلهذا لا جرم بقي الامر مكتوما الى ان نطق القرآن بذلك (تفسیر نیشاپوری)

**مین لکھتا ہون** اس جواب کی تائید خود انجیل مین موجود ہے جسکا بیان صفحہ ۵۴ مین ہو چکا ہے اب اہل ایمان و انصاف کو یہ سوچنا بکار ہے کہ ایسی حالت مین عیسائیون کا اس امر سے ساکت رہنا لائق اعتماد و احتجاج ہے یا خدا و رسول کا بیان کرنا **ان چارون** باتون کی بحث و بیان سے ثابت ہوتا کہ جو کچھ ہمنے سورہ مریم سے بیان کیا ہے ظاہر معنی الفاظ قرآن و سیاق قرآن ہے جس سے بخوبی ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ نے مبنی و منشاء دعوی فریقین کے وجود کو قرآن مین تسلیم کر لیا ہے (۱) جو اس سے فریقین نے نتیجہ نکالا ہے اس کو رد کیا ہے جسکا بیان معروض ذیل ہے۔

**نتیجہ مخترعہ فریقین** (جو بلا پدر پیدائش مسیح سے فریقین نے نکالا ہے) کا **ابطال** و رد خدا تعالیٰ نے اس بیان سے **فرمایا** ہے کہ بلا پدر پیدا ہونا نہ اس بات کا مقتضی ہے کہ مسیح خدا یا فرزند خدا ہو اور نہ اس امر کا مثبت و مستلزم کہ معاذ اللہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوا ہو۔ یہ شبہ تب ہو جبکہ خدا تعالیٰ کی قدرت ظاہری اسباب مین منحصر و محدود ہو۔ وہ بلا پدر فرزند پیدا کر سکے یا بلا اصل و مادہ سابق کوئی چیز وجود مین نہ لا سکے۔ اُس نے آدم کو مادر و پدر دونون کے سوا پیدا کیا اور آسمان و زمین کو نئے سرے ایجاد کیا پھر بلا پدر فرزند پیدا کرنا اُسپر کیا مشکل ہے اور اگر بلا پدر[۱] پیدا ہونے سے خدا ہونا لازم آتا ہے

---

(۱) اس تقریر ابطال نتیجہ عیسائیون کو جناب مخاطب نے بھی پسند کیا ہے۔ اور اسکا مطلب اس تقریر سے ادا فرمایا ہے اگر بالفرض تم بوجہ بن باپ پیدا ہونیکے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے ہو تو حضرت آدم کو جو بن ماں باپ کے پیدا ہوئے ہین بدرجہ اولی خدا کا بیٹا ماننا چاہیے اور جب تم حضرت آدم کو خدا کا بیٹا نہین مانتے تو حضرت عیسیٰ کو صرف بن باپ کے پیدا ہونے سے کیون خدا کا بیٹا مانتے ہو۔

تو عیسائیون مین آدم کو بسبکی باپ کے ساتہ مان بہی نہ تہی کیون خدا نہین مانا جاتا۔ اس بیان بابرہان کو خداتعالی نے اِن مختصر الفاظ سے ادا کیا ہے کہ عیسیٰ کے مثل خدا کے نزدیک ایسی ہی جیسے آدم جسکو خدا نے مٹی سے بنایا پہر اسکو کہا تو انسان ہو جا پہر وہ انسان ہو گیا۔

ان مثل عیسے عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (آل عمران ۶)

اور فرمایا وہ اللہ آسمان و زمین کا نئی سرے پیدا کرنیوالا ہے اسی بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے اُسکی بیوی تو ہے ہی نہین

بدیع السموات والارض انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبہ (انعام ۶ ع ۳)

تفسیر مظہری معالم۔ کبیر وغیرہ مین آیۃ اول کی تفسیر مین کہا ہے کہ یہ آیۃ وفد نصاری نجران کی شان مین نازل ہوئی جو آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور آنحضرت صلعم کو خدا کا بندہ کہنے پر آشفتہ ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے ایسا ہی کوئی انسان دیکہا ہے جو بغیر باپ پیدا ہوا ہو جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نزلت الایۃ فی وفد نجران لما قالوا لرسول اللہ مالک تشتم صاحبنا قال ما اقول قالوا تقول انہ عبد قال اجل ہو عبد اللہ ورسولہ وکلمتہ القاہا الی العذراء البتول فغضبوا وقالوا ہل رایت انسانا قط من غیر اب فانزل اللہ تعالی لالزامہم وافحامہم ہذہ الایۃ۔

اسی بیان خداوندی کے موافق حضرت مریم نے فرمایا ہے۔ تفسیر کبیر و نیشاپوری مین نقل ہے کہ جب یوسف نے مریم کو حاملہ پایا تو اسکو شک ہوا اور اس نے مریم سے پوچھا کہ بلا تخم بھی کبھی کھیتی ہوتی ہے اور بلا پدر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ مریم نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہو سکتا ہے پہلے زراعت خدا نے کس تخم سے پیدا کی۔ تخم اسی زراعت سے ہوا ہے نہ وہ زراعت کسی تخم سے۔ اور آدم اور حوا کہان سے پیدا ہوئے ان کے تو مان و باپ دونون نہ تھے۔ تب یوسف کا شک رفع ہوا۔

**بالجملہ** خداتعالی نے نتیجہ فریقین اور انکے دعاوی کے مبنی کو مسلم رکہہ کر اس نتیجہ کو بدست آویز قدرت کاملہ اور بذکر بعض تمثیلات رد کر دیا اور دونون فریق کے خیال کو باطل کر کے قطعی فیصلہ

حق فرمایا کہ مسیح نہ خدا ہے نہ خدا کا فرزند اور نہ مولود ناجائز بلکہ وہ خدا کے بندے ہین جو محض قدرت کاملہ سے بلا پدر پیدا ہوئے ہین ؛

یہہ اہل اسلام کا اس باب مین قرآن سے استدلال ہے اب **خلاصہ کلام مخاطب** جو اس استدلال کے مقابلہ دجواب مین آپ سے سرزد ہوا ہے نقل کیا جاتا ہے پہر اُسکے ذیل مین اسکا جواب قلم مین آتا ہے۔ آپ نے اس استدلال کے اِس جزو پر (کہ خدا تعالی نے وجود مبنی و منشاء دعاوی فریقین یعنی مسیح کے بلا پدر پیدا ہونیکو مان لیا ہے) نکتہ چینی کی ہے۔ اور جو ہمنے اِس جزو کے ثبوت مین سورہ مریم سے چار باتین نقل کی ہین انمین آپنے بحث کی ہے۔ **پہلی بات** (یعنی بشارت فرشتہ کی متصل حمل ہونے) مین آپ نے یہ **بحث** کی ہے کہ حرف ف جو فحملتہ مین ہے یہ لازم نہین آتا کہ بمجرد اس گفتگو کے حضرت مریم حاملہ ہو گئی تہین بلکہ پایا جاتا ہے کہ اِس گفتگو کے بعد مین وہ حاملہ ہوئین جس وقت کی یہ گفتگو ہے بلاشبہ حضرت مریم کو کسی بشر نے نہین چہوا تہا لیکن اسکے بعد اسکا خطبہ یوسف سے ہوا اور وہ حسب قانون فطرت یوسف سے حاملہ ہوئی تہین یہ ۳۶ تفسیر مین آپکے الفاظ ہین اور صفحہ ۳ مین آپنے فرمایا ہے کہ یہ بشارت رویا (یعنی خواب) کا واقعہ ہے۔ اور سینٹ متی کی انجیل سے بھی ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ بموجب اِس انجیل کے یوسف کو بہی اِس حمل کی خبر خواب مین بذریعہ فرشتہ دی گئی تہی"۔ اور بصفحہ ۳۲ فرمایا کہ جس زمانہ مین بشارت ہوئی اس زمانہ مین بلاشبہ حضرت مریم کو کسی مرد نے نہین چہوا تہا بلکہ غالباً انکا خطبہ بہی یوسف سے نہین ہوا تہا مگر اُس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسکے بعد بہی یہ امر واقعہ نہین ہوا۔

**اس بحث کا جواب** یہہ ہے کہ حمل کا بشارت کے متصل واقع ہونا ایسا لازم ہے کہ یہہ امر ف کے مفہوم مین داخل ہے چنانچہ ہمنے اسکی تائید و شہادت مین تفسیر کبیر کی عبارت نقل کر دی ہے آپکو اسمین نزاع تھی تو اسکے خلاف مین کسی کتاب نحو یا معانی یا تفسیر کی عبارت نقل کر دی ہوتی شاید آپنے اسکو دلیل سمجہا ہے جو بصفحہ ۳۵ بیان کیا ہے کہ در دزہ (جسپر آیۃ فاجاءها المخاض مین ف وارد ہے) حاملہ ہونیکے متصل واقعہ نہین ہوا۔ کیونکہ بشہادت انجیل لوک پوری مدت حمل

بعد مسیح کا تولد ہوا ہے اور تفسیر کبیر مین مدت حمل کے سات یا آٹھہ یا نو مہینے بیان ہوئی ہے اور
اگر ف سی ہر جگہہ اتصال زمانی مستنبط ہوتا تو اس جگہہ ف کو نہ لایا جاتا۔

مگر اس **دلیل** سے ف کا **اتصال** باطل نہین ہوتا۔ **اولاً** اسلیئے کہ جو پوری مدت حمل کا
انجیل مین ذکر ہے وہ ظاہر قرآن کے مقابلہ مین اہل اسلام کے نزدیک لایق اعتبار نہین ہے،
اور تفسیر کبیر مین اگرچہ روایات مدت حمل سات۔ آٹھ۔ نو مہینے کو بعض علماء سے نقل کیا ہے
مگر مصنف کے نزدیک مختار و مرجح مدت حمل ایک ساعت ہی چنانچہ بصفحہ (۵۸) تفسیر کبیر سے منقول
ہو چکا ہے

**ثانیاً** اسلیئے کہ اگر مدت حمل نو مہینے ہی مان لئے جاوین تو بھی دردزہ کا حمل کے متصل واقع ہونا
باطل نہین ہوتا۔ اتصال کے یہہ معنی نہین ہین کہ دو امر متصل مین مطلق تاخیر و تراخی نہ ہو بلکہ اسکے
معنی یہہ ہین کہ ان دونون مین کسی امر اجنبی کا حلول و تخلل نہ ہو پس اگر نو مہینے چہوڑ نو برس
بہی حمل رہتا اور پہر دردزہ واقع ہوتا تو بہی کہا جاتا کہ دردزہ حمل کے متصل واقع ہوا ہے۔ مگر
اس بات کے سمجہنے کو یوروپین ذہن و معلومات کافی نہین ہے۔ مشرقی علوم و خیال سے مناسبت
ضروری ہے سو یہان کہان۔

اور جو **ارشاد** ہوا کہ جسوقت یہ بشارت ہوئی تہی اُسوقت مریم کی یوسف سے منگنی بہی نہوئی
تہی یہ محض **مغالطہ** ہی جسکا بیان بصفحہ (۱۴) ہو چکا ہے ایسا ہی آپکا یہہ کہنا کہ وہ بشارت
خواب مین ہوئی تہی مغالطہ ہے لفظ رویا یا خواب اس موقعہ پر نہ قرآن مین ہے نہ انجیل مین
ہان یوسف کے پاس فرشتہ کا خواب مین ظاہر ہو کر حمل کی خبر دینا مذکور ہے اس سے یہہ ثابت
نہین ہوتا کہ مریم کے پاس بھی وہ خواب ہی مین آیا ہو +

**ایسا ہی** آپکا یہہ کہنا کہ اسوقت کے قول مریم سے کہ مجہہ کسی بشر نے مس نہین کیا یہ لازم نہین
آتا کہ اسکے بعد بہی یہ امر واقع نہین ہوا **مغالطہ** ہے اگرچہ صرف اس قول مریم سے یہ امر لازم
نہین آتا مگر اسکے بعد مس بشر کے وقوع کو ذکر نہ کرنے اور اس سے ساکت رہنے سے تو یقیناً لازم

آتا ہے کہ اسکے بعد ہی یوسف نے مریم کو مس نہین کیا اگر پیچھے کو مس واقع ہوتا تو اس موقعہ بیان پر ضرور اسکو ذکر کیا جاتا اور جبکہ باوجود ضرورت بیان اس سے سکوت ہوا ہے تو بحکم السکوت فی معرض البیان بیان مس بشر کا واقعہ نہونا عین بیان و منطوق قرآن ٹھہرا - اسکی مثال یہ ہے کہ زید کہتا ہے مینے چوری نہین کی - عمرو اسکی شہادت دیتا ہے کہ ہان زید نے چوری نہین کی اور اس سے زیادہ عمرو نے کوئی بات نہین کہی - اس شہادت عمرو سے ہر کسیکو (جو عمرو کو سچا اور عاقل سمجھتا ہے) یقین حاصل ہوتا ہے کہ زید چوری سے بری ہے - اسمین اگر کوئی تجویز کرے کہ اس شہادت سے فلان تاریخ تک زید کا چوری نہ کرنا مراد ہے - اور اسی تاریخ کی نظر سے عمرو نے یہ شہادت دی ہے اس سے بعد ہمیشہ کے لئے چوری نہ کرنا لازم نہین آتا تو اسکی یہ تجویز عمرو کی بد دیانتی یا حماقت کی مثبت ہے اور اس امر کی متضمن ہے کہ عمرو نے صرف اس تاریخ تک زید کے چوری نہ کرنے کو شہادت مین پیش کر دیا ہے اور جو اس تاریخ سے پیچھے اس سے چوری واقع ہوئی تھی اسکے بیان سے باوجود ضرورت سکوت اختیار کیا ہے اور بے دیانتی یا حماقت سے کام لیا

ایسا ہی بعینہ امر متنازعہ فیہ کا حال ہے - عیسائیون کا انجیل لوک و متی مین یہ دعوی تھا کہ جب فرشتہ نے مریم کو فرزند کا مژدہ دیا تو مریم نے تعجب کر کے کہا کہ میرے بیٹا کیونکر ہوگا جبکہ نہ مرد کو مین جانتی - فرشتہ نے جواب مین کہا کہ یہ خدا کے آگے ناممکن نہین ہے اور قبل ہمبستر ہونے شوہر کے اسکو حمل ہوگیا - خدا تعالی نے اس دعوی کی پوری شہادت دی اور اس بیان انجیل کے لفظ بلفظ تصدیق کر دی اور باوجود عادت مخالفت اہل کتاب کے اس امر مین انکی مخالفت نہین کی - نہ یہ فرمایا کہ یوسف نے مریم کو فلان وقت مس کیا اور نہ یہ فرمایا کہ حمل یوسف سے ہوا پس اس شہادت قرآن کی نسبت جناب مخاطب کا یہ کہنا کہ اسمین پہلی وقت کی حکایت ہے اور اسی وقت کی نظر سے یہ شہادت دی گئی ہے اور جو اسکے بعد یوسف نے مریم کو مس کیا تھا اسکو خدا نے قرآن مین ذکر نہین کیا بعینہ وہی تجویز ہے جو شہادت عمرو مین بیان ہوئی ہے در اصل ان خدا تعالی پر نافہمی و بے دیانتی کی تہمت و جرأت پائی جاتی ہے تعالی اللہ [illegible]

علواً کبیرا

اور اگر آپ کے نزدیک یہ اسکی نظیر نہین ہے تو آپ سے یہہ سوال ہے کہ آیۃ لم یمسسنی بشر مین تو مسیح کرنے زمانہ سابق ہی کا ذکر ہے پہر ذکرمس کرینکا جو زمانہ مابعد مین واقع ہوا ہے کون سی آیۃ مین پایا جاتا ہے براہ مہربانی اس آیۃ سے نشان دین یا اپنی تجویز کو اس تجویز کی نظیر سمجھکر خدا تعالی پہ الزام و اتہام نافہمی و بے دیانتی سے باز آدین ؛

**دوسری بات** (یعنی متصل ولادت مسیح کو اٹھا لانے) مین آپنے یہ بحث کی ہے کہ جملہ مفسرین تسلیم کرتے ہین کہ یہ واقعہ ولادت کے متصل واقع نہین ہوا اسکے بعد ہوا ہے کوئی مدت زمانہ مابعد کے چالیس دن قرار دیتا ہے چنانچہ تفسیر ابن عباس مین ہے ابو القاسم بلخی زمانہ عمر مراہق و قریب بلوغ قرار دیتا ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین اُن سے منقول ہے اور ہم (خود بدولت) باستدلال اس آیۃ قرآن کے جسمین ذکر ہے کہ مسیح نے اُسوقت اپنے تئین نبی کہا زمانہ نبوت قرار دیتے ہین جو بشہادت انجیل لوک باب ۲ بارہ برس کی عمر ہے۔

**اس بحث کا جواب** یہ ہے کہ جملہ مفسرین کیطرف اس امر کا نسبت کرنا کہ وہ واقعہ متصل ولادت واقع نہین ہوا خلاف واقعہ ہے۔ ابن عباس و ابن مسعود و عمرو بن میمون وغیرہ مفسرین متاخرین سے صاف صاف منقول ہو چکا ہے کہ اٹھا لانا مسیح کا متصل ولادت واقع ہوا۔ ہان بعض مفسرین کا قول ہے کہ چالیس دن نفاس کے گذر جانیکے بعد مریم مسیح کو اٹھا لائی۔ مگر وہ روایت ظاہر قرآن کے مقابلہ مین لائق تسلیم نہین ہے اور اگر اسکو مان بہی لیا جاوے تو اس سے اتصال فوت نہین ہوتا اسلئے کہ اتصال کا فوت ہونا تخلل و حلول امر اجنبی سے متصور ہے اور چالیس دن نفاس کے خون ولادت کے ایام ہین اور شرعاً ولادت سے اجنبی نہین ہین بلکہ اسکے حکم مین اور اسیکے متعلقات سے ہین ـــ

اور **ابو القاسم بلخی کا قول** ظاہر قرآن سے بہت بعید ہے اسلئے نہ لائق تعویل ہے نہ قابل تاویل ـ

تفسیر کبیر سے جو آپ نے وہ قول نقل کیا ہے اسکی نسبت کہا ہے کہ ابوالقاسم کا قول بعید ہے

اما قول ابی القاسم البلخی فبعید لان الحاجة الی کلام عیسیٰ انما کانت عند وقوع التہمة علی مریم علیہا السلام

اسلیے کہ کلام مسیح کی حاجت بوقت تہمت مریم تھی یعنے چھوڑ کر عمر مراہق ہونیکے وقت انکا بولنا اسوقت کی تہمت کو کیونکر اٹھا سکتا تھا -

اب رہا آپکا **قول** کہ وہ واقعہ زمانہ نبوت کا ہے اور زمانہ نبوت عمر دوازدہ سالہ مسیح ہے سو محض بے بنیاد ہے نہ قرآن اسکا مصدق ہے نہ انجیل - قرآن مین اسوقت صغر سنی کے سوا کوئی زمانہ نبوت مسیح کا قرار نہین دیا انجیل لوک باب ۲ وغیرہ مین بھی یہ پایا نہین جاتا کہ بارہ برس سے پہلے مسیح نے نبوت کا دعوی نہین کیا - غایة الامر یہہ کہ اس عمر سے پہلے انہون نے ابلاغ احکام و مباحثہ نکیا ہو - اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اسوقت سے پہلے وہ نبی نہ تھے یا انہون نے نبوت نہین کیا - تفسیر کبیر مین عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ مسیح کا حال صغر سنی مین یہ کہنا کہ مجھے خدا نے نبی کیا ہے اس معنی کر ہے کہ خدا نے میری تقدیر مین مجھے نبی کیا جسکا ظہور آیندہ ہوگا اگر وہ اس وقت نبی ہوتے تو شرایع و احکام بھی بیان کرتے - پھر اسکے جواب مین کہا ہے کہ جایز ہے

لم لا یجوز ان یقال بمجرد بعثته الیہم من غیر بیان شیء من الشرایع والاحکام جایز ثم بعد البلوغ اخذ فی شرح تلک الاحکام فثبت بہذا انہ لا امتناع فی کونہ نبیا فی ذلک الوقت وقولہ اتانی الکتاب یدل علی کونہ نبیا فی ذلک الوقت فوجب اجرائہ علی ظاہرہ - تفسیر کبیر ۳ صفحہ ۲۹۳ ملخصاً

اسوقت صرف نبوت بلا بیان احکام ہو گئی ہو پیچھے کر بعد بلوغ مسیح ان احکام نبوت کا بیان ہوا ہو - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت مین انکا نبی ہونا محال نہین تھا اور انکا قول مجھے خدا نے نبی کیا اسیوقت نبی ہونا بیان کرتا ہے پس اسکا ظاہری معنی پر حمل کرنا واجب ہے -

**تیسری بات** (یعنی اسیوقت مریم پر تہمت بدکاری لگائی جانی) مین آپنے یہ بحث کی ہے کہ زمانہ ولادت مسیح مین کسینے مریم پر بدکاری کی تہمت نہین لگائی بلکہ یہ تہمت تیسری صدی مین یہود سے سرزد ہوئی ہے جبکہ عیسائیون نے مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے مین زیادتی کی اور لفظ فری آیہ لقد جئت

شیئاً فریا مین بمعنی بہتان نہین بلکہ بمعنے عجیب ہے اگر یہودی اس لفظ کو بمعنی بھتان وبدکاری بولتے تو حضرت مسیح اپنی مان مریم کی اس سے براءت کرتے۔
اس بحث کا جواب یہ ہی کہ تیسری صدی مین مریم کے متہم ہونے پر آپ نے کوئی شہادت وسند پیش نہین کی اور آپ کی روش وعادت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات آپنے کسی یہودی یا نصرانی سے لی ہے اور ظاہر قرآن سے سابقاً خوب ثابت ہوچکا ہے کہ اسیوقت ولادت مین مسیح کو اٹھا لانے پر یہودیون نے یہ بات کہی تہی۔ پہر اسکی مقابلہ مین کسی یہودی یا نصرانی کی بات کوئی مسلمان کب سن سکتا ہی۔ اور لفظ فری اگرچہ بمعنی عجیب وغریب بہی مستعمل ہوتا ہے مگر اس مقام مین ایسے قرائن سے وہ مستعمل ہوا ہے کہ اسکا بمعنی بہتان وبدکاری ہونا متعین ہے۔ اسکا ثبوت بہی مفصل ومدلل گذر چکا ہے۔
رہا آپکا یہ اعتراض کہ اگر وہ لفظ بمعنی بدکاری بولا گیا ہے تو مسیح نے اُسکے جواب مین مریم کو تہمت بدکاری سے کیون بری نکیا۔ **اسکا جواب** یہ کہ مسیح نے اس لفظ کا جواب اس طرح سے دیا ہے کہ اس سے تہمت بدکاری کا جواب بہی ادائی ہوا اور اس فساد عظیم کا بہی انسداد ہوا۔ جو غالیان اتباع مسیح سے وقوع مین آنیوالہ تہا۔ آپ فرماتے ہین مین خدا کا بندہ ہون خُدا نے مجھے کتاب دی اور نبی کیا اور مجھے برکت والہ بنایا اور مان کے حقمین محسن ونیکوکار کیا۔ جس سے مقصود یہ ہے کہ نہ مین خدا ہون نہ خدا کا فرزند مجھے بلا پدر مولود دیکھکر میرے اتباع اس ورطہ ضلالت مین نہ پڑین اور نہ مین مولود ناجائز ہون ایسا ہوتا تو ان کرامات کا مورد نہ بنایا جاتا اور نہ میری ماں مرحمت وکرامت ایسی فرزند کی محل ہوتی +
**تفسیر کبیر** مین لکھا ہے اسوقت براءت مریم کی سخت حاجت تہی مگر مسیح نے اسپر تصریح نہ کی بلکہ اپنی عبودیت پر تصریح کی گویا اُنہونے خدا سے تہمت ولد کا دور کرنا ازالہ تہمت والدہ سے بہتر سمجہا۔ اس مین والدہ کی تہمت کا

| ان الذی اشتدت الحاجة الیه فی ذلک الوقت انما هو نفی تهمة الزنا عن مریم علیها السلام ثم ان عیسیٰ لم ینص علی ذلک وانما نص علی اثبات |
|---|

عن جریۃ نفسہا کان جعل ازالۃ التہمۃ عن اللہ اولی
من ازالۃ التہمۃ عن الام - والتکلم بازالۃ ہذہ التہمۃ
عن اللہ یفید ازالۃ التہمۃ عن الام لان اللہ سبحانہ لا یخص
الفاجرۃ بولد فی ہذہ الدرجۃ العالیۃ والمرتبۃ العظیمۃ
واما التکلم بازالۃ التہمۃ عن الام لا یفید ازالۃ التہمۃ
عن اللہ فکان الاشتغال بذلک اولی -

بہی ازالہ ہوگیا - اسمین اسکی والدہ کی کرامت
کا اظہار ہے اور اگر وہ بدکار ہوتی تو محل
مرحمت و موہبت ایسی صاحب کرامت و
عالی درجت فرزند کی نہ ہوتی اور اگر وہ
صرف برائت والدہ مین کچہہ کلام کرتا تو
اس سے تہمت خدا کا ازالہ نہ ہوتا -

**چوتہی بات** (یعنی مسیح کی اسی حالت صغیر سنی مین کلام کرنی) مین بہی آپ کی یہی **بحث** ہی کہ مسیح نے حالت صغر سنی مین کلام نہین کیا جسکا جواب بخوبی دیا گیا **علاوہ** بر آن ایک بات آپنے یہ فرمائی ہے کہ معنی آیۃ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا کے بلحاظ لفظ کان جو ماضی ہے یہ ہین کہ ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا تہا اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ اس زمانہ تکلم مین بہی گہوارہ مین لڑکا تہا - **اس کا جواب** یہہ ہے کہ لفظ کان اس آیت مین زاید ہی جیسے آیۃ ھل کنت الا بشرا رسولا مین کنت زاید ہے چنانچہ بیضاوی معالم کبیر وغیرہ سے نقل ہوچکا ہے اس زیادت پر دلیل دوسری آیۃ ہے جسمین ارشاد ہے کہ مسیح گہوارہ مین کلام کریگا اور نیز یکلم الناس فی المھد وکھلا (آل عمران) وہ حدیث جو صفحہ (۶۷) مین نقل ہوچکی ہے آپنے اس آیت کو نہ سوچا اور بدست آویز لفظ کان کے زمانہ کلام سے پیشتر مسیح کا لڑکا ہونا تجویز کر دیا -

یہہ آپ کی **مباحث** اور اُن کے **جوابات** ہین جن سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو آپنے تسلیم وجوہ و مبنی و منشاء دعوی فریقین پر نکتہ چینی کی ہے وہ **محض خیالات** و مجرد احتمالات مقابل ظاہر آیات ہین - اور ظاہر قرآن سے بخوبی ثابت ہی کہ خدا نے دعوی فریقین کے مبنی و منشاء کو قرآن مین مان لیا اور یہہ تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے پہر اسکی لازمہ و نتیجہ کو جو فریقین نے اس نکالا تہا (کہ وہ خدا یا فرزند خدا ہین یا مولود نا جایز) باطل و رد کر دیا -

[illegible] الزام برائت مریم پر انکی شہادت کا بیان بضمن ثبوت تیسری بات کے بصفحہ (۶۵) گذرا - ہم حاشیہ

اور اگر جناب مخاطب اس امر کو باوجود اس کامل ثبوت کے نہ مانین اور مکابرانہ چال اختیار کرکے فرمادین کہ خدا تعالی نے وجود مبنی دعاوی فریقین کو قرآن مین تسلیم نہین کیا تو پہر مقام ادعا و استدلال سے اتر کر آپ سے یہہ سوال ہے کہ خدا نے وجود مبنی دعاوی فریقین کو قرآن مین تسلیم نہین کیا تو پہر کیا اسکو رد کیا یا رد و تسلیم دونون سے سکوت فرمایا - ؟

**شق اول** کو اختیار فرمادین تو قرآن مجید سے اس آیتہ کا نشان دین جسمین خدا تعالی نے وجود منشا دعاوی فریقین کو رد کیا اور یہہ فرمایا ہے کہ مسیح بلا پدر پیدا نہین ہوا بلکہ وہ یوسف کا بیٹا ہے اور اگر **شق ثانی** کو اختیار کرین تو آپ پر یہہ اعتراض (جسکا جواب آپ سے قیامت تک ادا نہ ہوگا) وارد ہے کہ جس حالت مین خدا تعالی نے منشا نزاع فریقین (جو اس مقدمہ مین بڑا بہاری امر تنقیح طلب تہا) کے رد و تسلیم سے سکوت فرمایا ہے - تو پہر اس تنازع مین فیصلہ کیا کیا ؟ اور وہ فیصلہ اثر و وقعت کیا رکہتا ہے ؟

ادنی جج عدالت ایسا فیصلہ نہین کرتا جسمین منشا نزاع فریقین کی تنقیح نہین کرلیتا ایسا کرے تو جج کو احمق سمجہا جاتا ہے اور اسکا فیصلہ نظر ثانی کے لئے مسترد ہوتا ہے -

پہر خدا تعالی احکم الحاکمین کے نسبت ایسے امر شنیع کا تجویز کرنا عاقل و منصف انسان سے کب متصور ہے اسکی **تشریح** ایک مثال سے کیجاتی ہے - زید نے عمر و پر چوری یا قتل عمد کا دعوی کیا اور منشا اس دعوی کا یہ بتایا کہ زید نے عمر کو اپنے گہر پر رات کیوقت نقب یا قتل کے آلات لئے ہوئے اور مال مسروق یا نعش مقتول کو اٹہائے ہوئے دیکہا ہے - اس مقدمہ مین اگر کوئی جج منشاء دعوی کی تحقیقات نہ کرے اور عمر کے زید کے گہر پر معہ آلات رات کو جانے اور مال مسروق و نعش مقتول اٹہانیکے وجود و عدم سے بحث نہ کرے اور ان افعال کے لوازم سے بحث کرے اور یہ کہے کہ رات کیوقت ایک بہلے آدمی کا کسیکے گہر جانا چوری کے لئے متعین نہین ہے اور مال مسروق کے اٹہانے سے بہی یہ لازم نہین آتا کہ وہی شخص چوری کا مرتکب ہے و بناء علیہ اسکو چوری سے بری کرے تو وہ جج احمق متصور ہوگا اور اسکے فیصلہ مسترد کیا جا

اور حکمہ اعلی سے اس مقدمہ مین تحقیقات منشاء دعوی کا کہ عمر و زید کے گھر رات کیوقت گیا ہے یا نہین اور اُس نے مال مسروق ونعش کو اٹھایا ہے یا نہین حکم نافذ ہوگا - پھر اگر ثابت ہوا کہ عمرو زید کے گھر پر گیا ہی نہین یا گیا ہے تو معہ آلات نہین گیا تو اسی سے دعوی زید خارج ہوگا اور ان افعال کو تسلیم کر کے نفی لوازم سے کام نہ لیا جاویگا اور اگر عمرو کا معہ آلات جانا اور مال مسروق ونعش کو اٹھانا ثابت ہوگا تو پھر ان افعال کے لوازم و معانی سے بحث کرنا ضروری ہوگا یہی حال مقدمہ مسیح کا ہے یہود و نصاری کا مسیح کے باب مین تنازع ہوا نصاری نے انکو خدا اقرار دیا اور یہودیون نے مولود ناجایز بتایا - اور اس تنازع کا منشا مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا ادعاء و خیال پایا گیا ہے اسمین جو خدا تعالی نے فیصلہ کیا ہے اسکی نسبت یہ کہنا کہ خدا نے منشا نزاع فریقین کے وجود و عدم سے تعرض نہین کیا صرف نفی لوازم سے کام لیا ہی و بناءً علیہ یہہ فیصلہ کیا ہے کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیسے اسکا خدا یا مولود ناجایز ہونا لازم نہین آتا - خدا تعالی کو اس نادان جج کا ہمسر بنانا اور اس احکم الحاکمین پر یہ الزام لگانا ہے کہ اُس نے بینی و منشاء نزاع فریقین کو نہین سمجھا یا دیدہ و دانستہ اسکی تحقیق و تنقیح سے اغماض کر کے خلاف عقل فیصلہ کیا ہے - اور یہ امر جناب احکم الحاکمین کی نسبت کمال جرات و نہایت بے ادبی ہے لاجرم اعتراف اس امر کا کہ خدا تعالی نے اس فیصلہ مین منشاء نزاع فریقین کو رد یا تسلیم کر کے اس نزاع کا فیصلہ کیا ہے لازم و واجب ہی - پس پہلے تو بشہادت ظاہر قرآن ثابت کر دکھایا ہے کہ خدا تعالی نے وجود منشاء نزاع فریقین کو تسلیم کر کے نفی لوازم سے کام لیا ہے اور یہہ کہدیا ہے کہ بیشک مسیح آدم کیطرح بغیر باپ پیدا ہوا ہے اور وہ صرف مریم کا بیٹا ہے مگر اس سے اسکا خدا یا مولود ناجایز ہونا ثابت نہین ہو سکتا یہہ ہو تو چاہیے کہ آدم کو بھی خدا یا مولود ناجایز کہا جاوے مگر اسکا کوئی فریقین سے قایل نہین ہے - آپ کے نزدیک اگر یہ امر غلط ہی اور خدا تعالی نے وجود منشاء نزاع کو قرآن مین رد کر دیا ہے تو آپ اس آیۂ قرآن کا جسمین مسیح کے بلا پدر پیدا ہونیکو رد کر دیا اور یوسف کو مسیح کا باپ قرار دیا ہے نشان دین ؛

آپ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ آپکو منشا نزاع فریقین کے قرآن مین رد ہونے کا
ادعا ہے نہ مسلم ہونیکا اعتراف بلکہ آپکے خیال مین خدا تعالی نے اس رد و تسلیم سے سکوت کیا ہے
اور بطور فرض محال اسکو فرض کرکے اسکی لازمہ و نتیجہ کو باطل کیا ہے چنانچہ بجواب روایت
وفد نجران کے جو بصفحہ (۶۹) منقول ہوئی آپ نے فرمایا ہے کہ اگر یہہ روایت صحیح مانی جاوے
تو اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ آنحضرت نے حضرت عیسی کا بن باپ پیدا ہونا تسلیم کرلیا ہو کیونکہ
یہہ دلیل بطور دلیل الزامی کی ہے۔ دلیل الزامی مین اس سے بحث نہین ہوتی کہ جو مقدمہ مخالف
نے قایم کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط بلکہ اسکے مقابلہ مین ایک اور مقدمہ مسلمہ پیش کیا جاتا ہے جس سے
مخالف کی دلیل باطل ہوتی ہے۔ پس اسمقام پر یہہ دلیل الزامی اسطرح پر قایم ہوتی ہے کہ اگر
بالفرض ہم بوجہہ بن باپ پیدا ہونیکے تا آخر عبارت جو حاشیہ صفحہ (۶۸) مین گذری ہے۔ مگر یہہ
خیال کرنا خدا تعالے کو اُسی نادان ہم کا ہمسر بناتا ہے اور اس اعتراض کا مورد ٹھراتا کہ جس حالت مین
خدا کے نزدیک اور نفس الامر مسیح بن باپ پیدا نہ ہوا تہا تو خدا تعالی نے ایک امر غیر مسلم (اسکا بلا باپ
پیدا ہونا) کیون فرض کرلیا پہر بفرض اسکے وجود کے نفی لوازم و ابطال نتیجہ کے کیون درپے
ہوا۔ یہی کیون نہ کہدیا کہ مسیح تو یوسف کا بیٹا ہے اسکو بلا پدر صرف مان کا بیٹا کیون کہا جاتا ہے
اور اس سے اسکا خدا یا مولود نا جایز ہونا کیون نکالا جاتا ہے۔ اس صورت مین صرف ایک اس
لفظ کے کہنے سے (کہ یہہ تو یوسف کا بیٹا ہے) دونون فریق کا دعوی باطل ہوجاتا اور مثل یک گزو
دو فاختہ کا مضمون جلوہ دکہاتا۔ اور اگر بطور تنزل دلیل الزامی کا قایم کرنا منظور تہا تو یہی
اولاً دلیل تحقیقی کو قایم کرلیا ہوتا پہر اسکی تائید و متابعة مین دلیل الزامی کو پیش کردیا ہوتا اور یون
کہا جاتا کہ اولاً تو تمہارا خیال کہ مسیح بلا پدر پیدا ہوا ہے محض غلط ہے اور مسیح یوسف نجار کے تخم سے
پیدا ہوا ہے ثانیاً اگر بطور فرض محال اسکو فرض ہی کیا جاوے تو اس سے دعاوی فریقین
کا ثابت ہونا ممکن نہین ہے۔
اصلی و تحقیقی بات یہی (کہ مسیح بلا پدر پیدا نہین ہوا یوسف کے تخم سے پیدا ہوا ہے) تعرض نکرنا

اور برخلاف واقعہ مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا فرض کر کے اسکے لازمہ و نتیجہ کو باطل کرنا اسی نادان
ہیچ کا سا کام ہے۔ اور الٹی ناک بتانا اور سیدھی راہ چھوڑ کر ٹیڑھی راہ اختیار کرنا اسیکا نام ہے
ہم جناب مخاطب سے قسم دیگر پوچھتے ہین کہ خدا کے نزدیک مسیح کا بلا باپ پیدا ہونا مسلم تھا۔
تو اس صورت مین ابطال خیال یہود و نصاری کے لئے یہہ کلمہ کہدینا کہ وہ یوسف کا بیٹا ہے
سہل و آسان و مختصر مقتضائے فصاحت و بلاغت قرآن تھا یا اسکو بطور فرض محال ماکر اسکے لوازم و
نتائج کو باطل کرنا۔ نخور و انصاف کو کام مین لادینگے تو اسی مختصر کلمہ کہدینے کو سہل و آسان
و مقتضائے فصاحت و بلاغت قرآن فرمائینگے۔ بناءً علیہ اگر خدا کے نزدیک مسیح بلا باپ پیدا
نہ ہوا تھا تو خدا تعالی کو (جو فصاحت و بلاغت قرآن مین مدعی اعجاز ہے) اس موقع پر مسیح کو
یوسف کا بیٹا کہنا واجب تھا جس سے بکلمہ واحد یہود و نصاری دونون کا خیال باطل ہوجاتا
اور بسبب رواج و عادت یہود و نصاری ان کو ابن مریم کہنا جایز نہ تھا۔

**بالجملہ** اول تو ظاہر قرآن سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہے اور الفاظ و سیاق قرآن کی
اسپر شہادت موجود ہے۔ اور جو اسمین جناب مخاطب نے نکتہ چینیان اور بحثین کی ہین وہ سب
مدفوع ہین اور اگر کوئی پھر بھی اس امر کو نمانے تو قرآن مین مسیح کے بلا پدر پیدا ہونے کو رد نکرنا
او مسیح کو کسی باپ کا بیٹا نہ کہنا تو پھر کسیکو ماننا پڑتا ہے اور یہہ عین مسیح کے بلا پدر پیدا ہونے
کی تسلیم ہے ؎

اس سے ثابت ہوا کہ استدلال اہل اسلام ظاہر قرآن سے بجمیع اجزاء بلا مزاحمت صحیح و قایم ہے
اور مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا قرآن سے بخوبی ثابت ہے۔ آیندہ توفیق فہم منجانب ؎

جناب مخاطب نے قرآن کے اور الفاظ (جنسے مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے) سے بھی
بحث کی ہے مگر چونکہ ہمنے ان الفاظ سے استدلال نہین کیا۔ اسلئے ان ابحاث مخاطب
کا نقل کرنا پھر ان کا جواب دینا ہمنے ضروری نہین سمجھا۔ ناظرین ان ابحاث کو ان ہی ابحاث
اور جنکا ہمنے جواب دیا ہے قیاس فرمادین ؎

خاتمہ مضمون التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

# بیان حقیقت اصل ششم

(یعنی بیان بعث بعد الموت)

مسئلہ بعث بعد الموت کی نسبت مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مُردے جسموں کے ساتھ اُٹھائے جائینگے جیسے کہ پہلی دنیا میں آئے ہیں پھر انہی اجسام کے ساتھ نیک و بد کی جزا و سزا بہشت و دوزخ میں پاوینگے اور بہشت و دوزخ میں جسمانی نعیم و آلام ہونگے یہ اعتقاد ہی مسلمانوں کو خدا و رسول نے سکھایا ہے اور قرآن و حدیث میں بہ تفصیل تشریح آچکا ہے ؛

سورہ انبیا میں ارشاد ہوا ہے جیسے ہمنے خلائق کو پہلی دفعہ بنایا ہے ایسا ہی دوبارہ پیدا کرینگے ۔

كما بدأنا اول خلق نعيده (انبیاء ۱۰۴)

اور سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا ہے منکر کہتے ہیں جب ہم ہڈیاں اور بوسیدہ ہو جاوینگے کیا ہم نئے سر سے اُٹھائے جاوینگے تو کہدے کہ تم پتھر یا لوہا یا اس سے بھی کوئی زیادہ سخت چیز ہو جاؤ (یعنی پھر بھی خدا تمکو زندہ کریگا) کہتے ہیں ہمیں کون دوبارہ پیدا کریگا ۔ تو کہدے وہ جس نے پہلی دفعہ بنایا ؛

وقالوا ءاذا كنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون خلقا جديدا قل كونوا حجارة او حديدا او خلقا مما يكبر في صدوركم فسيقولون من يعيدنا قل الذي فطركم اول مرة ۔ (بنی اسرائیل ۵۶)

اور سورہ یٰسین میں ارشاد ہے کہتے ہیں کون ہڈیوں کو زندہ کریگا جب وہ بوسیدہ ہو جاوینگی ۔ تو کہدے جس نے انکو پہلے پیدا کیا وہ زندہ کریگا ؛

قال من يحيي العظام وهي رميم قل يحييها الذي انشاها اول مرة (یسین ۵۶)

اس مضمون کی آیتیں قرآن میں نہایت کثرت سے موجود ہیں ۔ اور وہ اس صراحت و وضاحت کے ساتھ حشر جسمانی کے ثبوت میں بیان ہوئی ہیں کہ انکار و تاویل کی گنجایش نہیں ہے اسی لحاظ سے علماء اسلام نے بالاتفاق حشر جسمانی سے انکار و تاویل کو کفر ٹھہرایا ہے چنانچہ نمبر ۴ جلد ۲

ہین بصفحہ ۹۰ اور نمبر ۶ و ۷ و ۸ و ۹ جلد۳ مین اسکی تفصیل بخوبی ہوچکی ہے -
ایساہی نعماء و آلام بہشت کے جسمانی ہونیکی تفصیل و دلیل نمبر ۵ جلد۳ مین ہوچکی ہے
یہہ اہل اسلام کے اعتقادین اصول ایمان کے حقایق ہین - ان حقایق کا ناظرین اُن
حقایق سے جو آنریبل صاحب نے بیان کئے ہین موازنہ کرین - پھر انصاف سے داد دین کہ آپ
مسایل اسلام کے حقایق بیان کر رہے ہین یا اُن کی بیخ کنی کر رہے ہین تسپر یہہ دعوی
کہ اُمام غزالی تو بحث حشر اجسام و حسی نعیم و آلام سے طالبین متردین کو منع کرتے ہین
اور ہم اُنکے سامنے حشر و نعیم کے حقایق بیان کرکے اُن کے تردد کو ہٹاتے اور انکو اسلام
کیطرف بلاتے ہین آپ کے مونہہ سے کب زیب دیتا ہے -
نمبر ۷ جلد۳ صفحہ ۲۲۶ سے یہانتک امام غزالی کے اس قول کی کہ مؤل اصول مہمہ اسلام
کا فر ہے تفصیل و تائید ہے اب بقیہ اقوال امام غزالی کی تشریح و تائید قلم مین آتی ہے -
اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے تو جان لے کہ جن امور سے کفر ثابت ہوتا ہے اور جن

اعلم ان شرح ما یکفر به وما لا یکفر
به یستدعی تفصیلا طویلا یفتقر فیه
الی ذکر کل المقالات والمذاهب وذکر شبهة
کل واحد ودلیله ووجه بعده عن الظاهر
ووجه تاویله وذلک لا یحویه مجلدات
ولیس یتسع لشرح ذلک اوقاتی فاقنع
الان بوصیة وقانون اما الوصیة
فان تکف لسانک عن اهل القبلة ما
امکنک ما داموا قایلین لا اله الا الله
محمد رسول الله غیر مناقضین لها

سے نہین ہوتا اُنکی شرح ایسی تفصیل و تطویل چاہتی
ہے کہ ہمین ہر ایک قول و مذہب کو ذکر کرنا پڑتا ہے
جسپر کئی جلدین حاوی نہین ہو سکتی اور نہ ہمارے
اوقات مین اسکی شرح کی گنجایش ہے اسلئے
اب تو اس باب مین ایک وصیت اور ایک قانون
پر قناعت کر لی وصیت تو یہہ کہ تو اہل قبلہ
سے اپنی زبان کو روک جبتک وہ لا اله الا الله
محمد رسول الله کہین اور اسکی مخالفت نکرین
مخالفت کی صورت یہہ ہے کہ وہ رسول الله کا کسی عذر
سے یا بلا عذر جھوٹ بولنا تجویز کرین (جیسے منکرین

والمناقضة تجويزهم الكذب على
رسول الله لعذر او بغير عذر فان
التكفير فيه خطر والسكوت لا خطر
فيه - واما القانون فهو ان تعلم
ان النظريات قسمان قسم يتعلق باصول
العقايد وقسم يتعلق بالفروع واصول
الايمان ثلثة الايمان بالله تعالى وبالرسول
واليوم الآخر وما عداه فروع -
واعلم انه لا تكفير في الفروع اصلا الا في بعضها
تخطية كما في الفقهيات وفي بعضها تبديع
كالخطاء المتعلق بالامامة واحوال الصحابة
اعلم ان الخطاء في اصول الامامة و
تعيينها وشروطها وما يتعلق بها لا يوجب
شيء منها التكفير فقد انكر ابن كيسان اصل
وجوب الامامة ولا يلزم تكفيره ولا يلتفت
الى قوم يعظمون امر الامامة ويجعلون الايمان
بالامامة مقرونا بالايمان بالله ورسوله ولا الى
خصومهم المكفرين لهم بمجرد مذهبهم
في الامامة فكل ذلك اسراف اذ ليس في واحد
من القولين تكذيب الرسول اصلا ومهما وجد
التكذيب وجب التكفير وان كان في الفروع

حشر ونعیم والام جسمانی کہتے ہیں کہ حشر جسمانی ونعیم
والام حسی کا حقیقت میں تو وجود نہیں ہے مگر لوگوں کے
اسکے بیان میں عوام کی اصلاح وہدایت منصور ہے
اسلیے پیغمبر نے بحکم دروغ مصلحت آمیز اسکو بیان
کردیا ہے جو لوگ ایسے ہوں انکی تکفیر میں اندیشہ گناہ ہے
اور سکوت میں کوئی اندیشہ نہیں ہے - قانون تکفیر
یہ ہے کہ جن باتوں میں فکر ونظر کیجاتی ہے وہ دو قسم ہیں
ایک قسم متعلق اصول ایمان قسم دوم متعلق فروع
اصول ایمان تین ہیں (۱) خدا پر ایمان (۲) رسول
پر ایمان (۳) قیامت پر ایمان جنکو دوسرے محاورہ
میں توحید ونبوت ومعاد سے تعبیر کیا جاتا ہے انکے سوا
اور جو عقاید کی باتیں ہیں وہ ان اصول کے فروع
یعنی شاخیں ہیں - یہ جان لے کہ مسایل فروع
میں تو ہرگز تکفیر نہیں ہے ہاں بعض مسایل ہیں جیسے
فقہی مسایل ہیں نسبت بہ خطا اور بعض میں نسبت
بسوے بدعت جیسے خطا متعلق مسئلہ امامت وحالات
صحابہ ہے - یہہ جان رکھہ کہ اصول امامت اور اسکی
تعیین وشروط ومتعلقات میں خطا موجب تکفیر نہیں
ہے دیکھو ابن کیسان نے اصل وجوب امامت کو نہیں مانا
اور اسکی تکفیر لازم نہیں ہے اور اس باب میں وہ لوگ قابل
التفات نہیں ہیں جو اس امر کو بڑھاتے ہیں اور اس

فلو قال قائل البيت الذي بمكة ليس
هو الكعبة الذي امر الله تعالى بحجها
فهذا كفر اذ ثبت تواتراً عن
رسول الله صلعم خلافه فلو انكر
شهادة الرسول لذلك البيت بانه
الكعبة لم ينفعه انكاره بل نعلم قطعاً
بانه معاند في انكاره الا ان يكون
قريب عهد بالاسلام ولم يتواتر
عنده ذلك وكذلك من نسب ام المؤمنين
عايشة رضي الله عنها الى الفاحشة
وقد نزل القرآن ببراءتها فهو كافر لان
هذا وامثاله لا يمكن الا بالتكذيب فهذا
حكم الفروع واما الاصول الثلثة
فكل ما لم يحتمل التاويل في نفسه و
تواتر نقله فلا يتصور ان يقوم برهان
على خلافه فمخالفته تكذيب محض و
مثاله ما ذكرنا من حشر الاجساد
واحاطة علم الله تعالى بتفاصيل
الامور - وما يتطرق اليه احتمال
تاويل ولو بالمجاز البعيد فينظر فيه
الى البرهان فان كان قاطعاً وجب القول

ایماناً امامت کو ایمان خدا اور رسول کے ساتھ ملاتے ہین
اور انکے مقابل بہی قابل التفات نہین جو انکو اس مذہب کے
سبب کافر بتاتے ہین - دونون جانب مین زیادتی ہے ان دونو
قولون مین کسی جانب تکذیب رسول نہین پائی جاتی - اور جہان
تکذیب رسول پائی جاویگی وہان تکفیر ثابت ہو گی اگرچہ فروعات
مین ہو جیسے کوئی کعبہ کی نسبت کہے کہ جو گہر مکہ مین ہے
یہہ وہ کعبہ نہین ہے جسکے حج کا خدا نے حکم دیا ہے یہہ کہنا کفر
ہے اسلئے کہ آنحضرت سے اس گہر کا کعبہ ہونا متواتر ثابت ہے
پس جب وہ آنحضرت کی شہادت کعبہ کی نسبت نہین مانتا
تو یہہ اسکا انکار کار آمد نہین ہے بلکہ یقیناً معلوم ہے کہ یہہ شخص
ایسے انکار مین عمداً خلاف حق کرتا ہے ہان جو نیا مسلمان
ہو اور اسکو کعبہ کا حال معلوم نہو وہ اس حکم سے بری ہے
ایسا ہی وہ شخص جو عایشہ صدیقہ پر بہتان لگا دے (حالانکہ
قرآن نے انکو بری کر دیا ہے) کافر ہے یہہ امر بہی بدون
تکذیب ممکن نہین ہے - یہہ تو فروع کا حکم ہے - اب رہے مسایل
اصول سو انمین جو محتمل تاویل نہین اور بہ نقل متواتر ثابت
ہین انکے خلاف پر دلیل کا قایم ہونا ممکن نہین پس انکی مخالفت
محض تکذیب ہے اسکی مثال حشر اجسام و علم الٰہی متعلق جزئیات
ہے جنکے قایل کا کفر سابقاً مذکور ہو چکا ہے اور جو محتمل تاویل ہین
بطور مجاز بعید کیون نہون انکی دلیل تاویل کو دیکہنا چاہئے
اگر وہ دلیل قطعی ہے تو تاویل کا قایل ہونا واجب ہے ولیکن

لكن يكون في اظهاره ضرر العوام لقصور فهمهم فاظهاره بدعة وان لم يكن البرهان قاطعا ولكن مفيدا ظنا غالبا وكان مع ذلك لا يعظم ضرره في الدين كنفي المعتزلة الرؤية عن الباري تعالى فهذه بدعة وليس بكفر في الدين واما ما يظهر له ضرر

ولیکن اگر اظہار تاویل مین عوام کا قصور فہم کے سبب ضرر ہے تو اسکا اظہار بدعت ہی اور اگر وہ دلیل تاویل قطعی نہین ہے مفید ظن غالب ہی و مع ذلک اس تاویل کا دین مین ضرر سخت نہین ہی جیسے معتزلہ کا رویت باری کو بتاویل نفی کرنا تو یہہ تاویل بدعت ہی کفر نہین اور جس کا ضرر ظاہر ہو وہ محل نظر و اجتہاد ہی محتمل ہے کہ اُس سے کفر ثابت ہو یا نہو۔

اس بات کی تشریح امام صاحب نے بعض تمثیلات سے کی ہے پھر کہا ہے یہان ایک اور قاعدہ پر

فلا بد من التنبيه لقاعدة اخرى وهي ان المخالف قد يخالف نصا متواترا ويزعم انه مؤول ولكن تاويله لا انقداح له اصلا في اللسان لا على قرب ولا على بعد فذلك كفر وصاحبه مكذب وان كان يزعم انه مؤول

متنبہ کرنا ضروری ہے کہ کبھی مخالف نص متواتر سے مخالفت کرتا ہے اور یہہ سمجھتا ہی کہ وہ تاویل کرتا ہی ولیکن اسکی تاویل زبان عرب مین (قریب و یا بعید) کہین ظاہر نہین ہوتی ایسی مخالفۃ نص بھی کفر ہے اور اسکا مرتکب مکذب ہی اگرچہ وہ اپنی زعم مین مؤول ہے۔

**اس قول** پر مخاطب نے چھہ اعتراض کئے ہین جنمین ایک اعتراض نیا ہی باقی پانچ وہی پرانے اعتراض ہین جنکے جوابات ہم دے چکے ہین۔ پھر اُن پانچ اعتراضون مین سے پہلے چار اعتراضون کی بناء اسی ایک بات پر ہے کہ تاویل و تکفیر کے باب مین عندیہ و خیال مؤول کا لحاظ ضروری ہے کہ آیا وہ بزعم خود اپنی تاویل مین منکر و مکذب نبی ہے یا نہین جسکو ہم بتفصیل باطل کر چکے ہین گویا یہہ اعتراضات اعادہ اعتراضات سابقہ ہین اور تطویل بلا طائل و تحصیل حاصل۔

**اولاً** آپ یہہ تمہید فرماتے ہین کہ زمانہ امام غزالی سے آجتک لوگون پر یہہ آفت چھائی ہوئی ہی کہ لوگون کے اقوال لیکر اُن کا مطلب از خود قرار دیکر اُسپر تکفیر کو قرار دیتی ہین اور حقیقت مین کسی قول پر گو وہ کیسا ہی صریح ہو جب تک کہ اسکا قایل خود کفر و تکذیب رسول کا مدعی نہو فتوی کفر

نہیں دیا جاسکتا +

پھر اسپر چار اعتراض متفرع کرتے ہیں (۱) جو شخص کہتا ہے کہ خانہ کعبہ جو مکہ میں ہے وہ کعبہ نہیں ہے جسکے حج کا قرآن میں حکم ہے اگر وہ اپنے قول کا مطلب یہہ بیان کرے کہ جو خانہ کعبہ آنحضرت کے وقت میں تہا وہ نہیں رہا عبد اللہ بن زبیر کے وقت میں جل گیا جب ابن الزبیر نے بنایا حجاج نے اسکو ڈہایا - اب یہ خانہ کعبہ وہ نہیں ہے اسکے قول سے انکار یا تکذیب رسول کیونکر لازم آتی ہے جسپر امام صاحب نے بنا تکفیر قایم کی ہے +

(۲) جو عایشہ صدیقہ پر بہتان لگاتا ہے اگر وہ آیات قرآن (جو عایشہ کی براۃ میں نازل ہوئی ہیں) کی نسبت یہ لکھے کہ یہ حضرت عایشہ کے حقمین نازل نہیں ہوئی تو اسپر الزام انکار قرآن کیونکر عاید ہوسکتا ہے +

(۳) جو حشر اجسام و جنت و نار و علم خداوندی متعلق جزئیات کی نسبت امام صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ امور نص متواتر سے ثابت ہیں اُن کے خلاف پر برہان کا قایم ہونا ممکن نہیں ہے اسلئے انکا مؤول کافر ہے یہ امام صاحب کے نزدیک مسلم ہوگا اور ممکن ہے کہ مؤول کے نزدیک ایسا نہو یعنی یہہ امور نص متواتر سے ثابت نہ ہوں

(۴) جو امام صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر دلیل تاویل قطعی ہو تو اسکو ماننا چاہئے اسمیں یہہ بیان نہیں فرمایا کہ کس کے نزدیک یعنی ممکن ہے کہ مؤول کے نزدیک ہر دلیل تاویل (خواہ کیسی ہو) قطعی ہو +

اعتراض پنجم - امام صاحب نے درصورت ضرر عوام تاویل مدلل بدلیل قطعی سے بہی منع کیا ہے لیکن اگر اکثر عوام ہی کے دل میں شبہات ہوں تو کیا کرنا چاہئے +

اعتراض ششم - امام صاحب فرماتے ہیں کہ جسکی تاویل لسان عرب کے موافق نہ ہو وہ مکذب ہے اگرچہ بزعم خود مکذب نہ ہو مگر وہ اسبات کو بہول گئے ہیں کہ جو لغات عرب بطور نقل ہم تک پہنچے ہیں وہ خود ظنی ہیں اور فراء و سیبویہ کی نقل سے پہنچے ہیں جسکی بحث مستوعب قاضی ابو الولید سے

تہمنے تفسیر مین نقل کی ہے پس ایسے ظنی امر پر تکفیر کی بنا کیونکر ہو سکتی ہے ؛

## الجواب

آپ کی **تمہید** اور پہلے **پانچون اعتراض** کا جواب تو ہم سابقاً بتفصیل تحریر کر چکے ہین اسمقام مین ان اعتراضات اور تمہید کی نقل کرنیسے مقصود صرف اس امر کا اظہار ہے کہ ان اعتراضات مین آپنے اعتراضات سابقہ کا اعادہ کیا ہے

تمہید اور پہلے چار اعتراضون کا جواب تو جلد سوم کے نمبر ۳ صفحہ (۲۱۳) اور نمبر ۸ صفحہ (۲۲۶) و ۲۳۳ مین موجود ہے جسمین صاف بیان ہے کہ منافقون اور مرتدون اور زندیقون کے فعل و قول سے باوجود انکے اعتراف کلمہ شہادت و اقامت شعار شریعت کی تکذیب و انکار نکالنا اور اسپر حکم کفر و ارتداد جاری کرنا آفت نہین ہے جسمین امام غزالی اور اُن سے پہلے علماء مبتلا ہین بلکہ یہہ عین اسلام کی ہدایت ہے جسپر آنحضرت صلعم اور اُن کے اصحاب اور انکے اتباع سلف اُمت کا عمل رہا ہے اور منکر قطعیات اور مؤول نصوص متواترہ (جیسے آیات حشر اجسام و علم باری متعلق جزئیات) گو اپنے زعم مین منکر و مؤول قطعی نہ ہو اور یہہ نصوص اُسکے نزدیک نصوص متواترہ نہون نفس الامر مین کافر ہے اور اسباب مین اسکی زعم و خیال و اعتقاد کا لحاظ ضروری نہین ہے ؛

**جواب سابق** سے **علاوہ** اعتراض اول و دوم کا جواب یہہ بھی ہے کہ منکر کعبہ کا بنظر منہدم ہو جانے کعبہ سابق کے کعبہ حال سے انکار کرنا و بناءً علیہ حج کعبہ حال سے انکاری ہونا اسکو تکذیب رسول سے بری نہین کرتا یقیناً معلوم ہے کہ رسول نے اسی کعبہ کا (خواہ سو بار منہدم ہو کر بنایا گیا ہو) حج فرض کیا ہے پھر بہانہ منہدم ہو جانے کعبہ سابق کے اس کعبہ کے حج سے انکار کرنا تکذیب رسول نہین تو کیا ہے ؟

اس انکار و تاویل کی **نظیر** یہ ہے کہ کوئی فرضیت نماز سے انکار کرے اور اس نماز کی جو قرآن مین مذکور ہے یہہ تاویل کرے کہ وہ نماز اختصاص ملک عرب اور زمانہ رسالت کے ساتھہ مخصوص ہے

پھر کیا یہہ شخص ایسی تاویل وانکار مین منکر قرآن ومکذب رسول نہین ہے - اسکے نظایر اور بہت
ہین جو نمبر ۷ جلد ۳ مین بصفحہ ۱۹۷ مذکور ہین - ایسا ہی جو شخص حضرت عایشہ پر وہ تہمت
جس سے انکو خدا ورسول نے بری کیا ہے ) لگادے اور آیات قرآن ( جنکا حضرت عایشہ
کی براءت مین نازل ہونا بشہادت رسول ثابت ہو ) ان کے حق مین نازل ہونا نمانے
مکذب رسول نہین تو کون ہے -

اور اگر کہو کہ یہہ شہادت آنحضرت کے تواتر سے ثابت نہین ہے تو اسکا جواب یہ ہے
کہ لفظی نہیں معنوی تواتر تو اسمین موجود ہے آنحضرت کے وقت سے اسوقت تک ہر عصر
وقرن مین حضرت عایشہ کا شہادت رسول ان آیات براءت کا مورد ہونا متوارث چلا آیا ہے
جیسے مین منصوص مہ نماز کا مصداق لفظ نماز ہونا -

اعتراض پنجم کا جواب نمبر ۷ جلد ۳ صفحہ ۲۱۷ مین موجود ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ امام صاحب
نے ان لوگون کو جنکو شک وشبہات پیش آتے ہین بحث تاویل سے منع نہین کیا بلکہ ان
لوگون کو منع کیا ہے جو اس بلا سے محفوظ ہین - اس تخصیص پر دلیل انکا وہ صاف وصریح
قول ہے جو آخر رسالہ تفرقہ مین انہون نے کہا ہے اور وہ سابقاً منقول نہین ہوا -
آپ فرماتے ہین اگر ہم مداہنت کو چھوڑدین اور بلا جانب داری حق لکھین تو یہہ ہے کہ علم
کلام مین ( جو بحث وتاویل کی جڑ ہے ) خوض کرنا
حرام ہے کیونکہ اس سے بہت آفتین پیدا ہوتی
ہین - ولیکن دو شخصون کے لئے جایز ہے - ایک
وہ جسکو خود شبہ پیدا ہو گیا ہو جو بدون علم کلام
زایل نہ ہو سکے اسکو رفع شبہ کے لئے اسکا استعمال
بقدر ضرورت جایز ہے -
دوسرا وہ جو خود کامل العقل ہے اور دین مین ثابت

واذا تركنا المداهنة ومراقبة الجوانب
صرحنا بان الخوض في الكلام حرام لكثرة
آفاته الا لاحد الشخصين احدهما رجل
وقعت له شبهة ليست تزول بكلام
قريب وعظي ولا بخبر نقلي فيجوز ان
يكون القول المرتب الكلامي رافعا
لشبهته ودواء لمرضه فاستعمله

وان اشتغل به فبقدر الحاجة ويحترز عنه السمع العجيب الذي لا يلبس به ذلك العلم فانه يوشك ان يحرك في نفسه انكارا والثاني شخص كامل العقل راسخ القدم في الدين يريد ان يحصل هذه الصنعة ليداوي به مريضا اذا وقعت له شبهة وليفحم به مبتدعا اذا نبغ فتعلم هذا الغرض من فروض الكفايات وتعلم قدر ما يزيل الشك في حق المتشكك فرض عين اذا لم يمكن اعادة اعتقاده

قدم وہ اس کلام کے ذریعہ سے اور لوگون کی شبہات مٹانے اور اہل بدعت کے ملزم کرنیکا قصد رکہتا ہو اسکو اس غرض کے لئے یہ علم سیکہنا فرض کفایہ ہے اور پہلے شخص کے لئے فرض عین اگر اسکے سوائے اسکے اعتقاد یقینی کا پہر آنا ممکن نہو —

**اعتراض ششم** کا جواب یہہ ہے کہ اگرچہ شاذ و نادر لغات ہم تک بواسطہ فراء و سیبویہ کے بطور نقل احاد پہنچے ہین مگر لغات مشہورہ جنکی معانی ہین کسیکا اختلاف نہین ہم تک بطریق شہرت و تواتر پہنچے ہین جنکو ہم بدو شعور سے آخر عمر تک کس و ناکس سے سنتے چلے آتے ہین اور انمین وساطت سیبویہ و فراء کا دخل نہین پاتے بلکہ اکثر خلایق نے اُن کے نام ہی نہین سُنے۔ لفظ ما اور اسکے معنی پانی لفظ ارض اور اسکے معنی زمین اور لفظ سما اُسکے معنی آسمان۔ لفظ جنت اور اسکے معنی باغ و امثال ذلک اسی قسم سے ہین جو ہر ایک ملک اور ہر ایک زبان مین بطور تواتر چلے آتے ہین پہر نقل سیبویہ و فراء کو انکا مدار ٹہرانا اور انکو ظنی بتانا کیا معنی رکہتا ہے اور جو اسمین بنظر دلالت و استعمال آپنے قاضی ابو الولید کا کلام شرح مواقف سے تفسیر مین نقل کیا ہے اسکا جواب اُسی شرح مواقف مین موجود ہے اور آپکی تفسیر مین بھی مرقوم ہے آپ اس مقام مین اسکی تفصیل کرتے تو ہم بھی شرح مواقف اور آپکی تفسیر سے اُسکا جواب تفصیلی نقل کر دیتے *

**اسکے بعد** امام صاحب نے ایک **فصل** مین اُس قانون و شرائط تکفیر کا یہہ خلاصہ بیان کیا ہے (۱) نص جسمین تاویل کیجاتی ہے محتمل تاویل نہو (۲) وہ نص متواتر ہو (۳) اسکے تواتر کا علم موّل کو ہو (یعنی وہ نو مسلم محض بے خبر نہو) (۴) اسکی دلیل تاویل قطعی نہو (۵) اسکی تاویل کا ضرر اسلام مین عظیم ہو *

**پھر ایک فصل** مین یہہ بیان کیا ہے کہ علماء متکلمین نے عوام مسلمانون کو جو عقاید شرعیہ

کو دلایل علم کلام سے سچانین کافر کہا ہے مگر یہہ انکی زیادتی ہے۔ اور دلایل کلامیہ کا
جاننا ہر کسیکے لئے ضروری نہین بلکہ ان دلایل اور اس علم مین بحث و خوض بدعت و
ضلالت ہے بجز دو شخصون کے (جنکا ذکر اسی پرچہ اشاعۃ السنۃ مین بصفحہ (۸۸) گذرا ہے)
اور اکثر عوام جو دلایل کلامیہ سے آشنا نہین ٹہیک مسلمان و ناجی ہین۔ کافر و مخلد فی النار
وہی فرقہ ہے جس نے آنحضرت کو جہوٹا جانا یا بنظر مصلحت آنحضرت کا جہوٹ بولنا تجویز کیا۔
پہر ایک فصل مین کہا ہے کہ اہل بصیرت کے لئے علاوہ از اخبار و آثار اور اسباب و مکاشفات سے
بہی انکشاف رحمت ہوتا ہے مگر اسکے ذکر مین طول ہوتا ہے ✦
پہر ایک فصل مین کہا ہے کہ بعض لوگ (جیسے کہ حضرات نیچری) یہہ خیال کرتے ہین کہ حکم تکفیر عقل
سے لیا جاتا ہے نہ شرع سے پس کافر وہ ہے جو خدا کا منکر ہے۔ اور جو خدا کو مانتا ہے وہ مومن
ہے (یعنی خواہ پہر وہ رسول و احکام اسلام و حشر وغیرہ امور ایمان کو مانے خواہ نہ مانے) انکی
جواب مین کہا جاتا ہے کہ حکم خلود نار (جو کفر کے لوازم سے ہے) تو شرع ہی سے معلوم ہوتا ہے
پہر قبل ورود شرع اسکا جاننا کیا معنی رکہتا ہے اور اگر وہ کہے کہ یہہ بات جو عقل کہتی ہے
(کہ منکر خدا کافر ہے) شرع سے سمجھی جاتی ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ بات بھی تو شرع سے ثابت
ہے کہ منکر رسول اور قیامت کا کافر ہے پہر اسمین صرف منکر خدا کی کیا خصوصیت ہے ✦
پہر فصل اخیر مین آپ نے کہا ہے کہ بعض لوگون کا قول ہے جو ہمکو کافر کہے وہ کافر ہے یہہ قول
بھی بے اصل ہے۔ جبکہ مثلاً شیعہ کا قول کہ حضرت علی مرتضی اولی بالامامۃ بلافصل ہین کفر نہ ہوا
تو پہر انکی یہہ خطا و گمان کہ اس مسئلہ کا مخالف کافر ہے کیون کفر ہوگا اور جو حدیث مین آیا ہے
کہ جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہو تو کہنے والے کیطرف کفر رجوع کرتا ہے۔ اسکے معنی یہہ ہین
کہ جو کسی کو مسلمان جانکر کافر کہے تو کافر ہو جاتا ہے اور جو کسی کو رسول کا مکذب سمجہکر کافر کہے تو وہ
کافر نہین ہے یہہ کافر کہنا اسکے فہم کی غلطی ہے جس نے سمجھا ہے کہ وہ کافر و مکذب ہے۔
حالانکہ در اصل وہ کافر و مکذب نہین ہے پس یہہ غلطی کفر نہین ہے ✦

اخیر مین آپ نے کہا ہے فقد افدناک بہذہ التردیدات التنبیہ علی عظم الغور فی ہذہ القاعدۃ وعلی القانون الذی ینبغی ان یتبع فیہ فانتفع بہ والسلام وللہ الحمد وعلی نبیہ الصلوۃ علی الدوام۔

**ان فصول و اقوال** مین چونکہ امام صاحب نے تاویل وتکفیر کے باب مین کوئی نئی بات نہین فرمائی۔ بلکہ پہلے بیان کی تلخیص یا تفریع یا تائید کی ہے۔ اور جناب مخاطب نے بھی اسکے مقابلہ مین کسی تحقیق جدید کا افادہ نہین فرمایا پہلے ہی اوہام وخیالات کا (جنکو ہم بدلایل باطل کرچکے ہین) اعادہ کردیا ہے کہ محتمل تاویل ہونا کسکے نزدیک اور برہان کے قاطع ہونیکا کون فیصلہ کرے اور خدا کا ماننا امر طبعی ہے اور خلود فی النار صرف انکار خدا کی سزا ہے وغیر ہذا۔ اسلئے ہمنے اصل عبارت رسالہ امام غزالی کو نقل نہین کیا اور نہ کلام مخاطب کو اسکے مقابلہ مین نقل کرکے اسکا تفصیلی تعاقب کیا ہے بلکہ تفصیل ماسبق پر اکتفا کیا ہے +

**اس تفصیل** مین ضمناً وتبعاً بہت مسایل اصول وفروع سے بحث ہوگئی ہے ولیکن جس امر سے خاص کر اس مقام مین بحث مقصود تھی وہ یہہ امر تھا کہ نصوص شرعیہ مین تاویل کا حکم کیا ہے۔ سو تفصیل سابق نے اسمین خوب فیصلہ کیا اور صاف بنادیا کہ شرط تاویل ظاہری معنی کا محال ہونا ہے اور محل تاویل وہ آیات واحادیث ہین جو ظاہری معنی مین قطعی الدلالۃ نہین ہین جنکو دوسری اصطلاح مین محکمات کہا جاتا ہے۔ پس جو شخص باوجود صحت وامکان ظاہری معنی نصوص کے انمین تاویل کرتا ہے وہ مؤل نہین ہے محرف ہے اور جو نصوص قطعیہ محکمہ مبین المراد کی ایسی تاویل کرے جو ظاہری معنی سے مخالف ہو وہ درپردہ رسول کا مکذب ہے اور یہی امر تاویل اہل حق واہل باطل مین فارق ہے ورنہ مطلق تاویل سے کسیکو انکار نہین ہے +

**یہہ تائید** وتفصیل رسالہ امام غزالی مین آخر کلام ہے جسمین ہو یہ جناب مخاطب کا پوراجواب ادا ہوا۔ اور اسمین مذہب نیچری (جسکی بنا تاویل قطعیات وتحریف محکمات پر ہے) کا حال بخوبی کھلگیا اور صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ اس مذہب کے لوگون کے

اسلام کا کیا حال ہے اور جو حقیقت وحی و وجود ملایکہ و دوزخ و بہشت وغیرہ صدہا اصول و فروع اسلام مین یہ تاویلین کرتے ہین انکا کیا حکم ہے اور ان کے ظاہری ادعا و اعتراف کلمۃ الاسلام کے کیا معنی +

فالحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً علی ما وفقنا لتائید الاسلام و حجۃ الاسلام وسلام علی نبیہ محمد صاحب الحوض والمقام وعلی آلہ ہداۃ الانام واصحابہ البررۃ الکرام ۔

---

# ضروریات متفرقہ

## التماس

۱۸۷۶ء کی چار مہینے گزر چکے ہین اور تین مہینے کا پرچہ بھی خریداران لیچکے اب تو قیمت سہ ماہی ۱۸۷۶ء ارسال فرمائین جو صاحب ہمیشہ شروع سال مین سالانہ پیشگی عطا فرمایا کرتے تھے وہ اب تک کیون توقف و تامل مین ہین جو لوگ ۱۸۷۵ء بلکہ ۱۸۷۵ء کا باقیدار ہین وہ بھی خواب بیپرواہی سے بیدار ہون اور پرچہ آیندہ مین نام بنام پکار کر حکانیکی نوبت نہ آنے دین +

## اطلاع

امداد الاسلام جواب تفسیر نیچری کی پیشگی قیمت معہ محصولڈاک ۱۴ ہے سہوقلم سے رسالہ جنوری ۱۸۷۶ء مین اسکی بیان مین غلطی ہوئی +

## اشتہار

رسالہ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری (جسکا نام اسکی مضمون سے آگاہ کرتا ہے) اور رسالہ تبیان فی رد البرہان (جسمین تقلید و اجتہاد سے بحث ہے) اس عاجز کی تصنیف ۱۸۶۸ء مین طبع ہو کر عنقا صفت ہو گئی تھی اب چند نسخے اسکی ہمارے ہاتھ آئے ہین قیمت ہر دو معہ محصولڈاک جو صاحب شایق ہون بارسال قیمت راقم سے مطالبہ فرمائین ؎ ابو سعید محمد حسین ۔ لاہور ۔ محلہ سید مٹھہ ۔

توجہ کی اور جہان سے انکو ملا انہون نے علم اخذ کیا اور چند روز مین اور قومون کے لیئے
استاذ ہونے کی عزت حاصل کی (پہر جن جن علوم مین مسلمانون نے ترقی حاصل کی
انکو بتفصیل بیان کیا کہ فلان علم مسلمانون نے فلان مدرسہ مین سیکہا اور فلان علم فلانی جگہہ
سے پہر جہان جہان مسلمانون نے اون علوم کو پہیلایا انکا ذکر کرکے فرمایا ہے) غرض کہ
مسلمانون کی تہذیب علوم مین نہایت اعلی درجہ کی ترقی تہی - مسٹر ارٹ
جرمن کی مورخ نے نہایت انصاف سے یہہ بات لکہی کہ مسلمانون نے اور قومون
سے کتنا ہی کچہہ کیون نہ سیکہا ہو مگر انہون نے اپنی قابلیت ولیاقت سے اسکو
بہت کچہہ ترقی دیہی ایسا ہی کئی ایک مشہور عیسائی مورخون سے نقل کیا
سب سے آخر ایک فرانسیسی عالم سے یہہ قول نقل کیا ہے کہ "عرب کی قومون
کو خدا نے دنیا مین اسلیئے پیدا کیا تہا کہ وہ علوم وفنون اور اسباب تمدن اون
مختلف قومون تک پہنچادین جو فرات کے کنارے سے لیکر اسپانیہ کی وادی
کبیر تک پہیل رہی ہین چنانچہ اون تمام قومون نے جملہ کمالات اس قوم عرب
سے حاصل کیئے تہے" -

فنون ودستکاری کو اہل عرب نے رومیون کے بڑے بڑے شہرون مین جاکر بخوبی
حاصل کیا تہا اور پہر خود اسکو ترقی دی تہی - ہارون رشید خلیفہ عباسی نے
جو ایک گہری بطور تحفہ کے شارلمین بادشاہ فرنگستان کو جو اوسکا بڑا دوست
تہا بہیجی اور جسکا ذکر ایچن ہارڈ صاحب نے کیا ہے - مسلمانون کی فنون ودستکاری
مین ترقی کرنے کا بڑا ثبوت ہے + + +

مسلمانون کی معاشرت کے طریقے ملنے جلنے کے قاعدے بہی نہایت عمدہ تہے
پہر اسکی تفصیل مین بہت کچہہ بیان کرکے فرمایا ہے غرض کہ آٹہوین صدی سے

لیکر نوین صدی تک مسلمانون کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی - یہانتک کہ یورپ نے مسلمانون ہی کی معاشرت و تمدن کو دیکھہ کر اسمین ترقی کی گیارہوین کی آخر سے تیرہوین صدی تک جو صلح و لڑائیان مسلمانون اور عیسائون مین بیت المقدس مین رہی ہین اسکی نسبت یوروپ کی مورخون کا قول ہے کہ گو ان لڑائیون سے بیشمار آدمی ضایع ہوے اور بہت سا نفیس مال بغیر کسی فایدہ کے ضایع ہوا لیکن انجام کار اسی زمانہ سے اہل یوروپ نے فوج کی ترتیب اور اصلاح شروع کی اور تجارت اور زراعت کے طریقے اون مشرقی قومون سے سیکھے اور شہریون کی عادتین اختیار کین اور دنیا کی حالات تحقیق کرنے کے واسطے سفر کی عادت ڈالی خلاصہ یہہ کہ یوروپ کے قومون کو تمدن کے طریقے اوسی وقت سے معلوم ہوے جب سے وہ مسلمانون کے اون قومون سے ملے جو تمدن و حسن معاشرت اور علوم و فنون اور ہنر و کمالات مین اون سے فایق تہین -

تجارت اور زراعت مین بھی مسلمانون نے بہت ترقی کی تھی انکو ہمیشہ سفر کی طرف رغبت رہی جب اونکی سلطنت فرانسیس اور اسپین کے پہاڑون کے بیچ سے گذر کر ہمالیہ تک پہونچی تو اوسوقت وہ دنیا کے بڑے تاجرون مین ہو گئے اور فن زراعت مین تو مثل انکی کوئی نہ تہا +

سیاست مدن کا طریقہ جو اب امریکہ مین جاری ہے وہ مدت ہوئی کہ مسلمانون نے قایم کیا تہا معزز و ممتاز لوگون کی راے سے جو کہ راے دینے کی لیاقت رکھتے تھے اور جنکو اہل و عقد کہتے ہین ایک شخص کا بطور پریسیڈنٹ کی ہونا قرار پاتا تہا وہ پریسیڈنٹ جبتک اپنے عہدہ کا کام انصاف سے کرے اپنے عہدے پر بحال رہنے کے لایق تہا بیت المال مین سے اسکو مثل ایک عام مسلمان اور کچھہ زیادہ حق نہ تہا -

اس پریسیڈنٹ کو جسے ہم خلیفہ کہتے ہین تمام امور مین معتبر لوگون سے مشورہ

کرکر کام کرنا واجب تہا - غلطی سے روکنی کا ہر ایک مسلمان کا حق تہا اور قصور کی حالت مین موقوف ہو سکتا تہا - **پہلے خلیفہ** نے لوگون سے کہا کہ اچہی بات مین میری مدد کرو اور بری باتون مین روکنی کا تمہین حق ہے **دوسری خلیفہ** نے رعایا کی دلون کی امتحان لینی کے لئے ایک روز خطبہ مین پوچہا کہ اگر مین ناجایز حکم دون تو تم لوگ کیا کرو - ایک عام جوان آدمی تلوار لیکر کہڑا ہو گیا اور کہا کہ فوراً خلافت کی گدی سے تمکو اوتار دین اور دوسرے کو خلیفہ بنا دین - **چوتہے خلیفہ** کو ایک یہودی کی مقابلہ مین زرہ کی دعوی مین ایک عام مسلمان کی طرح جج کی محکمہ مین حاضر ہونا پڑا اور جج نے اوس سچی نیک عادل خلیفہ کے برخلاف حکم دیا اس وجہ سے کہ اوسکی قانون کی موافق ثبوت نہ تہا - **پانچوین خلیفہ** حسن بن علی کے عہد مین بھی اصول سیاست اسیطرح قایم رہی مگر افسوس ہے کہ بہت سببون اور بے انتہا خون ریزیون کی بچانے کی غرض سے اس خلیفہ برحق نے اپنا عہدہ چھوڑ دیا اور سلطنت شخصی قایم ہو گئی جسکو ہمارے پیغمبر نے ملکا عضوضا کہا ہے اور جسکو یونانی ٹیرنٹ یعنی ظالم کہا کرتے تہے اوس دن سے اصول سیاست جو مسلمانون کے بانی نے قایم کئی تہی خود مختاری کی پانون کے تلے روندی گئی - شخصیہ سلطنت کی جاری ہونے کی بعد سلطنت موروثی اور خاندانی ہو گئی اور ولی عہدی اور جای نشینی کی خراب رسم[†] جاری ہوئی -

---

† یعنی اپنے وارثون اور اولاد کو ( اگرچہ نا اہل ہون ) جای نشین کرنے کی رسم چنانچہ امیر معاویہ سے یزید شقی کی جای نشین بنانے مین ہوا - نہ مطلق جای نشین بنانے کی رسم جو بلا لحاظ قرابت صرف اہلیت جای نشین کی نظر سے ہو یہہ امر تو خلیفہ اول سے پایا گیا ہے جنہون نے حضرت عمر کو اپنا خلیفہ مقرر کیا -

جب امیر معاویہ نے اپنی بعد یزید کو خلیفہ کرنا چاہا اور اونکی حکم سے مروان نے مدینہ مین

سلطنت شخصیہ کی جاری ہونے سے حکومت کسی قانون عقلی اور نقلی کی تابع
نرہی بلکہ سلطنت ایک شخص کی خواہشون اور اوسکے غیظ و غضب کے تابع ہوگئی
جیسا کہ سلطنت شخصیہ کا عام قاعدہ ہے ویسا ہی مسلمانون کی سلطنت شخصیہ
مین بھی ہوا۔ کبھی تخت پر ایسا ظالم قابض ہوا جسنے دنیا کو جبر و ظلم سے بھر دیا
اور کبھی ایسا نیک اور عادل جانشین ہوا جسنے نہایت عدل اور انصاف سے
حکومت کی (اسکی ذیل مین صاحب مضمون نے چند عادل خلفا عمر بن عبد العزیز وغیرہ کا
حال عدالت بیان کیا ہے پھر کہا) ملک اسپین کو جو ترقی اور آبادی اور رونق مسلمانون
کی زمانہ حکومت مین ہوئی اسکی نسبت ایک فرانسیس عالم لکھتا ہے کہ اس
ترقی اور آبادی کا قیاس اسپر کر لینا چاہیئے کہ ایک مقام قرطبہ مین دو لاکھ گھر اور
چھ سو مسجدین اور پچاس شفاخانے اور اسی عام مدرسے اور نو سو حمام تھے
(numerals written above the line: ۶ over چھ, ۵۰ over پچاس, ۹۰۰ over نو سو)
اور سڑکون پر قندیلین اسقدر روشن ہوتی تھین کہ شہر مین چلنے والی اسکی
روشنی مین پھرا کرتے تھے۔ ایک بڑا الزام مسلمانون کی سیاست پر یہہ دیا
جاتا ہے کہ مذہب تلوار کی زور سے پھیلایا گیا ہے اور لوگ زبردستی سے مسلمان
کئے گئے مگر یہہ الزام حقیقت مین صحیح نہین ہے۔ سیل صاحب لکھتے ہین وہ
لوگ نہایت دھوکہ کھاتے ہین جو خیال کرتے ہین کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا
ہے۔ پھر لکھتے ہین کہ اون لوگون نے اسلام قبول کیا جن پر مسلمانون نے
کبھی فوج کشی نہ کی تھی۔ پھر ان لوگون نے کیون قبول کیا جنہون نے اہل

خطبہ کیا اور کہا کہ امیر المومنین معاویہ ابو بکر اور عمر کی سنت پر اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ کرنا
چاہتا ہے تو عبد الرحمن بن ابی بکر نے کہا کہ یہہ سنت ہرقل (قیصر روم) کی ہے۔ ابو بکر نے تو
اپنے بیٹے کو خلیفہ نہین کیا اور نہ کسی اور قرابتی کو۔ جسپر مروان بولا کہ اسکو پکڑو تو عبد الرحمن
بن ابی بکر اپنی ہمشیرہ عائشہ صدیقہ کے گھر جا چھپے (بخاری قسطلانی تاریخ الخلفا وغیرہ)
ایڈیٹر

عرب کو انکی فتوحات سے محروم کر دیا اور اہل سلطنت بلکہ خلیفہ کا خاتمہ کر دیا - معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات اس سے بڑھکر نہین جو ایک مذہب مین عموماً خیال کیجاتا ہے اور جس سے ایسی عجیب ترقی ہوئی - وہ لوگ جو مسلمانون کو یہہ الزام دیتے ہین کیا جواب دے سکتے ہین اس امر کا کہ ترکی جنہون نے حجازیون پر اٹھوین صدی کی اخیر مین حملہ کیا مسلمان نہ تہے اور پہر تہوڑی ہی دنون بعد اپنے مغلوب حجازیون کی دین مین مسلمان ہوگئے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خود اسلام کی خوبیون نے انکو مسلمان کر دیا - گبن صاحب کہتے ہین کہ افریقہ اور ایشیا کی لکہوکہا نو مسلم جنہون نے عرب کے مسلمانون کی تعداد بڑہا دی ایک خدا اور اوسکے رسول پر ایمان لانے مین فریفتہ ہوگئے تہے - الفنسٹین صاحب نے بہی ہندیون کا جبراً اسلام کرنا تسلیم نہین کیا چنانچہ وہ لکہتے ہین کہ محمود غزنوی نے ایک ہندو کو جبراً اسلام نہین کیا نہ سوائے لڑائی کے کسی ہندو کے خون سے تلوار کو آلودہ کیا +

یہہ حال مسلمانون کا پہلی زمانہ کی تہذیب کا تہا - مگر جب ہم اوسکا بیان کرنا چاہتے ہین کہ وہ اب کیسی ہے تو نہایت درد و حسرت سے ہمکو یہہ لکہنا پڑتا ہے کہ بہ نسبت سابق کے ہر بات مین مسلمانون کی تہذیب نہایت تنزل پر ہے -

پہر انکی مذہب علوم اخلاق رسوم ترتیب سیاست وغیرہ کی تنزلات کو بتفصیل بیان کیا اسکے بعد فرمایا یہ کیفیت حال کے تنزلات کی جو مین نے بیان کی ضرور ہی کہ اسکی سببون پر بہی کچہہ غور کرنا چاہیئے - اسلیئے کہ ہر نتیجہ ایک مناسب سبب سے پیدا ہوتا ہے اور ہر ایک سبب کا اسکی مناسب نتیجہ ہوتا ہی پس یہہ ایک نہایت ضروری امر ہے کہ اون سببون کی چہان بین کی جاوی جنسے یہہ تنزلات پیدا ہوئے ہین - چنانچہ میرے نزدیک اسکے چند سبب ہین -

اوّل سلطنت شخصیہ کلیہ ہونا تمام ایشیا مین ملکی اور قومی اور علمی ترقیان یا تنزلات ایک بادشاہ کے خیال پر منحصر ہین جس طرف وہ متوجہ ہے کل رعایا کی توجہ اسی طرف ہوتی ہے - چونکہ مسلمانون مین سواے ابتدائی زمانہ کے ہمیشہ شخصیہ سلطنت رہی - اور مختلف مزاج مختلف خیال کے بادشاہ تخت نشین ہوے اس لئے پوری پوری ترقی کسی بات مین حاصل نہین ہوئی اور اخیر مین جب بادشاہ بڑا نا لایق اور جاہل اور کاہل ہوتے گئے اور علوم و فنون کیطرف اونہون نے کچھہ توجہ نہ کی مسلمانون کو بھی ہر بات مین تنزل ہوتا گیا - اگر مسلمانون مین بے خیال بادشاہ کی ہر چیز کی طرف وہ توجہ ہوتی جو اب یوروپ کی رعایا کو ہے تو ہرگز یہہ قومی تنزلات نہوتے -

دوسرا سبب مذہبی اوہام ) میرے نزدیک جیسا کہ ایک سچا مذہب جو اوہام اور غلط خیالات سے پاک ہو مذہب کی ترقی کا بڑا سبب ہوتا ہے اسیطرح جو ٹا مذہب یا وہ مذہب جسمین لغو اوہام اور بیہودہ خیالات مل جل گئے ہون ساری ترقیان کے روکنے کا بڑا قوی سبب ہے - مذہب اسلام فی نفسہ سچا اور صحیح مذہب ہے مگر خود ہمنے اپنے لغو خیالات سے اوسکو ایسا کر رکھا ہے کہ علوم مین فنون مین ہمدردی مین غرض کہ ہر چیز مین ہمکو مذہبی مزاحمت ہوتی ہے - اور آزادی رای† جو ایک قدرتی حق اور ایک سچے مذہب کا پہلا اصول ہے وہ بالکل جاتی رہتی ہے -

تیسرا سبب اشاعت علوم و فنون کی عام اور آسان وسیلون کا نہونا بڑا عمدہ وسیلہ ترقی کا ملکی زبان ہے کسی ملک اور کسی قوم نے کچھہ بھی ترقی نہین پائی

† یہہ آزادی رای عرف شرع مین اباحت اصلیہ و عافیت اصلیہ کہلاتی ہے جس پر آیہ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ اور حدیث صحیح مسلم ذروني ما تركتكم کی شہادت موجود ہے یعنی جس امر مین شرع کی طرف سے لوگون پر کوئی حکم با قید وجوب یا استحباب یا حرمت یا اباحت کی نہو اسمین لوگون کا خود مختار و آزاد ہونا - ( ایڈیٹر )

جب تک کہ اس ملک یا اس قوم کی عام زبان مین علوم کا رواج نہین ہوا مگر اس سے
مسلمانون نے بیجا غفلت کی - عام علوم انہون نے عربی زبان مین رکھی - اور دنیا کی
ساری حصون مین جہان جہان وہ گئی عربی ہی کو علوم کی کنجی سمجھتے رہے اسیواسطے
مذہبی اور عقلی اور تمام قسم کی علوم اس فرقہ سے مخصوص ہے جو کہ اول زبان کی
مشکل کو طی کرتے اور عالم کہلاتے اور عام لوگ کاٹھہ کی الو رہے

## جملہ معترضہ لائق توجہ گورنمنٹ

اس کلام کو آنرایبل صاحب بہادر اور اون کے ہم خیال جو آجکل پنجاب یونی ورسٹی
کالج کی تعلیم علوم شرقی پر نکتہ چینی کر رہے ہین اور علوم و فنون کی تعلیم انگریزی زبان
مین ضروری بتاتے ہین غور سے دیکھین پھر انصاف سے کہین کہ اون علوم و فنون کے
لئے جو انگریزی) مین موجود ہین - انگریزی ہی کو کنجی بنانے سے ملک مین عام ترقی
علوم متصور ہے یا انکو اردو مین رواج دینے سے انکی عام اشاعت و ترقی اس
ملک مین متصور ہے شہادت اس دلیل کے جو اس کلام مین موجود ہی غالبًا
یہہ کہینگے کہ اون علوم و فنون کو انگریزی زبان سے مخصوص رکھنا اون علوم و فنون
کو یورپین اقوام یا انگریزی دانون سے مخصوص رکھنا ہے اور اون علوم کو
اردو زبان مین رواج دینا (جیسا کہ آجکل پنجاب یونی ورسٹی مین ہو رہا ہی) اون
علوم کو ہمیشہ کے لئی ملکی علوم و فنون بنانا ہے پس اگر گورنمنٹ کو یہہ منظور ہوگا
کہ جبتک ہماری سلطنت ہماری زبان ہماری قوم یا ہماری قوم کی بیرو اس ملک
مین رہین تب تک اس ملک مین یہہ علوم و فنون رہین اسکے بعد انکا نام و
نشان باقی نرہی یا رہی تو برائے نام رہی جیسے کہ اب عربی علوم کا حال ہے تو آنرایبل
سید احمد خان صاحب بہادر کے خیال کو ڈگری دیگی - اور اگر یہہ منظور ہوگا
کہ ہماری یادگار علوم و فنون اور ہمارا فیض ہمیشہ کی لئی رہے تو بحکم دلیل

مذکور، وہ پنجاب یونی ورسٹی کو اوسکے خیال کی موافق ڈگری دیگی مگر مجکو بنظر
فیاضی و بے تعصبی و عالی ہمتی گورنمنٹ کی امید ہے کہ وہ اون سنسکرت جاننے
والی پنڈتون اور اون عربی دان مولویون کی طرح جنھون نے اپنی اپنی علوم پر اپنے
اپنی زبان کی کنجی لگا رکھی تھی - بخل منظور نکریگی اور اپنے یادگار فیض کو عام کریگی
مین اس باب مین مفصل مضمون بھی لکھنا چاہتا ہون مگر مضامین مرجوعہ
سابق کی انصرام و اتمام اور اپنی فراغ کا منتظر ہون - ایڈیٹر

صاحب لکچر بیان سبب سوم کی تائید مین فرماتے ہین ہمارے زمانہ مین جو چند
مذہبی کتابون کا ترجمہ دیسی زبان مین ہوا ہے اسکا یہہ اثر ہے کہ ہزارون مسلمان
اردو خوان ہین کہ وہ حدیث تفسیر فقہ عقاید تاریخ سے ایسی واقف ہو گئی ہین
کہ تیس برس پہلے شاید سوای دہلی کے مشہور مولویون کی کوئی ایسی واقفیت
نرکھتا تہا اور یہہ نتیجہ ملکی زبان مین علوم کی ترجمہ ہونے کا ہے -

**چوتھا سبب** جو خاص ہندوستان کی بدنصیب مسلمانون کی تنزلات کا سبب
ہوا - ہندوستان کا وطن کر لینا اور اپنے اصلی وطن کا چھوڑ بیٹھنا ہے مسلمان
جب کہ ہندوستان مین آئے اوس وقت نہایت تنومند و سرخ و سفید
اور قوی و تندرست تھے طبیعتین بھی انکی آزاد تھین - دلون مین انکی جوش
تھا رسوم کی پابندی سے انکو نفرت تھی مگر جب ہندوستان کو اپنا وطن بنا لیا
اور اون قومون سے مل جل گئے جو کہ اون سے قوت مین دلیری مین آزادی
مین علم مین معاشرت مین کم تھین اور چھوت اور پرہیز اور رسمون کی پابندی
اور تنگ خیالات اونکی رگ و ریشہ مین سما رہے تھے تو رفتہ رفتہ وہ بھی ویسے
ہی ہو گئے انکی اصلی حالتین بالکل بدل گئین وہ خون جو ابراہیم کی رگون کا
ہمین تہا بدل گیا وہ ہڈی جو اسمعیل کی خون سے بنی تہی بدل گئی - وہ

دل جسمین ہاشمی جوش تہا بدل گیا صورت بدل گئی سیرت بدل گئی دل بدل گیا خیال بدل گیا یہانتک کہ مذہب بہی بدل گیا۔ تام وہ جوشش جو اوٹہے تہے اس رتیلی جنگل عرب سے جس نے فارس اور تمام سنٹرل ایشیا کو سرسبز و شاداب کر دیا تہا ہندوستان مین آکر بی آف بنگال مین ڈوب گئی۔ مضمون لکچر باختصار تمام ہوا **ان چارون اسباب تنزل کمالات اہل اسلام کا مآل** و مرجع مخالفت مذہب و شریعت ہے نہ موافقت مذہب۔

**سبب اول** یعنی سلطنت شخصیہ (جسمین ارث و قرابت کا لحاظ ہونا اہلیت جانشین کا جسکو پنجابی محاورہ کے رو سے سکہا شاہی سلطنت کہنا چاہیئے) اور اسکے نتایج کا خلاف شریعت ہونا واقفان شریعت پر مخفی نہین ہے اور اسکی تائید و شہادت مین وہی حدیث کافی ہے جو حاشیہ صفحہ ۱۲۷ مین گذری ہے۔

**سبب دوم** یعنی اوہام مذہبی کا عنوان ہی کہہ رہا ہے کہ وہ اوہام اصلی مذہب اسلام کے برخلاف ہین۔

**سبب سوم** سبب اول و دوم کے فروعات سے ہے۔ میری نزدیک عام و آسان وسائل علوم و فنون کا مفقود ہوجانا۔ سلاطین شخصی سلطنت کے نالایقی و کوتاہی اور اوہام مذہبی کا نتیجہ ہے۔

**سبب چہارم** یعنی عرب چہوڑکر ہندوستان کو وطن بنا لینا۔ اور سنن نبوی چہوڑکر ہندوستانی سنتون کو دین و آئین ٹہرالینا صریح خلاف دین ہے۔ سنت نبوی و سیرت اسلامی کے محافظت اور اتباع سنن اقوام غیر کی ممانعت مین احادیث و آیات بکثرت وارد ہین۔ اور مدینہ چہوڑکر اور بلاد مفتوحہ کو وطن بنا لینے کی ممانعت بہی احادیث مین آچکی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ (چنانچہ بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے) کہ ملک یمن و شام و عراق

فتح ہونگے تو لوگ اپنی گہر والون اور تابعدارون کو وہان لے بہاگینگے - حالانکہ مدینہ اون کے لئے بہتر ہوگا اگر وہ جانین"-

اس سنت پر اہل یوروپ کا خوب عمل ہے - وہ کسی ملک (گرم یا سرد ہندوستان یا پنجاب) کو خواہ اسمین کیسی ہی با آسایش رہتے ہون اور کیسی معزز عہدون پر مامور ہون اپنا وطن نہین بناتے - جہان نوکری سے چہٹی پاتے ہین اصلی وطن کی طرف دوڑتے ہین - کسی عذر سے ایک زمانہ خود نہین جاسکتے تو اپنی ذریات کو تو تربیت و تعلیم کے لیئے ضرور ہی روانہ ولایت کرتے ہین جس سے انکا مقصود اپنی قدیمی طرز و طریق و زبان کو محفوظ رکہنا ہے اور ہندوستان کی خو و خصلت کی تاثیر سے بچنا -

افسوس مسلمانون نے اس سنت کو اقوام غیر کی سپرد کیا اور ہندوستان مین رہکر ہندوون کی سنن و خصائل کو اختیار کرلیا - اور جو رہا سہا صورت و لباس کا فرق تہا اسکو حضرات نیچریہ نے اوٹہایا اور اسمین سنت یوروپین کو اختیار کرلیا سو سب شکل ہے یوروپ کی ہر ایک سہین کسر ہے - ان چارون اسباب کی مخالف شریعت ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچہہ تنزل و ضعف علوم و صنایع و کمالات مسلمانون پر طاری ہوا ہے اسکا سبب اصلی مذہب اسلام و شریعت محمدی کی مخالفت ہے نہ اسکی متابعت و موافقت - پہر آپکا یہہ فرمانا کہ مسلمانون مین ان کمالات کی ترقیان مذہب مین معاشرت کو شامل سمجہنے کے خیال کی سبب مسدود ہوگیئن ہین آپ کی موتہہ سے کب زیب دیتا ہے -

کاش آپ پہلی تہذیب الاخلاق کو ملاحظہ فرماکر مضمون لکچر کو اس سے محو فرمالیتی اور بیان نظم الممالک کو (جو اسمین صفحہ ۶۸ سے ۸۸ تک مرقوم ہے) بہی قلمزن کرلیتے تب یہہ بات موتہہ اور قلم سے نکالتے -

**جواب دفعہ ہفتم** - اس دفعہ مین آپ فرماتے ہین کہ لوگون کا یہہ خیال ہے کہ قرآن مین

بہت سی باتین ایسی آئی ہین جو صرف دنیاوی امور سے علاقہ رکھتی ہین پس اگر دنیاوی امور مذہب مین داخل نہون تو قران مجید مین انکا ذکر آنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہی مگر یہہ انکی غلطی ہے یہہ لوگ حقیقت وحی کو نہین جانتے اور یہہ نہین سمجھتے کہ وحی کا ملکہ کس طرح تحریک مین آتا ہے اور کس طرح وحی کا نزول ہوتا ہے۔

آخیر مین آپ فرماتے ہین قران کا ہر ایک لفظ مذہبی احکام سے علاقہ نہین رکھتا اگر مین اپنے ہمنام ملا احمد جونپوری کی تفسیر آیات احکام ہی کو تسلیم کرلون تو صرف پانسو آیات احکام اسمین ہین اور درحقیقت اتنی بھی نہین پس دنیاوی احکام کا قران مین ذکر ہونا اس بات کی دلیل نہین ہو سکتا کہ دنیاوی معاملات بھی مذہب مین داخل ہین۔ اسکا حاصل مطلب (جسکا تفصیل نمبر ۹ جلد ۳ اشتہار شاہدھی) یہہ مسلمان لوگ وحی اور اسکی نازل ہونیکی حقیقت یہ سمجھتے ہین کہ وحی کوئی امر خارج از ذات نبی ہے اور نزول وحی سے اوسکا آسمان سے نازل ہونا مراد ہی اور اس سے یہہ خیال کر بیٹھے ہین کہ احکام دنیاوی جو قران مین موجود ہین خداتعالی نے آسمان سے اتاری ہین۔ اور درحقیقت مین یہہ بات غلط ہے۔ درحقیقت وحی سے انحضرت کی طبیعت مراد ہے اور اسکے نازل ہونے سے یہہ مراد ہے کہ آنحضرت کے دل ہی طبیعت سے ایک بات اوٹھتی۔ اور پہر وہی بات فوارہ کی طرح الٹ کر آپ کے دل پر گرتی اس صورت مین جو کچھہ قران مین احکام دنیاوی کے متعلق ارشاد ہے وہ انحضرت ہی کی طبیعت کی بناوٹ ہے۔ خدا نے کچھہ آسمان سے نازل نہین کیا۔ اور یہہ وہی بات ہوئی جو ہمنے (انرایبل صاحب نی) کہی ہے کہ آنحضرت کو دنیاوی سرداری کے سبب جو معاملہ پیش آتے اونمین آپ بطور ایک سردار قوم کے اپنے دل سے حکم لگاتے۔ مسلمانون نے اون احکام کو قران مین موجود دیکھکر مذہبی احکام اور خدا کی طرف سے منزل سمجھہ لیا ہے اور یہہ انکی غلط فہمی ہے۔ قران مین جو ہوئی تو

کیا ہوا وہ آنحضرت ہی کے دل سے بنائے ہوئے احکام ہین - سو بہی سبہی نہین - بقول ملا احمد (معروف جیون) جونپوری صرف پانسو ہین اور ہمارے نزدیک اتنے بہی نہین ہین **اسکا جواب یہہ ہے** اگر وحی اور اسکے نزول کی حقیقت یہی ہے جو آپنے بیان کی ہے تو پہر احکام معاشرت کیا جو احکام مذہبی توحید و عبادت قران مین ہین وہ بہی خدا کی طرف سے نازل نہین ہوے اور پانسو احکام کیا ایک حکم بہی خدا کے طرف سے نہین ہے - جو کچھہ قران مین الحمد سے والناس تک ہے (بقول اپکے) آنحضرت م کی طبیعت کی بناوٹ ہے - پہر اس اولٹی ناک بتانے سے تو یہی کہنا آسان و مختصر تہا کہ جب قران مین تم احکام دنیاوی کا مذکور ہونا بتاتے ہو یہہ قران ہی خدا کی طرف سے نہین ہے - لوگ غلطی کرتے ہین جو اس قران کو کلام الہی سمجہتے ہین اور پہر اسکی دست آویز سے احکام معاشرت کو احکام ربانی خیال کرتے ہین ++ اس سیدہے و صاف انکار اور اوس اولٹنے بتانے کو مسلمان تو یکسان کفر سمجہتے ہین - اور قران کے ایک حکم متعلق مذہب ہو خواہ متعلق معاشرت کے منکر کو بہی ویسا ہی کافر جانتے ہین جیسا کہ جملہ احکام قرانی کے منکر کو پہر کس لئے اور کس خوف و لحاظ سے آپنے صاف و صریح انکار سے احتراز کیا اور کس ٹٹی کے آڑ مین شکار کہیلا اور حقیقت وحی و نزول وحی جو مسلمان سمجہتے ہین اور جو اسپر وہ دلیل و سند رکہتے ہین اسکا بیان تفصیلی نمبر (۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ جلد ۳ - اشاعۃ السنۃ مین گذر چکا ہے - ناظرین اہل انصاف ان پرچون کی طرف مراجعت فرماوین اور جناب مخاطب کے اس کلمہ کی (کہ وہ لوگ حقیقت وحی نہین سمجہتے) حقیقت و صداقت کو دریافت کرین - یہہ دفعات مضمون مخاطب کے جواب مین آخر کلام ہے - اب ہم جمعیت فہم و خیال ناظرین کے لئے کل مضمون کا حاصل بیان کرتے ہین +

## حاصل کلام و خلاصہ مرام

چونکہ یہہ مضمون (مذہب و معاشرت) تین۳ جلدون (دوم - سوم - چہارم) کے متعدد پرچون مین متفرق طور پر چہپا ہے جس سے ناظرین کے فہم و خیال کو انتشار حاصل ہوا ہی اسلئے اس مقام مین اس مضمون کا خلاصہ بیان کرنا ضروریات سے ہے اور یہہ بہی اس سے مقصود ہے کہ جو لوگ سبہی گذشتہ پرچے نہ پاوین وہ اس مضمون کی لطف سے محروم نرہ جاوین - تفصیل نہ سہی اجمال ہی سے کچھہ نہ کچھہ حظ اٹہاوین +

پس واضح ہو کہ اوّلاً نمبر۸ جلد ۹ مین ہمنے یہہ دعوی کیا ہے کہ مذہب و معاشرت آپسمین خوب جکڑے ہوئے ہین اور ایک زنجیر سے بندہے ہوئے ہین اور انبیاء علیہم السلام جیسے عبادات سکہانے کو آئے ہین ویسے ہی معاملات و طرز معاشرت بتانے کو آئے ہین ہرچند اصل اصول نبوت و اصلی مقصود بعثت روحانی ترقی یا تہذیب ہے و لیکن معاملات یا احکام عملی مین دست اندازی اس روحانی ترقی یا تہذیب کی منافی نہین ہے - بلکہ جس معاملہ یا رسم یا عادات مین انبیا نے دخل دیا ہے اسمین تہذیب کو مدنظر رکہا ہے -

پہر اسپر عموم آیات و احادیث سے استدلال کیا ہے - پہر خاص خاص احکام جزئیہ عملیہ متعلق معاشرت (دیوانی - فوجداری - ازدواج - مفارقت وراثت - سیاست وغیرہ) کو قران مجید سے نقل کیا -

پہر نمبر۸ - و ۹ - مین احادیث سے احکام معاشرت و معاملات دیوانی و فوجداری قرض - رہن - مفلسی - دوالہ - حوالہ - کفالہ - شراکت - وکالت - عادت ظلم - تعدی - تعزیرات - کلکٹری - و پولیٹیکل مقدمات و سیاست المنزل کو نقل کیا ہے - اور ان احکام کا داخل دین ہونا بشہادت دلائل قرانیہ ثابت کیا

ہے اور ان احکام مین اصلاح روحانی کا مرعی ہونا ثبوت کو پہنچا دیا ہے -
پھر نمبر ۱۰ - مین خلاصہ مضمون مخاطب اس مضمون کے مخالف نقل کیا ہے
جسکا حاصل دفعات ذیل ہین -

(۱) بانی مذہب کا منصب روحانی اصلاح ہے نہ دنیاوی کامون مین صلاح دینا
(۲) توریت کے احکام عشرہ کے سوای اور احکام کا الہامی اور خدا کی طرف سے ہونا مشتبہ ہے
(۳) انحضرتؐ نے دنیاوی سرداری کی نظر سے دنیاوی احکام بمشاورہ
ومعاونت اصحاب کے تجویز کئے ہین -
(۴) مسلمانون نے یہودیون کی پیروی سے دنیاوی احکام کو دین مین
شامل کر لیا پھر ان احکام کی اغراض کو نہین سمجھا -
(۵) دنیاوی احکام کو دین مین شامل کرنا بدبختی کی جڑ ہے اور ضعف
بربادی اسلام کا یہی سبب ہے -
(۶) دنیاوی احکام کا نیچر دینی احکام کے نیچر سے مختلف ہے اسلئے دنیا
کو دین کے تابع کرنے سے اتحاد و دامی استحکام مقصود نہین ہے -
(۷) مسلمان جو احکام دنیاوی مندرجہ قرآن کو خدا کی طرف سے سمجھتے ہین
حقیقت وحی سے واقف نہین ہین -

پھر اسی نمبر ۱۰ و ۱۱ - و ۱۲ - مین دفعہ اول کا بہت بسط و تفصیل سے جواب
دیا ہے اور بعض احکام معاشرت (جیسے ریشمین لباس نہ پہننا - ٹخنے سے نیچے ازار نہ رکھنا
ڈاڑھی نہ منڈانا موچھین کترانا) مین روحانی اصلاح کا ملحوظ و موجود ہونا بہ تفصیل
بیان کرکے یہہ ثابت کر دکھایا ہے کہ جس حکم معاشرت کو خدا و رسولؐ نے دین مین داخل
ہے اسمین روحانی اصلاح کو فروگذاشت نہین کیا پھر نمبر ۱ و ۲) جلد ۲ مین احکام
عشرہ توراتیت سے علاوہ بارہ احکام توراتیت کو بیان کیا ہے اور بشہادت کلام خدا

ورسول کے انکا من جانب اللہ والہامی ہونا ثابت کردیا ہے -
اور جوابات تقیہ دفعات مضمون اسی جلد چہارم کے نمبر ۴ - اور نمبر ہذا مین موجود
وم تقاید یہ ناظرین ہین انکا اعادہ کی حاجت وضرورت نہین ہے -
ان جوابات کے ملاحظہ سے ناظرین پر مخفی نرہیگا کہ جو کچھہ انرایبل صاحب بہادر نے
اپنے مضمون مذہب و معاشرت مین کہا ہے وہ سر اسر غلط و مغالطہ ہے - اور ہمارا
مضمون (مذہب و معاشرت) بلا مزاحمت و مصادمت صحیح ہی وللہ الحمد -

## جناب مخاطب کی غرض سے اطلاع - اور اوسپر مولف کی رائے

ہم پہلے بہی نمبر ۹ جلد کے صفحہ ۲۸۰ مین کہہ چکے ہین - اور اب پہر بنظر مزید اہتمام
وتحذیر عوام اہل اسلام کہتے ہین کہ جناب مخاطب انرایبل صاحب بہادر کا مقصود
اوس مضمون سے صرف احکام اسلام کو مٹانا اور مسلمانون کو قید شریعت سے
ازآد ولا مذہب بناکر یوروپین بنانا ہے پہلے ایک مدت تک تو آپ اور آپ کے احباب
نے اس مطلب کے شکار کے لیئے یہہ دام پہلایا تہا کہ اصلی مذہب اسلام نے حسن
معاشرت کے احکام کو اچہی طرح تعلیم کیا ہے - اور تہذیب و شایستگی کو پسند فرمایا
ہے - بنا ًء علیہ جو کچھہ ہم تہذیب و شایستگی اہل اسلام کی لئیے بیان کرتے ہین -
یا خود عمل مین لاتے ہین (جیسے گلا مروڑی مرغی کا کہانا کہانا میز و چوکی پر چہری کانٹے
سے تناول فرمانا صورت ولباس مین یوروپین بن جانا وعلی ہذا القیاس) اصلی مذہب اسلام
اس سے مانع نہین ہے جولوگ بدست آویز آیات واحادیث کے ان باتون سے
منع کرتے ہین وہ اصل حقیقت اسلام سے واقفیت نہین کہتے -
مگر جب انہون نے دیکہا کہ ہمارے اس دام مین مسلمان نہین آتے اور ہدایت
اسلام سے وہ احکام اسلام کو وہ ہماری قول وفعل کے موافق نہین سمجہتے - وہ
احکام اسلام اون لوگون کو ہماری موافقت و متابعت سے مانع ہین تو اب آگے

یہہ چال اختیار کی ہے کہ چلو مرغی کی ایک ہی ٹانگ بتادین - سرے سے اون احکام کا احکام ربانی ہونا اوڑادین - اسلیئے کہ ایک چیز کے اصل کو مانکر اسکی مشہور کیفیت و معمولی صورت سے انکار کرنا اسکے اضمحلال و ابطال مین وہ تاثیر نہین رکہتا جو اسکی اصلی وجود سے مطلق انکار تاثیر رکہتا ہے -

یہہ سوچ کر آپنے یہہ مضمون (مذھب و معاشرت) لکہا ہے اور اسپر ایک حدیث+ متشابہ المعنی (جو بدون لحاظ موقع و مورد کے کچہہ معنی نہین رکہتی اور اپنی ظاہر معنی و عموم پر باتفاق کل اہل اسلام ہرگز ہرگز محمول نہین ہے) سے استشہاد کر کے یہہ جتایا اور سمجہایا ہے کہ جملہ دنیاوی امور مین ہم خود مختار ہین جو چاہین سو کہائین جو چاہین سو پہنین جن وسایل و مکاسب سے چاہین دنیا کمائین اور جن مواقع عیش و آرام مین چاہین اوسکو لگاوین اسمین احکام قران و حدیث کا پابند رہنا اور جواز و عدم جواز کا فتوی مذہب سے پوچہنا بدبختی کی جڑ ہے -

اور جو اس دعوی جناب کے مخالف اور اسکے صریح و صاف مکذب احکام حلال و حرام متعلق امور دنیا کتاب و سنت مین موجود ہین (چنانچہ نمبر ۸ و ۹ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ منقول ہو چکی ہین) انکی نسبت آپنے یہہ کہدیا ہے کہ یہہ احکام داخل دین نہین ہین اور نہ خدا کی طرف سے منزل نہین بلکہ وہ احکام آنحضرت نے بطور ایک سردار قوم کے اپنی صحبتیون کے مشورہ سے تجویز کیئے اور فرمائے ہین - لوگ ان احکام کی پابندی مین اور ماننے نہ ماننے مین خود مختار و آزاد ہین -

اس چال و تجویز سے آپنے جملہ احکام اسلام کو جو متعلق معاشرت ہین نیست و نابود کر دیا - اور شریعت کو یکبارگی اولٹا دیا ہے کسی حکم قرآنی یا حدیثی کو

+ وہ حدیث انتم اعلم بامور دنیاکم ہے جسکے معنی و مراد کی تفصیل نمبر ۴ جلد ۴ مین بصفحہ ۹۶ وغیرہ ہو چکی ہے -

دین مین داخل رہنے نہین دیا +

یہہ مضمون آپکا لوگون کے ذہن مین جاگزین ہوگیا تو لوگ برملا خنزیر کہا ئینگے شراب پینگے سونا اور ریشمین لباس پہینگے - مان بہنون سے نکاح کرلیا کرینگے - اور ان باتون کے جواز پر یہی سند پیش کرینگے جو آپنے تعلیم فرمائی ہے کہ دنیا کے کامون مین ہم خود مختار ہین - قران یا حدیث مین ان باتون کی ممانعت آئی ہے تو کیا ہو وہ ممانعت داخل دین نہین ہے -

مذہب یا دین اسلام کے دو حصہ ہین ایک حصہ اعتقادی جو مسائل و احکام متعلقہ اعتقاد و ایمان بخدا و رسول و کتب و ملائکہ و روز جزا سے عبارت ہے دوسرا حصہ عملی جو احکام متعلقہ اعمال عبادات و معاملات سے مراد ہے -

پہلے حصہ اور دوسرے حصہ کی پہلی جز کو تو آپنے اس مضمون سے اوڑا یا ہے جسکا یہہ نام رکہا ہے الاسلام ھو الفطرۃ والفطرۃ ھی الاسلام اور اسمین صاف کہدیا ہے کہ منکر نبی و کتب و احکام بلاشبہ مسلمان و ناجی ہے بلکہ جو بظاہر وجود خدا سے انکاری ہے درحقیقت وہ بہی مسلمان ہے - اور فرمایا کہ جملہ مذاہب کے کل قیود کو اوٹہا دینا (جو لا مذہبی کہلاتی ہے) اسیکا نام اسلام ہے - چنانچہ مفصل بیان اسکا نمبر ۱۱ - و ۱۲ - جلد ۲ و نمبر ۱ جلد ۳ اشاعۃ السنہ مین بنقل عبارات جناب گذرا ہے -

دوسرے حصہ کے دوسرے جزو کو آپنے اس مضمون سے اوڑایا ہے جس کا بیان یہان ہوا ان دونون مضامین کے اشاعت سے اپنی جگہہ تو اپنا کام آپنے پورا کرلیا بناء اصول و فروع اسلام کو اوکہاڑ دیا اور بناء لا مذہبی کو قایم کردیا - اب اسپر لوگون کا عمل درآمد ہو باقی رہا سو اگر آپ چند روز جئے اور لوگ آپ کو خیر خواہ اسلام سمجہکر آپکی باتین سنتے و مانتے گئے

توجو کچھہ ہمنے کہاہے ظہور مین آجائیگا (والعیاذ باللہ) یہہ دونون مضمون آپنے ایسے لکھی ہین جنکے صحیح مان لینے سے اصول و فروع اسلام کے ایک حرف بلکہ ایک نقطہ باقی رہنے کی توقع نہین مگر کمال افسوس و حسرت و حیرت کا مقام ہے کہ پہر بھی بعض لوگ ان مضامین کو صحیح مانتے ہین اور صاحب مضمون کو مسلمان بلکہ مسلمانون کا رفارمر جانتے ہین -

زیادہ افسوس اون لوگون پر ہے جو موحد و متبع سنت (عرف وہابی یا غیر مقلد) کہلاتے ہین اور ان مضامین پر بھی انکے مولف کی تکفیر سے متوقف ہین اور انمین اسکا خطاء اجتہادی تجویز کرتے ہین -

انمین **بعض لوگ** تو ایسے ہین جو بن پڑہے پڑہائے مجتہد بن بیٹھے ہین اور اس بن پڑہے اجتہاد و ترک تقلید کے سبب وہ انزایبل صاحب کی دام مین پہنس گئے ہین - وہ جب کوئی آیہ یا حدیث (خواہ درحقیقت وہ کوئی معنی رکھتی ہو اور آپنے اسکے معنی ہندی مین کچھہ اور ہی کئے ہون) آپ کے مضامین مین دیکھتے ہین تو اصلی معنے سے بے علمی اور عادت غیر مقلدی کے سبب وہ جہٹ اس مضمون کو مان لیتے ہین اور اسکی صحت و سقم و حسن و قبح کے دریافت کرنے کے لئے حسب ارشاد فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اپنے علماء کی طرف رجوع کرکے اسکی صحت و سقم کی دلیل نہین پوچہتے - پس وہ خود بھی دہوکہ کہاتے ہین اور اپنی ہم نشین ناواقفون کو بھی مغالطہ مین پہساتے ہین -

ہمنے بعض لوگون کو بچشم خود دیکھا ہے کہ تہذیب الاخلاق کے پڑہنے سننے سے پہلے تو وہ اپنے دین مین بڑے چست و چالاک تھے اور جب سے ان پر تہذیب الاخلاق کا سایہ پڑا ہے تب سے ان کے عمل و اعتقاد مین قصور و فتور آگیا ہے یہہ سب اجتہاد بلا علم کے نتایج ہین -

اُن لوگونکے حق مین علماء مقلدین کا یہہ قول سچ ہے کہ ترک تقلید کا مآل آزادی
و نیچری پن ہے مگر اسکے ساتھہ قید بے علمی کا ضم کرنا ضروریات سی ہے یعنی جو
خود بے علم ہو کر کسی عالم کا اتباع نکرے اور خود بخود مجتہد بن بیٹھے اسکا مآل آزادی
و نیچری پن ہے ومع ذلک ان بے علم مجتہدین کے فعل کا الزام علماء محدثین
و متبعین سنت پر مناسب نہین ہے - ان علمانے کسی عامی کو یہہ حکم نہین دیا
کہ تم کسی عالم کا اتباع نکرو اور جو تمہاری سمجھہ مین آوے بلا مراجعت علماء اسمین
اجتہاد کر لیا کرو - تقلید و ترک تقلید کی نسبت انکا یہہ فتوی ہے جو شیخ اکبر
محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ کے اخیر مین کہا ہے وصیۃ الذی اوصیک
بہ ان کنت عالما فحرام علیک ان تعمل بخلاف ما اعطاک اللہ دلیلک و یحرم
علیک تقلید غیرک مع تمکنک من حصول الدلیل فان لم تکن فی ہذہ الدرجۃ
وکنت مقلدا فایاک ان تلتزم مذہبا بعینہ بل اعمل کما امرک اللہ وھو ان
تسال اہل الذکر ان کنت لا تعلم واہل الذکر ہم العلماء بالکتاب والسنۃ
واطلب رفع الحرج فی نازلتک ما استطعت واسال عن الرخصۃ فی ذلک حتی
تجدھا فان اللہ یقول ما جعل علیکم فی الدین من حرج وان قال لک المفتی
ہذا حکم اللہ او حکم رسولہ فی مسئلتک فخذ بہ وان قال لک ہذا رائی فلا
تاخذ بہ واسئل غیرہ" ترجمہ وصیت جو مین تجھے کرتا ہون یہہ ہے کہ اگر تو عالم
ہے تو جو تجھے خدا نے کتاب و سنت سے دلیل عطا کی ہے اسکی خلاف پر عمل کرنا اور
باوجود قدرت حصول دلیل کے دوسرے کی تقلید کرنا تجھپر حرام ہے اور اگر تو اس
درجہ مین نہین (اس لفظ کو غور سے ملاحظہ کرنا چاہیئے یہہ بے علمون کو اجتہاد کی اجازت نہین دیتا)
اور اس سے بچیو کہ ایک معین مذہب کو لازم پکڑلے بلکہ اسپر عمل کریو جو خدا نے فرمایا ہے
کہ کسی اہل ذکر سے (بلا تعیین و تخصیص) پوچھہ لو - اہل ذکر وہ علما ہین جو قران و حدیث

سے واقف ہیں (اسمیں بھی غور کرو نیچری اسمیں داخل نہیں ہیں حدیث کو تو وہ صاف منکر
ہیں اور اسکی طرف مونہہ بھی نہیں کرتے - قران کو اگرچہ برائے نام قایل ہیں مگر اسکی حقیقت
سے منکر ہیں اور اسکو نیچر او فلسفہ کے تابع کرتے ہیں) اور تو اپنے معاملات میں دفع حرج و رخصت
کا طالب ہو - اسلیئے خدا نے فرمایا ہی خدا نے تمپر دین میں تنگی نہیں کی - اور اگر مفتی تجھے یہہ کہے
کہ تیرے معاملہ میں خدا یا رسول کا یہہ حکم ہے تو اسکو لیلے - اور اگر وہ کہے کہ میری رای ہے تو اسے
مت لے اور کسی دوسرے سے پوچھہ لے -"

یہہ جو شیخ اکبرؒ نے فرمایا ہی ایسا ہی اور بہت علماء متقدمین و متاخرین سے منقول اور ہماری
یادداشت میں موجود ہے - میں اس وقت کم سے کم سو اقوال سلف و خلف کے اس
باب میں نقل کر سکتا ہوں -

ہمارے اس قول و فتوی پر اگر وہ بلا علم مجتہد عمل کرتے تو خود بخود مجتہد نہ بن بیٹھتے
اور نہ نیچریوں کا اتباع کرتے -

پھر علماء وقت ان لوگوں کے بگاڑ کا الزام ہم پر کیوں لگاتے ہیں اور مطلق ترک تقلید
واتباع حدیث و قران سے کیوں برا مناتے ہیں -

اور بعض انمیں اہل علم بھی ہیں جو کسیقدر قران و حدیث میں نظر رکھتے ہیں -
مگر افسوس دونوں قسم کے لوگ ان مضامین میں غور نہیں کرتے اور نہ غور کرنیوالوں
کے طرف توجہ فرماتے ہیں -

میں دونوں قسم کے اشخاص کو برادرانہ نصیحت کرتا ہوں کہ حسبۃً للہ غور و انصاف کے
طرف توجہ فرماویں اور ان مضامین کو غور سے دیکھہ یا سنکر حضرات نیچریہ کی شان میں توقف
و تردد چھوڑدیں - آیندہ اختیار - ولیکن ہذا آخر الکلام فی اثبات ان احکام المعاشرۃ
من الاسلام فللہ الحمد علی ذلک و ہو ذو المجد و الجلال و الاکرام و سلام علی نبیہ
محمد و آلہ وصحبہ حماۃ الاسلام و ہداۃ الانام

# مضامین فاضل بہاری

## اول

## در اثبات وجود خارجی شیطان بشہادت اہل کتاب

سورہ بقر پ ۱ ع ۴ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ
تفسیر کتاب پیدایش پرنسپل مدرسہ میتھوڈسٹ اپسکوپل چرچ صفحہ ۲۴
سید احمد صاحب یہہ فرماتے ہین کہ شیطان کوئی علیحدہ مخلوق انسان سے نہین
ہے بلکہ انسان کی ذات ہی خدا نے ایسی بنائی ہے جسمین خیر و شر دونون پائے
جاتے ہین سو ہم ہرگز اونکی بات کو تسلیم نہین کرسکتے اور اونکی اس بے بنیاد
دعوی کو کتب مقدسہ سے بالکل باطل اور ہیچ ٹہراوینگے کیونکہ کلام خدا
سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان کا وجود انسان سے علیحدہ ہی چنانچہ
یہہ بات اگرچہ معلوم نہین ہوتی کہ وہ جانور کون تہا جسمین شیطان ظاہر
ہوا تو بہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ بہکانے والا شیطان تہا جو کہ ایک
روح ہے اور انسان سے علیحدہ ایک مخلوق ہے جبکہ خداوند کریم نے آدم
اور حوا کو پیدا کیا تو بالکل پاک وصاف اور کامل راست باز پیدا کیا ایسا کہ
مطلق شر اونکی ذات مین نہ تہا اور وہ خداوند کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ
تہے۔ لیکن ہان خدا نے بیشک اونہین فعل مختار پیدا کیا تہا یعنے اونمین ایسی
طاقت بہی تہی کہ چاہین تو بدی بہی کرسکین لیکن یہہ طاقت بذاتہ کوئی شر
و بدی نہین ٹہرسکتی کیونکہ نیکی و بدی دونون اسی سے ہوسکتی ہین پس یہہ
چیز ہی اور ہے اور درحقیقت اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم آزاد پیدا کیا گیا
ہے نہ کہ غلام پس جبکہ شیطان نے اونہین بہکایا اور برگشتہ کیا اور اونکی اون

طاقت اپنی قبضہ مین لایا تب وہ شرو بدی مین گرفتار ہوا ہمارا مطلب اس مثال
سے بخوبی سمجھہ مین آجاویگا مثلا دیکہو خلقت مین پروردگار نے آگ کیا ہی عمدہ
اور مفید چیز پیدا کی ہے جسکے وسیلہ سے سیکڑون کام انسان نکالتا ہے اور طرح طرح
کے فایدے اوٹہاتا ہی۔ لیکن اگر کوئی موذی بدذات ذرہ سی آگ لیکر کسی کے
مکان مین لگاوے اور مکان جلکر خاک سیاہ ہوجاوے تو کیا اس فعل کے باعث
آگ بذاتہ بری چیز ٹہریگی ہرگز نہین بلکہ ظاہر ہے کہ وہ موذی کے ہاتہہ مین آکے بری کام مین
لائی گئی پس ایسے ہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ طاقت فعل مختار کی بذاتہ شر نہین ٹہرا
سکتی لیکن درحقیقت وہ شیطان کی قبضہ مین آکے بری کام کا باعث ٹہری جیسی کہ
آگ برے آدمی کے ہاتہہ سے برے کام کا باعث ٹہری تھی ماسوای اسکے کتب مقدسہ
سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شیطان انسان سے علیحدہ مخلوق ہین جو کہ انسانونکے
دلون پر بد تاثیر پیدا کرتی اور نیک راہ سی پہر کر گمراہ کردیتے ہین افسوس کی بات ہے
کہ انسان ناقص العقل جو کہ ان بدروحون کو اپنی آنکہون سے دیکہہ نہین سکتا اور اونکی
جال اور پہندون سے بیخبر ہے آخر کار یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی شیطان ہی ہی نہین
بلکہ خود دل ہی مین شر ہے اس سبب سے بعض یہہ بہی کہتے ہین کہ نیک روحین
بہی نہین ہین اور نہ فرشتون کا وجود ہے سید احمد صاحب نیک روحون اور
فرشتون کی تو قایل† معلوم ہوتے ہین اور یہہ بہی وہ تسلیم کرتے ہین کہ ہماری کتب
مقدسہ الہام سی لکہی گئی ہین پس اگر ہماری بائبل الہام سے لکہی گئی ہے تو یہہ کام
الہام کا ضرور خدا کی روح کی ہدایت کے ذریعہ ہوا اور اگرچہ وہ کام روح کا عقل مین بالکل

† صاحب کتاب نے یہہ بات سید احمد خان صاحب کے ظاہری اقرار وجود ملایکہ کو کسی
کتاب مین ملاحظہ کرکے لکہی ہے اور درحقیقت خانصاحب کو وجود خارجی ملائکہ سے بہی
انکار ہے چنانچہ نمبر ۹ جلد ۳ مین اشاعۃ السنۃ کے بخوبی بیان ہو چکا ہے۔ ایڈیٹر

نہین توبھی ایماندار ہرگز اوسکا انکار نہین کرسکتا ہے پس اگر خدا کی روح یعنی روح قدس انسان کی دلپر تاثیر کرسکتی ہے توکیا یہہ تعجب کی بات ہے کہ ناپاک روح کسیکے دل پر تاثیر کرے پاک کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف ایک ہی بدروح ہے بلکہ بے شمار ہین اور اون بے شمار بدروحون کا سردار شیطان کے نام سے مشہور ہی یہہ کل شیطان پہلے پاک فرشتے تھے متی باب ۱۲ نمبر ۲۴ مکاشفات باب ۱۲ - نمبر ۹ ۲ قرنتی باب ۱۱ نمبر ۷ یوحنا باب ۸ نمبر ۴۴ ۲ پترس باب ۲ نمبر ۴ یہودا نمبر ۶ یہہ فرشتے دنیا کی تاریکی کے اقتدار والے ہین افسی باب ۶ نمبر ۱۲ شیطان کی خاص معنی بہکانے والا اور عیب لانے والا ہین اوسنے داؤد کو گناہ کے لئے اوبھارا ۱ تواریخ باب ۲۱ نمبر ۱ ایوب کی پہلی اور دوسرے باب سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ انسان کو پہنسانے اور گرانے کی لئے تدبیرین کرتا ہے اور بندشین باندہتا ہے اور اوس مقام سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ انسان سے علیحدہ ایک مخلوق ہے اور اوسنے ایوب کی حق مین خدا سے باتین کین اور اوسے آزمایا ہی توکیا بقول میان سید احمد صاحب انسان کی قوائے بہیمیہ سنے ایوب کی حق مین خدا سے باتین کین اور ایوب کو پہوڑون سے مارا اور اوسکے بال بچون کو غارت کیا پہر شیطان مستعد ہوا کہ یہوسع سردار کاہن پر عیب لاوے زکریا باب ۳ نمبر ۱ پہر شیطان نے یسوع مسیح کو آزمایا متی باب ۴ نمبر ۲ پس توکیا بقول سید احمد صاحب خداوند کی ذات مین شر و بدی تھی کیا کوئی ایماندار اسبات کو مان لیگا صاف ثابت ہے کہ شیطان ایک علیحدہ مخلوق ہے جسنے مسیح کی آزمایش کی شیطان سورونکی غول مین پہرتی اور اونہین دریا مین ڈوبا دیا متی باب ۸ نمبر ۲۸ - ۳۴ شیطان کی سزا کی لئے اکثر حکم ہے کہ وہ آگ اور گندہک کی جہیل مین ڈالا جاویگا ۲ پطرس باب ۲ نمبر ۴ متی باب ۲۵ نمبر ۴۱ - اب غور کرنیکے مقام ہین کہ اگر شیطان

علیحدہ مخلوق نہین ہے بلکہ فقط قوائے بہیمیہ ہے تو پہر سزا کس کو ملیگی کیا قوائے بہیمیہ یا شر و بدی از خود کچہہ چیز ہے کہ سزا کو برداشت کرے یا شر و بدی علیحدہ مخلوق ہے کہ خود اوسکی عدالت کرے ہرگز نہین بلکہ ثابت ہی کہ شیطان ایک علیحدہ روح انسان سی ہی اور باعث سرکشی اور بغاوت کی خدا کی غضب کا

## دوم

جسمین سید احمد خانصاحب کے اس قول کا معارضہ ہی جو انہون نے تفسیر آیہ فاخذتکم الصاعقہ مین کہا ہے کہ اسمین پہاڑ کی آتش افشانی مراد ہے نہ پہاڑ پر تجلی ربانی -

---

سورہ بقر - واذ قلتم یموسی لن نؤمن لك حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون - خروج باب ۳۳ نمبر ۱۸ فقال ارنی مجدك نمبر ۲۰ وقال لا تقدر ان تری وجھی لان الانسان لا یرانی و یعیش ایضا باب ۳۴ نمبر ۲۸ وکان ھناك عند الرب اربعین نھارا و اربعین لیلۃ لم یاکل خبزا ولم یشرب ماء فکتب علی اللوحین کلمات العھد الکتاب العشر ایضا باب ۲۴ نمبر ۱۵ فصعد موسی الی الجبل فغطی السحاب الجبل ۱۶ وحل مجد الرب علی جبل سینا وغطاہ السحاب ستۃ ایام وفی الیوم السابع دعی موسی من وسط السحاب ۱۷ وکان منظر مجد الرب کنار آکلۃ علی راس الجبل امام عیون بنی اسرائیل ۱۸ ودخل موسی فی وسط السحاب وصعد الی الجبل اربعین نھارا و اربعین لیلۃ

تاریخ مسٹر ایچ ٹکر صاحب صفحہ ۵۸ تیسرے دن صبح کو بادل گرجی اور بجلیان چمکین اور پہاڑ پر کالی گہٹا امڈی اور قرنائی کی آواز بہت بلند ہوئی چنانچہ سارے

لوگ ڈیرون مین کانپ گئے اور موسی لوگون کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے
ملے اور وہ کوہ کی نشیب مین جا کھڑے ہوے اور سب کوہ سینا پر زیر و بالا
دہوان تہا کیونکہ خداوند شعلہ مین ہو کر اوسپر اوترا اور تنور کا سا دہوان اوس سے
اوٹہا اور پہاڑ سراسر لرزا - تاریخ جوسفی حصہ ۳ صفحہ ۱۴ تیسرے دن آفتاب
برآمد ہونیکے پیشتر ایک ابر کمپو کے اوپر چہا گیا جیسا کہ اونہون نے پیشتر کبہی نہین
دیکہا تہا اور اور جگہون مین ہوا صاف تہی لیکن صرف کمپو پر تاریکی آگئی اور بادل
گرجا بجلی چمکی پانی برسا آندہی چلی جیسے کہ پیشتر کبہی دیکہنے مین نہین آئی تھی -
مسٹر شیرنگ صاحب ال ال بی اپنی کتاب بابلیک جیوگرافی مین لکہتے ہین
کہ کوہ سینا عربکا پہاڑ کہلاتا ہے - زمانہ قدیم مین اہل کتاب حج کو یہان پر آیا کرتے
تہے اور ایک گرجا پختہ بوقت شاہ جولیس قسطنطنین عیسائی کا بنایا ہوا ہے اور ان
عربی زبان مین قدیم عہد کا کتبہ بہی کندہ ہے اور دامن کوہ بہت وسیع ہے اور سیڑہیان
بہی بنی ہوی ہین اور اس جگہہ موسی کو الواح تورات احکام عشرہ کے ملی سیاح
یورپین بنظر سیر و زیارت کوہ مقدس پر گئے مگر کسی نے کان کبریت و کوہ
آتش فشان نہین قرار دیا کیونکہ بعد واقعات میقات موسوی کے کبہی شرارہ آتش
و برق و صاعقہ کا نزول ذکر نہین کیا و حضرت موسی یہان پر چالیس برس + مقیم
رہے ممکن ہے کہ انسان ایسی مضر جسمانی جگہہ پر صحیح الجسم رہ سکے معجزہ موسی اصول
نیچر کے بہی خلاف نہین ہے کیونکہ منرالوجی یعنی علم معدنیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی
سنگ نرم و کوئی سخت و رنگین و آبدار و شفاف و میلا ارضیت مین اسمین زیادہ
ہے بعضی زمین کو تاثیر بخشی گئی ہے کہ آب بارش و ابخرہ ارضی و حرارت آفتاب سے
منجمد ہو کر کنکر مثل ریزہ سنگ دریا و تالاب مین پیدا ہوتا ہے اور چونا اسکا تحفہ
ہوتا ہے اور بوجہ وہنیت کے کسی جگہہ کا کوئلہ مصرف ہیزم مین مفید ہے چونکہ اندر

+ اصل مضمون مین ہمنے ایسا پایا شاید ۴۰ دن صحیح ہے کاتب کی غلطی ہو -

کوہ کی پوری کیفیت بسبب راہ ناہموار و منزل دور و دراز و جانوران درندہ و نہ ملنے
ماکل و مشارب کے دریافت سے عاجز رہے - ہندوستان کے بعض پہاڑون مین چشمہ
آب گرم و چشمہ آب سرد ایک ہی پہاڑ سے دو قسم کا پانی گرتا ہے ظاہر البعید معلوم ہوتا ہے
مگر کوئی بھی مخالف نیچر نہین ہے علۃ العلل نے معلول کی کوئی علت قرار دیا ہوگا جو
ہماری نظر و نسبی غایب ہے اسپر انکار قدرت الٰہی کا کرنا ہمکو ضروری لازم آیا بلکہ باعث
عجز انسانی ہے - دیکھو باران کو ابخرہ کہتے ہین مگر مصر و بلاد عرب مین بارش نہین ہوتی
ہند مین کسی سال زیادہ کسی سال کم بارش ہوتی ہے - ایام سرما مین بسبب شدت
برد کی سطح زمین پر یبس و انجماد مواد ارضی کا زیادہ رہتا ہے و صعود ابخرہ کم اسپر بھی
کبھی غیر موسم مین بارش ہو جاتی ہے - برق کو بقوت ترکیب و مصالحہ انگریزون
نے پکڑا اگر اوسکی اصلی کیفیت سے ناواقف تھے پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ما عرفناک حق
معرفتک مگر جناب خان صاحب نے خوب طرح سے حقایق و دقایق علم و قدرت
کا انحصار ہوسکی خان صاحب کا ایسا الہام جدید تو انبیاء و مرسلین کو بھی نہوا کہ بعاجزی
اقرار کرتے تھے اور خدا کو قادر مطلق کہتے ہین اگر حصر قدرت کا اوسکی ہو جاوے تب صفت
قادر مطلق کی نہ باقی رہے -

## سوم

جسمین خان صاحب بہادر کی اس قول کا معارضہ ہے جو انہون نے
تفسیر آیہ و اذ فرقنا بکم البحر الخ مین کہا ہے کہ وہان دریا خشک
نہین ہو گیا تھا صرف مد و جزر ہوا تھا جو ہندی مین جوار بہاٹا کہلاتا
ہے - یعنے پانی کا چڑاو - اتار -

---

سورہ بقرہ و اذ فرقنا بکم البحر فانجیناکم و اغرقنا آل فرعون و انتم تنظرون

اس آیہ کی تفسیر مین ایک نقشہ اور جغرافیہ یونانی کا تذکرہ لکھا ہے تعجب ہے کہ علوم
یونانیون کو تو خان صاحب کی تحقیق مین مثل ولدار آسمان کے بالکل ہی غلط ہے اور جب
ہر مسئلہ مین انگریزی کتابون سے لیتے ہین تب اس جا کیا مانع پیش آیا اور یہہ بھی
تہذیب الاخلاق مین کہتے ہین کہ کتب اہل کتاب کا ترجمہ قصہ کہانی عمرو بن عاص نے
بعد فتح شام عربی زبان مین کرکے احادیث نبوی مین شامل کردیا اور ابن اسحاق
مدنی سے نے اپنی کتاب سیرت مین قصص انبیاء کو اہل کتاب سے لیا ہے اسلئے کتب
حدیث و تاریخ اسلام پر بجز طبری و واقدی و ہشامی و ابو الفدا کے جسکو صرف انگریزون نے
لیا ہے ماخذ کہتے ہین ع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد - دیگرے را نصیحت
و خود را فضیحت - بار بار سر ولیم میور صاحب و خان دیون پورٹ صاحب کو
پکارتے ہین اور برابر حوالہ ہولی بائیل کا لیتے ہین یہی کام اگر اگلون نے کیا تو کیا
کیا حالانکہ خود خان صاحب اس فعل مطعون کے پابند ہین اور انگریزی تواریخ اور
مذہبی امور مین بہ نسبت تواریخ متعلق اسلام کے زیادہ لایق اعتماد ہے لان اھل البیت
اعرف لمن فی البیت عربی تواریخ مین رطب و یابس دونون ہین پھر انگریز اس فرق
کو فن رجال کی کیا جانے بلکہ اسباب مین علماء اسلام ہی کا قول قابل اعتماد ہے کتب
جغرافیہ انگریزی مین بیشمار ہین مگر چونکہ بیان اوسکا مخالف نیچر تھا لہذا اوس سے
گریز کر گئے یہہ مہذب و راست باز قوم انگریز کی بے اعتباری کرنا خلاف دیانت ہے عربی
بائیل کتاب الخروج باب ۱۴ نمبر ۲۱ و مد موسی یدہ علی البحر فاجری الرب

ترجمہ ۵ اور حضرت موسیٰ نے اپنا ہاتھہ دریا پر پھیلایا پس خدا نے ایک شرقی تیز آندھی کو رات
پھر چلایا اور دریا کو خشک کردیا اور پانی پھٹ گیا اور بنی اسرائیل دریا کے بیچ مین
خشکی پر چلے گئے اور پانی انکے دائین بائین دیوار ہو گیا ۲۳ مصری بھی انکے
پیچھے ہو چلے - اور فرعون کے سبھی گھوڑے اور سوار اور گاڑیان انکے پیچھے

بریح شرقیہ شدیدہ کل اللیل وجعل البحر یابسۃ وانشق الماء ۲۲ فدخل بنو اسرائیل فی وسط البحر علی الیابسۃ والماء سور لہم من یمینہم وعن یسارہم ۲۳ وتبعہم المصریون ودخلوا وراءہم جمیع خیل فرعون ومرکباتہ وفرسانہ الی وسط البحر ۲۶ فقال الرب لموسی مد یدک علی البحر لیرجع الماء علی المصریین علی مرکباتہم وفرسانہم ۲۷ فمد موسی یدہ علی البحر فرجع البحر عند اقبال الصبح الی حالتہ الدائمۃ والمصریون ہاربون الی لقائہ فدفع الرب المصریین فی وسط البحر ۲۸ فرجع الماء وغطی مرکبات وفرسان جمیع جیش فرعون الذی دخل وراءہم فی البحر لم یبق منہم ولا واحد ۲۹ واما بنو اسرائیل فمشوا علی الیابسۃ فی وسط البحر والماء سور لہم عن یمینہم وعن یسارہم تاریخ الگسٹس براؤ سید صاحب صفحہ ۱۱۱ خدا نے فرمایا کہ بنی اسرائیل پہرین اور فی الہیرات کی آگے مجدال اور دریا کے درمیان مقیم ہون اور اس سے یہہ غرض تھی کہ فرعون سمجھے کہ وہ اوس زمانہ مین پہنسے ہین اگر وہ ایام سے روانہ ہوتی فوراً تہہ مین بیابان مین جاتے تو مصری لوگ گاڑیان لیکے اونکا پیچہا نکر سکتے لیکن خدا کا یہہ ارادہ ہوا کہ فرعون اور اوسکی سپاہ اور اوسکی گاڑیان اور اوسکے سوارون پر اپنے جلال کو ظاہر کرے - علماء مین بڑی تفتیش ہو رہی کہ بنی اسرائیل بحر قلزم کی کس جگہہ سے پار ہوئے اور شاید یہہ بات پایہ ثبوت تک پہونچ نہین سکتی + قیاس غالب تر ہی کہ وہ شہر سویز سے کچہہ دکہن طرف گذر گئے مگر جبسے وہ ماجرا واقع ہوا زمین اور پانی کی ڈول مین تبدیل ہوئی ہو گی -

دریا کی بیچ مین جا کہسے ۲۶ خدا نے موسیٰ سے کہا تو اپنا ہاتہہ پہیلا تا کہ پانی مصریون کی گاڑیون اور سوارون پر لوٹ آوے ۲۷ موسیٰ نے دریا پر ہاتہہ پہیلایا تو صباح ہوتی ہی پانی پہلی حالت کیطرف پہر آیا - مصری بہاگنے لگے تو خدا نے انکو دریا کی بیچا بیچ دہکیل دیا پانی پہر ایسا ہی ہو گیا اور فرعون کا بہی لشکر جو دریا مین داخل ہوا تہا غرق ہو گیا انمین سے ایک نہ بچا اور بنی اسرائیل دریا کی بیچ مین خشکی پر چلے گئے اور پانی [illegible]

تاریخ فلاویس جوسیفس یہودی جو عبرانی و یونانی زبان مین تحریر پائی اور معتبر کتاب
سمجہی جاتی ہے حصہ ۲ صفحہ ۱۶۲ نمبر ۱ موسی نے اپنا عصا سمندر پر مارا وہ دو حصہ ہوگیا
اوس کا پانی سمٹ گیا اوسکی تلچھٹ سوکھہ کر سڑک بنگئی جسمین عبرانی بہاگ سکین
موسی یہہ حال دیکہہ کے پہلی اوسمین گیا اور عبرانیون کو حکم دیا کہ میرے پیچہی اس الہی سڑک
پر چلی آؤ اور اس بچاؤ کی وجہ سے خوش ہوا ۳ مصری عبرانیون کو جاتے ہوئے
دیکہکر سوچنے لگے کہ یہہ پاگل ہوکر ہلاکت کو جاتے ہین لیکن جب وہ دور چلے گئے اور
کچہہ نقصان نہوا تو سوچنے لگے کہ ہماری واسطے بھی سمندر ٹہریگا اسلیئے پہلے سوار ہتہیار
بندون کی پیچھے دوڑے اس اثنا مین عبرانی پار پہونچے لیکن مصری بہی بہادرانہ
چلے گئے اور خیال نکیا کہ یہہ سڑک صرف عبرانیون کی واسطے بنائی گئی تہی نہ اون کے
واسطے جو اون کی ہلاکت چاہتے ہین اور جس وقت مصری بہتیرے آگئے اوسیوقت
سمندر نے جو بڑی زور شور سے ہوا سے چلا گیا تہا مصریون کو گہیر لیا اور پانی برسا
اور بجلی کڑکی اور بادل گرجا اور وہ آفت جو خدا اکثر شر پر بہیجا کرتا ہے اون پر
آپڑی اور رات کو بہت اندہیری ہوئی غرض کہ سب آدمی مارے گئے ایک بہی نہ بچا
تاکہ مصریون کو خبر دیوی - جیوگرافی آف بائبل اور جیوگرافیکل ڈکشنری بڑے بڑے
مفصل احوال کی بہت ہین خود (کیتھو رسائیکلوپیڈیا) جس سے خان صاحب نے
مسئلہ ولادت مسیح مین استدلال کیا ہے مذکور ہے خروج باب ۱۵ نمبر ۴ فرعون کی
گاڑیان اور اوسکا لشکر اوسنے دریا مین ڈالدیا اوسکے چنے ہوئی سردار دریائے قلزم
مین ڈوبائے گئے نمبر ۸ اور تیری نتہنون کی دم سے پانی ایک جگہہ سمٹ گیا اور موجین
تودا تودا کہڑی ہوگئین اور دریا کی بیچ مین گہرائی جم گئی ۱۹ اسلئی کہ فرعون کا گہوڑا
گاڑیون اور اوسکی سوارون سمیت دریا کی بیچ مین گیا اور خداوند نے دریا کی پانی
کو اون پر پہیر لایا لیکن بنی اسرائیل دریا کے بیچون بیچ سے سوکہی زمین پر ہوکے چلی گئی

## تقریظ عالم نبیل مولوی غلام اللہ صاحب قصوری برادرزادہ جناب مجمع الکمالات مولوی ابو عبداللہ غلام العلی قصوری امرتسری بر مضمون ولادت مسیح اشاعۃ السنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر ایک شخص اس امر کو بخوبی جانتا ہے کہ صانع علی الاطلاق کی حکمت عظمیٰ سے خلقت انسان مختلف الالوان پیدا کی گئی ہے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اشکال مختلف ہیں ویسے ہی ہر ایک شخص مذہب اپنا مختلف رکھتا ہے۔ اور وہ اپنے ہی خیال میں شادان و فرحان و نازان رہتا ہے خواہ وہ مذہب سچا ہو خواہ باطل قال اللہ تعالیٰ کل حزب بما لدیہم فرحون اسمیں کچھ شک نہیں کہ خداوند جل وعلا نے ایک ہی مذہب کی اجازت دی ہے اور اوسکی رضامندی ایک ہی مذہب میں ہے قال اللہ تعالیٰ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ مگر وہ سچا مذہب بباعث حجابات کے انسان کے خیال میں نہیں آتا۔ اور وہ سچا رستہ نجات کا بسبب موانع خارجی انسان کے نصیب نہیں ہوتا۔ وہ موانع حجابات بہت ہیں جنکی تفصیل کو دفتر چاہیے مگر بہت بڑی حجاب جنکو حجاب کبریٰ کہتے ہیں یہہ ہیں حجاب رسم حجاب طبع حجاب عدم شناسی ایسے حجابات کے سبب سے انسان اپنی فطرت اور رستہ ہدایت اور راہ نجات کو بھلا دیتا ہے اوس سچی راہ دکھانے اور سمجھانے کو پیغمبر آتے ہیں اور وہ آکر لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ راہ راست یہ ہیں تم اپنے اپنے خیالات کیطرف سر پٹکتے نہ پھرو۔ جب ایسا شخص پیدا ہو جاوے تو عقلمند آدمی اوسکی اتباع کرتا ہے اور بدبخت اپنی بدبختی میں پڑا رہتا ہے اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسا کوئی اوستاد اپنے شاگردوں کو لکھنا پڑھنا سکھاوے یا کوئی اور کسب پس اگرچہ بالقوہ ہر ایک شخص کو وہ کام حاصل ہے مگر بالفعل اوسکو حاصل ہوگا جو اپنے اوستاد کا اتباع کریگا اور اگر اوس اوستاد کو شاگرد نے کامل خیال کر لیا ہے تو اوسکی اصول پر وہ اعتراض نہیں کریگا اگر اصول پر اعتراض کریگا تو اکتساب سے محروم رہیگا۔ مثلاً زید عمرو اوستاد کو کامل خیال کرتا ہے اور عمر

سکہاتا ہے کہ (الف) صورت مین تین نقطون کا چاہیئے اور (ب) گیارہ
نقطہ کا وغیر ذالک پس اگر زید یہہ اعتراض کرے کہ الف کیون پانچ نقطون کا او
ب کیون چھہ نقطون کی نہین ہوتی - یہہ اعتراض اوسکا کسیطرح سے درست نہین ہے
ایسی مثل کی مطابق انبیا علیہم السلام کی حالات دیکہہ لو - ہان اسمین شک نہین کہ انبیا کی نبوت
ثابت کرنی مین (جیسا کہ اچھی استاد کی تلاش کرنی مین سعی کرتی ہین) بحث کرین اوس بحث کی بعد جب
ثابت ہوجائی کہ یہہ نبی ہے تو عقلاً اوسکا اتباع ہمپر واجب ہوگا -

نبی آخر الزمان سرور کائنات مفخر موجودات ہر ایک وجہ سے نبی برحق اور خاتم النبیین ہین اور انکی
شریعت غرا مین ایک بات سب شریعتون سے بڑہکر ہے کہ معاشرت کی واسطہ جسقدر احکام ہمکو
تعلیم ہوئے ہین فی نفسہ وہ ہماری فطرت کی مطابق نہین - مگر اونکو مطابق کرنا ہر ایک کا کام نہین
ویسا ہی جسب مراتب ہی جیسا کہ اوستاد کی افعال کو شاگردونمین سے شاگرد رشید ہی سمجہتا ہے
قران مین جا بجا حکم ہے کہ یہہ قران مومنین کو ہدایت کرتا ہی - غرض کہ باوجود ایسے عمدہ نبی
علیہ التحیۃ والسلام کی آنی - اور ایسی بیضا شریعت کی پہنچنی کی پہر حضرت انسان کی قدیمہ عادت گئی
آنحضرت کی احکام کو کبہی اس بہانہ سے نہین مانتی کہ دنیا اور چیز ہی اور دین اور چیز ہی جب ہم دنیا
مین پیدا ہوئی تو مطابق اہل دنیا ہمکو سب کام کرنے چاہئین اور کبہی اخبار نبی کو جو متعلق بعالم
عقبی ہین اس جہان پر قیاس کرکے (جو قیاس مع الفارق ہی) انکار کرتے ہین اور کسی وقت
معجزات عظمی کا انکار صرف اس خیال سے کرتے ہین کہ قانون قدرت کی خلاف ہی اور خداوند قانون
قدرت کی خلاف نہین کرسکتا - معلوم نہین کہ ان حضرات کی قانون قدرت سے کیا مراد ہے
کیا قانون قدرت یہی ہے کہ بارش وقت پر ہوتی ہے اور ہوا اس انداز پر چلتی ہے اور جاندار چیز
بغیر باپ کی پیدا نہین ہوتی - اگر یہی ہے تو اسکی خلاف ہم اکثر دیکہتے ہین کہ بارشین بے وقت بہی
ہوتی ہین اور ہوائین انداز سے زیادہ چلتی ہین اور ہزار ہا جاندار اور ذی روح چیزین بغیر
مان باپ کی پیدا ہوتی ہین مینی کئی ایک لوگون سے (جو ایسی باتون کی قایل ہین) بارہا پوچہا

کہ قانون قدرت سے آپکی کیا غرض ہے آجتک کوئی جواب شافی نہ دے سکا۔

اس تمہید سے مقصود یہہ ہے کہ تصانیف احمدیہ مین جو بعض اصول و احکام اسلام پر بحث و نکتہ چینی کی گئی ہے وہ اسی قسم سے ہے اور اسکی بنا ان ہی حجابات و خیالات و توہمات پر ہے مینے آپکی تفسیر قران جلد اول کو دیکہا اسمین پیغمبرون کے اعلی اعلی معجزون کو رد کیا ہے اس خیال سے کہ قانون قدرت کے خلاف ہین تاویلات و تسویلات رکیکہ سے اپنے خیالات کے مطابق کیا اس تفسیر کے جواب مین بہت کتابین چہپین میرے نظر مین سوا رسالہ اشاعۃ السنہ کے کوئی اور نہین گذرا تہوڑے عرصہ کے بعد دوسری جلد بہی چہپکر پہونچی ۔ اوسمین مسیح ؑ کی ولادت کی نسبت صریح صریح لکہدیا گیا کہ مسیح نطفہ یوسف سے پیدا ہوا ہے بموجب اس قاعدے کے کہ کسی بات کو جبتک کہ اوسکی تحقیق نکرلین جہوٹہہ نہ کہدینا چاہیئے ۔ مینے اس مسئلہ پر غور کی ۔ اور شوق ہوا کہ رسالہ اشاعۃ السنہ مین دیکہنا چاہیئے چنانچہ رسالہ اشاعۃ السنہ اسوقت میرے سامنے رکہا ہوا ہے ۔ مینے ہر ایک بات کو نہایت غور اور تعمق سے دیکہا ہے ۔ میں اپنے پیدا کرنے والے کو حاضر جان کر بلا رو رعایت احدے بنظر انصاف یہہ کہتا ہون کہ اس مسئلہ مین جناب اشاعۃ السنہ نے نہایت عمدہ لکہا ہے جزاہم اللہ خیر الجزاء ۔ چودہوین صدی مین یہہ مسئلہ ایسا نازک نکلا ہے کہ جسکے سبب سے عوام اور خواص کے دلون مین کیا مسلمان اور کیا عیسائی تہلکہ پڑ گیا ہے ۔ اور کیون تہلکہ نہ پڑے یہہ مسئلہ کل کتب الہامی کے مخالف ہے اور اگر ہم تنزلاً اسبات کو مان بہی لین کہ قانون قدرت کے خلاف نہین ہوا کرتا اور پہر اگر کتب الہامیہ مین کوئی امر یا معجزہ خلاف قانون مسلمہ ہماری کے پایا جاوے خصوصاً جب قران بہی ناطق ہو اور ہم اپنے خیالات کے مطابق اوسکو الٹا دین تو ہم کیا مصداق اس آیت کے نہونگے افرأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ اور بیشک قران نہی نہ رہیگا ۔ قطع نظر ازین اگر معجزہ بہی عادی امور ہوتے تو کفار کا انکار بیجا تہا کیا اگر کوئی نبی کہے کہ مین خواب مین آسمانون پر سے سیر کر آیا ہون تو اوسکو کون جہوٹہا کہیگا سب جانتے ہین کہ خواب مین ہر ایک آدمی سیر ایسا کر سکتا ہے وقس کل المعجزات علی ذالک فی الجملہ مسیح ؑ کی پیدایش جسکی

اطلاع

صفحہ ۱۶۴ سے اخر تک لائق ملاحظہ گورنمنٹ

# اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ششم — جلد چہارم

بابت رجب ۹۸ھ مطابق جون ۸۱ء

ضمیمہ متضمن مسایل محدثین اہل السنۃ

جو پیشتر شایع ہو چکا ہے

## شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ وضمیمہ

| درجات | مراتب قیمت | تفصیل خریداران بشرح مراتب | قیمت سالیانہ بابت رسالہ | قیمت سالیانہ بابت ضمیمہ |
|---|---|---|---|---|
| درجہ | مرتبہ | | | |
| ۱ | اخص قیمت | اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس | للعہ۵ | ہے |
| ۲ | خاص قیمت | گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لائبریری و سوسائٹیہا | عہ۵ | سے |
| ۳ | عام قیمت | متوسط اہل وسعت | سے | عہ؍ |
| ۴ | رعایتی قیمت | کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین اور رسالانہ پیشگی داخل کرین | سلے | ۱۲ار |
| ۵ | للاہی قیمت | بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین ۔ | ثواب آخرت | دعائے خیر |

یہہ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتون کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے —

جنکے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت ولعب الاداء تصور فرمادین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف اسکا ضمیمہ واپس کرین۔

خط وکتابت متعلق رسالہ راقم کے نام پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے *

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ ۔

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چہپا

# معذرت

جون سے اس مہینے اکتوبر تک رسالہ اشاعۃ السنہ کے نہ نکلنے کا سبب مہری وہ بیماری ہوئی ہے جس سے مینے ضمیمہ نمبر ۵ کے خاتمہ مین اطلاع دی تھی - اور نیز لاہور مین عام وباء کا منتشر ہونا اور اُسمین میرے جملہ اہل و عیال اور ملازمون او متعلقون کا مبتلا ہونا اور سب کاروبار کا بند رہنا اور کارندون کا معطل ہوجانا اسکا سبب ہوا ہے - ہمیر اور ہمارے رسالہ پر کیا حصر ہے لاہور کے اکثر کارخانون کا یہی حال رہا ہے - جو لوگ اخبارون کا مطالعہ کرتے ہیں وہ میرے اس بیان پر خوب یقین کرینگے - اور جن کو اُڑتی پڑتی ملکی خبرین پہنچتی رہتی ہیں وہ بھی اسکی صحت میں شک نہ لائین گے - ومع ذٰلک مین بڑے ادب کے ساتھ اپنے رسالہ کے ناظرین و خریدارون کی خدمتمین معذرت کرتا ہون اور اس توقف کی معافی چاہتا ہوں - آیندہ خدا نے چاہا اور توفیق و اعانت کو شامل حال رکھا تو اس نقصان کا جبر ہو جائیگا پچھلے سبہی نمبرون کو پورا کردیا جاویگا *

# شکریہ و التماس

جن حضرات و معاونین نے میری التماس مندرجہ اپریل ۱۸۹۱ء کیطرف توجہ فرما کر زر باقیات ارسال فرمایا ہے اور اس حالت فترہ مین اُسکی معاونت کا خیال رکھا مین اُنکا دل سے شکرگذار ہون اور بذکر مواضع اقامت اُن حضرات کے انکا شکریہ ادا کرتا ہون وہ مواضع یہہ ہین -

بسروپ - پیرکوٹ - پیٹھانہ - پٹیالہ - جالندھر تحصیل - دہلی - دیرہ دون - دیرہ اسمٰعیلخان راولپنڈی - سیکاکل ضلع گنجام - عظیم آباد پٹنہ - علی پور - لودہیانہ - مظفرگڈہ - ہوشیارپور - ہاسوتکی اور جن بے پرواہون نے اس التماس کیطرف خیال نہین کیا نہ انکو رسالہ کی حالت فترہ پر رحم آیا نہ اُن کے خیال میں یہہ سمایا کہ چار پانچ مہینہ سے رسالہ بند ہے پس جو لوگ دہما کیطرح

متواتر رسالہ پہنچنے پر قیمت نہ بھیجے تھے وہ اب رسالہ نہ پہنچنے پر کب بھیجتے ہونگے اور مصارف
کارخانہ کیونکر چلتے ہون گے - کیا اونہون نے رسالہ کو مسدود و موقوف ہوا سمجھ لیا
تہا؟ اور زر باقیات کو غنیمت جان لیا تہا؟ اب وہ حضرات ترحم فرما دین - ہم اُن سے
پیشگی نہین مانگتے وہ جون ۱۹۰۱ء تک بیباقی کر دین - آیندہ اس پرچہ سے سیری حاصل
ہو گئی ہے تو پرچہ نہ لینے کا انکو اختیار حاصل ہے - پچھلے معاملہ کا تصفیہ تو انکو بہر حال
بحکم شریعت و عرف واجبات سے ہے - اُن حضرات کے مواضع سکونت کا ذکر ضروری نہین
ہے ہر شخص اپنا حال اپنے صفحہ دل سے دیکھ سکتا ہے اور اگر انکا دل اُنکے خیال کا مظہر
نہو تو وہی فہرست رسالہ ماہ اپریل باستثناء مواضع مذکورہ بالا اُنکی فہرست ہے +

## مراسلہ

محبی مکرمی مولوی شمس الدین احمد صاحب سابق دیوان ریاست ٹونک حال ملازم ریاست جاورہ سلمہ اللہ
سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بجواب نیازنامہ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۹ء اپنے عنایت نامہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء
مین وعدہ کیا تہا کہ بقیہ قیمت سات نمبر اشاعۃ السنہ بذریعہ شیخ محی الدین صاحب کتب فروش لاہور
ارسال کرینگے اس مقدار قلیل کی ہنڈوی دشوار ہے مگر اس وعدہ کا آج کی تاریخ تک (کہ ۱۹ اکتوبر
۱۹۰۱ء) ہے ایفا نہوا - باوجودیکہ پرچہ اشاعۃ السنہ آج تک برابر باریاب خدمت ہو کر شرف
اجابت پاتا رہا - اس اثنا مین کئی خطوط بنام نامی ارسال ہوئے اُن خطوط کا جواب بھی
نہین ملا - معلوم نہین وہ خطوط جناب کو نہین پہنچے یا کسی اور عذر کے سبب جواب سے
تغافل ہوا - پس بخیال احتمال اول رقیمہ ہذا بذریعہ رسالہ عرض خدمت ہوا ہے کیونکہ رسالہ
تو یقیناً خدمت مین پہنچتا اور ملاحظہ مین آتا ہے - اسلئے کہ جس روز سے رسالہ خدمت مین
پہنچنے لگا ہے کبہی کوئی نمبر (ریفیوزڈ یا انکلیمڈ ہو کر) واپس نہین آیا لہذا امید ہے کہ آپ
بملاحظہ رقیمہ ہذا بقیہ عہ جو اخیر جون ۱۹۰۱ء تک بتفصیل معروض ذیل آپکے ذمہ واجب الادا ہین
ارسال فرما دینگے اور دوبارہ اندراج اس رقعہ کی اس رسالہ یا کسی اور اخبار مین حاجت باقی

نہ ہنے دینگے۔ اور اگر اس ضمیمہ پر بھی آپکی توجہ نہوی تو ناچار یہہ رقعہ نامی و مشہور اخبارون
مین درج کرایا جائیگا۔ اور عامہ اہل اخبار کو جو اکثر وصولی قیمت کے شاکی ہیتے ہین وصول
زر کا ڈہنگ بتایا جائیگا۔ والسلام مع الاکرام *

تفصیل

بابت جون لغایت دسمبر ۷۹ء سالتمام ۸۰ء جنوری لغایت جون ۸۱ء ضمیمجات ششماہی ۸۱ء
ہے ہے ہے ۱۲ر

نمقہ ابو سعید محمد حسین۔ لاہور محلہ سید مٹھہ۔

## نوٹس

یہی معاملہ جواب خطوط نہ دینے کا اور قیمت ادا نکرنیکا بعض اور صاحبون سے بھی سرزد
ہو رہا ہے اُنکے ساتہہ بھی بالآخر یہی معاملہ ہوگا مناسب ہے کہ اس سے پہلے وہ اپنا
تصفیہ کرلین۔ ورنہ ہمارے اس طریق مراسلہ و مطالبہ زر کو شکایت نہ سمجہین۔

## جواب شکایت دوستے

ایک معزز دوست نے مقام ملتائی ضلع بینول سے اشتہار کتاب **مجمع البحرین فی دلۃ
الفریقین** کی اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۴ کے ساتہہ شائع ہونے پر یہہ شکایت تحریر کی ہے کہ
اُنہون نے کتاب کو ملاحظہ کیا تو مضمون اشتہار کو مطالب کتاب سے مطابق نہ پایا۔ لہذا ایسے
اشتہار کا ایسے مستند رسالہ اشاعۃ السنہ مین درج ہونا مناسب نتھا۔ مین اس دلی دوست
کی اس شکایت کی قدر کرتا ہون اور اُسکو قدردانی اشاعۃ السنہ کی دلیل سمجہتا ہون۔ مگر مین
اشاعۃ السنہ کو اس شکایت کا مورد نہین سمجہتا۔ نہ وہ اشتہار اشاعۃ السنہ مین درج ہوا
نہ اسپر اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے کچہہ اپنی طرف سے لکہا۔ وہ اشتہار بفرمایش مولف علیحدہ
چہپا۔ اشاعۃ السنہ کے ساتہہ صرف تقسیم ہوا اور شیوع پایا یہہ اور یہہ عام قاعدہ ہے کہ بڑے
بڑے مشہور و معتبر اخبار و رسایل مین بہت سی تجارتی چیزون کے اشتہارات درج ہوتے
ہین پہر وہ اڈیٹر کیطرف سے نہین سمجہے جاتے ہین اور نہ اڈیٹر اُنکے ذمہ وار ہوتے ہین۔

ہمنے تو اس اشتہار کو درج رسالہ بھی نہین کیا صرف رسالہ کے ساتھہ شایع کیا ہے پھر ہمارا
رسالہ اس شکایت کا محل کیونکر ہو سکتا ہے ۔

## اعلان

کتاب براہین احمدیہ کے چھپنے میں مہتمم مطبع کی بعض مجبوریون کے سبب توقف ہو گیا
ہے اب مہتمم مطبع نے بتاکید وعدہ دیا ہے کہ حصہ سیوم کو بہت جلد چھاپ کر تیار کرتا ہون
پس ناظرین وخریداران اصطبار فرماوین اور عفو کو کام مین لاوین ۔

خاکسار غلام احمد ۔ از قادیان ۔ ضلع گورداسپور

## اشتہار

مولفین رسایل وکتب دین وغیرہ علوم کو واضح ہو کہ ان دنون ایک کتاب مسمی بنام النوایخ
تالیف جناب منشی حسین علی صاحب فرحت دہلوی (جو خاندان ابوالفضل وفیضی سے ہین)
لاہور مین چھپکر تیار ہوئی ہے ۔ اس کتاب مین ایک سے دو ہزار اعداد تک کے جملے وتاریخی
مادے اس کثرت سے موجود ہین کہ بنظر اس کے اس کتاب کو تاریخی مادون کا خزانہ کہا
جاسکتا ہے ۔ مولف عالی ہمت نے اس کتاب مین وہ کام کیا ہے جسکو لوگ بڑی
مشکل سمجھتے اور اسمین تاریخین بنانیکے وقت ہاتف غیبی سے مدد لیتے ۔ مولف نے عالم غیب
کو شاہد بنا دیا اور اس مشکل کو آسان کر دیا ۔ قیمت کتاب (عہ) محصول ڈاک (۴ر)
جو صاحب طالب وشایق ہون وہ بارسال قیمت میان نثار علی صاحب شہرت اڈیٹر اخبار
انجمن پنجاب لاہور ۔ یا الٰہی بخش کتب فروش لاہور بازار کشمیری سے درخواست کرین +

## اشتہار

جب یہانتک نوبت پہنچ گئی کہ سید احمد خان صاحب نے صاف یہہ لکھدیا کہ نبوت خدا کی
طرف سے مقرر نہین ہوتی اور نہ خدا کی طرف سے کوئی پیغام لاتا ہے اور جو پیغام لانیوالا
پیغمبر کو نظر آتا ہے وہ (نعوذ باللہ منہا) صرف اسی طرح کا خیال ہوتا ہے جیسے جنون کو

بند ہوجاتا ہے معجزات کا بالکل انکار کیا اور معجزات کی دلیل نبوت ہو نہین بہت سی
گفتگو کی - حضرت موسیٰ کیواسطے جو دریا کا پانی جدا ہوگیا تہا اُسکو مدّ و جزر بتایا معجزہ سے
انکار کیا - ملٰئکہ کے وجود سے بالکل انکار کیا اور یہہ بھی صاف کہدیا کہ قرآن سے جو حکم ثابت
ہو یقین کرنیکے قابل نہین - احادیث صحیح کا انکار تو اپنے اوپر فرض سمجھلیا اور رسول اللہ
کے قول کی ذرا بھی وقعت نہ سمجھی فرشتون کو یہہ کہا کہ وہ مسلمانون کے اعتقاد کے بہوت
چیلون کیطرح منڈلاتے پہرتے ہین - حورون کو اِس ملک کی کھوسنون سے تشبیہ دی
جنت و نار کی حقیقت جو قرآن سے ثابت ہوتی ہے اُسکو بیہودگی بتایا - چنانچہ سب تصریحات
سید احمد خان صاحب کی تفسیر مین موجود ہین - اور یہ مضامین اُردو مین چھاپ کر شائع کرنے
شروع کئے اور لوگون نے اُن مضامین کو نہایت عجیب سمجھکر بہت شوق سے دیکھنا شروع
کیا اور اِس قسم کی کتابین گران قیمت ہاتہون ہاتہہ بکنی شروع ہوئین اور اُنکے دیکھنے سے
عوام کے اعتقاد مین خرابی آنے لگی - اور خدا نخواستہ مذہب اسلام مین فتنہ عظیم پیدا
ہونیکا خوف ہوا پس ہمنے اللہ کی توفیق سے حسبۃً للہ اِس فتنہ کے دفع کرنیکے لئے کمر
ہمت باندہی ہے اور نیچریون کی ردّ مین ماہوار ایک پرچہ بطور اخبار جاری کرنا تجویز کیا ہے
جسکی قیمت سالانہ گورنمنٹ انگریزی و والیان ملک سے عـہ رؤسا امرا سے عـہ عام
شائقین سے ـہ مع محصولڈاک مقرر کی گئی ہے - یہہ پرچہ یکم ماہ شعبان سے جاری ہوا ہے
برادران دینی سے توقع ہے کہ حمایت اسلام کو فرض سمجھکر اِس کار خیر مین ہماری مدد کرین
تاکہ اُسکے مصارف کے مشکلات اُسکے اجرائے کے مانع نہون اور اُنکی مدد صرف
اسقدر کافی ہے کہ ایک ایک پرچہ اپنے ملاحظہ کے واسطے منظور فرماوین ہر قسم کی
تحریر پیڈ اور کاغذ زر رجسٹری شدہ بنام مالک مطبع آنا چاہیئن جو حضرات مضامین
سے امداد فرمائینگے ایک پرچہ مفت پائینگے +

العبد محمد اسمٰعیل مالک اخبار سیف اعظم مراد آباد

## اڈیٹر لکھتا ہے

اس رسالہ کے دو نمبر بابت شعبان و رمضان ۱۳۰۹ھ میری نظر سے گزرے ہین مؤلف رسالہ نے جزاہ اللہ خیرا) تحریر و بیان مین ایسا اختصار و ایجاز مدنظر رکھا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے و مع ذلک جس مضمون سے تعرض کیا ہے اسمین الزام مخاطب کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے - اِس کمال معنوی پر اسکا حسن صوری اور ہی جلوہ دکھا رہا ہے اور حلیہ خط زیبا اور طبع مصفا زیب و زینت دوبالا کر رہا ہے - تس پر معاوضہ روپئے نمائی قلیل ہے - شایقو دوڑو اور اِس یوسف کے خریدارون مین داخل ہوکر باین الفاظ خدا کا شکر ادا کرو ۵ جماوی چند دادم جان خریدم - بحمد اللہ عجب ارزان خریدم

## رسالہ نیچر خوبی پر

## ریویو

یہہ رسالہ میرے ایک عزیز دوست ڈاکٹر خوب داد خان کی تالیف ھی اسمین مولف نے نیچر (یعنی مخلوقات) کے صنایع و بدایع کو اِس خوبی سے بیان کیا ہے کہ اس سے بے اختیار وجود خالق کا اقرار کرنا پڑتا ہے - اور اِس بیان سے امام غزالی کے اُس قول کو تصدیق کیا ہے جو اُنکے رسالہ منقذ من الضلال سے اشاعت السنہ نمبر ۵ جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ مین منقول ہوا ہے کہ حکماء طبعیین نے عالم طبعیت اور عجائبات حیوانات و نباتات مین (جو منجملہ نیچر ہین) بحث کی اور علم تشریح اعضاء حیوانات کو ٹٹولا اور اسمین خدا کے عجائب صنائع کو دیکھا تو انکو ناچار خداوند عالم کے وجود کا قائل ہونا پڑا - اور اِس تشریح اور عجائبات منافع اعضاء مین جو کوئی غور کریگا اُسکو ضرور علم بوجود خالق حاصل ہوگا -

مین اِس رسالہ کو بدل پسند کرتا ہون اور اہل شوق کو اُسکی خریداری کی رغبت دلاتا ہون اسکی قیمت معہ محصولڈاک (۲ ر) مقرر ہوئی ہے اور مواضع فروخت مقامات ذیل ہین -

(۱) دہلی بازار فتحپوری - دوکان شیخ نور الہی سوداگر ادویات انگریزی -

(۲) دہلی چتلی قبر - دوکان ڈاکٹر غفار داد خان -

(۳) رانی کھیت کسریٹ - مقام سکونت مولف سلمہ اللہ -

# مناظرات مذہبی
## پر
# مناسب رائے

### لائق توجہ گورنمنٹ واراکین ہر مذہب وملت

جو درحقیقت بحث ومناظرہ تقریری وتحریری کے لئے ایک دستور العمل وقانون امن ہے
اور اس سے عموماً مباحثات تحریری وتقریری مختلف فرقہا اہل اسلام - ہنود - نصاری
وغیرہ مذاہب پر ہر منصف کی رائے کو رائے لگانیکا موقع ملسکتا ہے کہ ازانجملہ کونسا مباحثہ
مبنی برانصاف ومثمر خیر ہے اور کونسا مجادلہ مبنی بر اعتساف ومنجر بفساد وشر ہے ؛

**مناظرہ** اصطلاح علما فن مین اس بحث وگفتگو کا نام ہے جو اظہار صواب وتحقیق حق کے
نظر سے کیجاتی ہے اور یہہ مناظرہ حق وباطل وصواب وخطا مختلف آرا کے تحقیق وتمیز
کے لئے عمدہ ذریعہ ہے - یہہ مناظرہ نہ ہوتا تو بہت سی باتون کے صواب وخطا کا انکشاف
نہوتا - مگر افسوس ایک مدت دراز سے مختلف فرقہا اہل اسلام وغیرہ اہل ملل ونحل سے وجود مناظرہ
عنقا صفت ہوگیا ہے اور بجائے اسکے **مجادلہ** (جو بحث بغرض الزام مخاطب سے عبارت
ہے) یا **مکابرہ** (جو بلا کسی غرض ومنفعت کے شور وشغب کرنیکا نام ہے) اکثر لوگون
مین مروج ودستور العمل ہورہا ہے ع پری نہفتہ رخ ودیو در کرشمہ وناز + بسوخت عقل
زحیرت کہ این چہ بو العجبیست - پھر اس مجادلہ یا مکابرہ مین بھی تہذیب وانصاف سے کام
نہین لیا جاتا - بلکہ بے تہذیبی وناانصافی کو درجہ کمال پر پہنچایا جاتا ہے انکے **مناظرے**
(جو درحقیقت مجادلے یا مکابرے ہین) **دو قسم** ہوتے ہین -

**قسم اول** مناظرات تقریری **قسم دوم** مناظرات تحریری -

**قسم اول** کا بعینہ وہی حال ہوتا ہے جو درندون (تعیین جنس و نام سی لحاظ آتا ہی) کی لڑائی مین دکھائی دیتا ہے - جب دو درندے آپسمین مقابلہ کرنا چاہتے ہین تو پہلے ایک دوسرے کو تیوڑی چڑھاکر تیز نگاہ سے دیکھتا ہے پھر تھوڑی تھوڑی گونجتی ہوئی آواز نتھنون سے نکلتی ہے - پھر تھوڑا سا جبڑا کھلتا ہے اور دانت دکھائی دینے لگتے ہین - پھر حلق سے آواز آنے لگتی ہے - پھر دو باچھین چڑجاتی ہین اور دانت باہر نکل آتے ہین اور موہنہ سی جھاگ نکل پڑتی ہے اور سخت آواز کے ساتھہ ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اُسکی ٹانگ اُسکو موہنہ مین اور اسکا ہاتھہ اسکے جبڑے مین اس نے اسکو پھاڑا اور اُس نے اسکو پچھاڑا آخر جو دونون مین سے کمزور ہوا دم دباکر بھاگا -

**یہی حال** اِن بے انصاف و غیر مہذب مجادلین کی مجالس مناظرہ مین ہوتا ہے پہلے ایک دوسرے کو آہستگی سے ایک ایسی الزامی بات جو اسکا دل دکھائے کہتا ہے وہ اسکے جواب مین ویسی ہی الزامی بات اُسکے ذمہ لگاتا ہے - پھر وہ جواب مین کہتا ہے تم جاہل ہو اس بات کو تم کیا جانو - وہ جواب دیتا ہے تم کافر ہو تم مسایل دین کو کیا سمجھا نو - پھر دونون فریق کی نگاہیں بدل جاتی ہین تیوڑیان چڑہ جاتی ہین باچھین چڑ جاتی ہین دانت نکل پڑتے ہین موہنہ سی تہوک اوڑنے اور جھاگ نکلنے لگتی ہے سانس چڑہ جاتا ہے چیخ و چلاہٹ شروع ہو جاتی ہے - آستینین چڑہاکر ہاتھہ پہیلاکر ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اسکی ڈاڑھی اسکے ہاتھہ مین اور اُسکی گردن اُسکی بغل مین - اسکا جوتا اوسکی سر پر اور اسکا مکہ اسکے موہنہ پر خوب سر پھٹول ہوتی ہے - آخر کمزور آدمی پٹ کر کپڑے جہاڑتا سر کے بال سنوارتا ہوا گھر کی راہ لیتا ہے - **اور اگر** اِس مجلس مین کوئی عقلمند ہوا ہوا اور مارپیٹ کی نوبت نہ آئی تو گالی گلوچ تو ضرور ہی ہوتی ہے - پھر مارپیٹ کی کسر کچہری عدالت مین نکالی جاتی ہے اُس نے اس پر توہین مذہب کی نالش کردی اُس نے اسپر

ازالہ حیثیت عرفی کی عرضی دی - آخر فریقین مین سے کسی نہ کسی کو قید یا جرمانہ کی سزا ہوتی ہے یا مچلکہ وضمانت دیکر خلاصی ہوتی ہے اور اگر کسی دور اندیش کے کہنے سننے سے نالش رک گئی تو اُسکی کسر تحریرات واخبارات کے ذریعے نکالی جاتی ہے کوئی (جسکا فتوی چلتا ہے) تو اپنے مخالف کی نسبت گریز وفرار کا اشتہار دیکر یہہ فتوی لگاتا ہے کہ اسکا حقہ پانی بند کیا جاوے اور اُسکے پیچھے کوئی نماز نہ پڑہے اور اُسکے ساتھ کہانے پینے ملنے بیٹھنے کا برتاؤ ومعاملہ کوئی نرکھے جو ایسا کریگا وہ بھی دین سے خارج کیا جاویگا اور اُسکا حقہ پانی بند ہوگا - اور کوئی (جو مفتی قاضی نہین ہوتا) اخبارون واشتہارون کے ذریعہ سے اپنے مخالف کی گریز وفرار وکفر وارتداد کی تشہیر کرتا ہے اور اُسکی نسبت جو نہ کہنا ہو سو کہتا ہے - الغرض ایک دوسرے کے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوتا -

**اسکا سد واصل اصول یہی ہے** کہ پہلے ہی سے ہر ایک فریق کو اپنے مخالف کا ذلیل کرنا منظور رہتا ہے - اور جلسہ مناظرہ اسی غرض وتقریب سے منعقد کیا جاتا ہے - حق کہنا یا حق سننا اپنی غلطی پوچھنا یا دوسرے کی غلطی بتانا کسی کو مدنظر نہین ہوتا پھر اس ذلیل کرنے مین کوتاہی کرنے مین خلاف مفروض لازم آتا ہے جسکا ارتکاب ایسے مشہور پہلوانون سے کب ممکن ہے لہذا جتنے جسقدر بن آتی ہے تذلیل خصم مین کوشش کرتا ہے -

یہ باتین ہمنے فرضی واحتمالی نہین کہین بلکہ واقعی ویقینی بیان کی ہین جو اپنی آنکھون سے دیکھی یا کانون سے سنی ہین -

لاہور - امرتسر - بٹالہ - وزیر آباد - مانگٹ والہ بھیرہ خوشاب - لودہیانہ - دہلی - کوٹلی لوہاران - پیلی بھیت - آرہ - وغیرہ متعدد مقامات کی مناظرات مین ان باتون کا وقوع ہوا - کہین مارپیٹ ہوئی کہین فتوون کی تلوار چلی

تصدیق مضمون [illegible]

کہین عدالتون تک نوبت پہنچی کہین اخبارون واشتہارون مین خاک اوڑہی۔ اور سب وشتم وطعن وتوہین سے توکوئی مجلس خالی نہین گزری۔ میرے اس بیان مین کسیکو شک ہوگا تومین بتفصیل حالات مناظرہ ہرایک مقام کی اوسکی تسلی کردونگا۔

ان مناظرات کا یہ حال دیکہکر مین نے لہا سال سے اُنکی مجالس عامہ مین مناظرہ کرنے سے اعراض وانکار اختیار کر رکہا ہے اور جب کوئی برطبق مثل مشہور (تومان نمان مین تیرا مہمان) خواہ مخواہ مدعی مناظرہ ہوتا ہے تو اوسکے سامنے ایسے شروط کو پیش کیا جاتا ہے کہ اولاً تو اون شروط کی یمن و برکت سے وہ ظاہری مناظرہ (جو حقیقت اور باطن مین جہاد مجادلہ ہوتا ہے) وقوع مین نہ آوے اور وہ شروط اس معدن شر وفساد کے روکنے کے لئے قل اعوذ برب الفلق الخ و قل اعوذ برب الناس الخ کا کام دین اور اگر وہ مناظرہ وقوع مین آہی جاوے توجس شر وفساد کا اس سے اندیشہ ہوتا ہے وہ واقع ہونے نہ پاوے۔ مفسدین کی نیت فساد دل کی دل ہی مین رہجاوے اون شروط کی پابندی اونکو کچہہ نکرنے دے۔ وہ شروط سحر یا اعجاز کا کام دین اور بقلب حقائق بطور خرق عادت انکی مجادلہ کو مناظرہ بنا دین۔

اون شروط کو مینے مختلف اوقات ومتعدد مواضع مین پیش کیا ۱۸۸۶ء مین بمقام وزیرآباد۔ و مئی وجون ۱۸۸۸ء مین بمقام کاٹہ گڈہ (چنانچہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲ مئی و ۹ جون ۱۸۸۸ء مین مندرج ہے) اور اکتوبر ۱۸۸۸ء مین بمقام بٹالہ ضلع گورداسپورہ (چنانچہ ضمیمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۸۸ء مین مرقوم ہے) اور اپریل ۱۸۹۱ء مین بجواب درخواست مناظرہ اہل دہلی۔ چنانچہ اشاعت السنہ نمبر ۴ جلد ۱۴ مین منقول ہے۔ آخری شروط جو اہل دہلی کے جواب مین پیش کی گئی تہین اونکی تفصیل معروض ذیل ہے

جنکے عرض و بیان سے غرض یہہ ہے کہ ناظرین اور وہ اراکین جنکو ہم اس مضمون کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین اون شروط کو غور کی نگاہون سے دیکھین پہر اونکے واجبی یا ناواجبی ہونے کی نسبت منصفانہ رائے دین۔

## وہ شروط یہ ہین

**الف** حضرات مخاطبین مدعیان مباحثہ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کرین کہ ہم عام مجلس مین مذہبی گفتگو کرنا چاہتے ہین ہمکو پولیس کی مدد دیجاوے اور شور و فساد سے مجلس مین امن رہے جبتک یہ انتظام مجلس کا نہوگا عام مجلس مین مباحثہ نکیا جاویگا۔

**ب** اس مجلس عام کی حاضرین کی بہی فہرست لکہی جاوے تاکہ وہ لوگ جو ثقہ نہین نہ عزت کا خوف رکہتے ہین نہ مواخذہ پولیس سے ڈرتے ہین اور سخت کلامی سے رہ نہین سکتے اس جلسہ مین شامل نہونے پاوین۔

**ج** فریقین سے ایک ایک شخص گفتگو کیواسطے مقرر ہو اور اسکے سکوت کو سب اپنا سکوت و الزام مان لین اور جب وہ ساکت ہوکر رہ جاوے تو پہر دوسرے شخص کو اسی شرط سے پیش کرین۔

**د** کوئی شخص جانبین سے کلام مناظرین مین دخل نہ دے نہ شہادۃً نہ اعانۃً نہ صراحۃً نہ اشارۃً

**ہ** کوئی شخص مناظرین و حاضرین مجلس کی نسبت سخت کلامی و توہین نکرے نہ زبان سے نہ کسی فعل یا اشارہ سے۔

**و** جو کچھہ فریقین بیان کرنا چاہین وہ پہلے تحریر مین آوے پہر تقریر مین اور تا اختتام کلام ایک فریق کے دوسرا شخص لب نہ ہلاوے۔

**ز** اثناء گفتگو مین مبحث مقصود سے خروج نہو اور اگر کوئی اجنبی امر مقصود کا

موقوف علیہ ہو تو اوسکو قبل از بحث طے کرلیا جاوے۔

ح مسائل بحوثہ مقرر کئے جاوین۔ پہر قبل اختتام بحث اون مسائل کے فریقین دوسری طرف نہ جاوین۔

ط جب کسی فریق کے نزدیک بحث اختتام کو پہنچے تو تحریرات طرفین کسی منصف مسلم الطرفین کے پاس ارسال کیجاوین۔ پہر جو منصف صاحب بحث روئداد تحریرات (نہ اپنی خیالی تحقیقات) کے فیصلہ کرے وہ فریقین تسلیم کرلین۔

ی جو شروط مذکورہ خصوصاً شرط چہارم و پنجم کا خلاف کرے وہ مجرم قرار دیا جاوے اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا کا مستحق ہو۔ اور یہہ بات بطور اقرارنامہ فریقین سے لکہوائی جاوے۔

ان شروط نے اکثر مواضع مین تو مسودتین کا کام دیا اور اصل مناظرات معدن فسادات کو وقوع سے روکا۔ اور بعض جگہہ مناظرہ وقوع مین آیا تو ان شروط کی برکت سے عین مجلس مناظرہ مین شر و فساد ہونے پایا۔ اگرچہ بعد اختتام مناظرہ خصوم ناانصاف نے بذریعہ تحریرات و اشتہارات اپنا آخری کام کرلیا۔ اصلی واقعات کو برخلاف واقع مشہور کرکے لوگون کو بہگایا اور پہلی حالت سے ہٹایا اسی نظر سے مین ایسے مناظرات کے نہونے کو ہونے پر (اگرچہ بپابندی شروط ہون) ترجیح دیتا ہون۔ اور جن مواقع پر عدم تسلیم شروط کے سبب مناظرہ موقوف رہا انکو اون مواقع سے جہان بپابندی شروط وقوع مین آیا بنظر مآل و انجام کار بہتر سمجہتا ہون اور اکثر جہان کہین سے مناظرہ کے لئے میری طلبی ہوتی ہے اعراض و انکار کرجاتا ہون۔

میرے بزعم خود دشمن و نادان دوست میرے اس اعراض و انکار کو گریز و فرار و پست ہمتی و بزدلی کہتے ہین مگر مین بخیال مآل و انجام کار اس

اعراض و انکار کو بڑی خوشی و افتخار سے اپنا شعار سمجھتا ہون۔ اور ایک بار نہین ہزار بار کہتا ہون کہ مین ایسے مناظرون سے ہمیشہ کے لئے انکاری ہون۔ میرے اس انکار کو وہ لوگ دنیا مین پھیلاوین اور مجھے کبھی کسی مناظرہ مین نہ بلاوین۔ ہان ایسے مناظرات سے مجھے انکار نہین ہے جو درحقیقت مناظرات ہون۔ یعنے دوستانہ بحث و گفتگو بغرض اظہار صواب و تحقیق ہو۔ فریقین اپنی غلطی خیال کا دریافت کرنا یا دوسرے کی غلطی رائے کا اخلاق و محبت و انسانیت سے ظاہر کرنا چاہین اور وہ لوگ بھی ایسے ہون جنمین باہم سابق کینہ و عداوت و بداخلاقی و نفسانیت نپائی جاوے۔ بلکہ حسن خلقی و نیک نیتی سے اونکی شہرت ہے۔ اور مجمع عام مین اوباش خلائق کا جمع کرنا بھی وہان مرکوز خاطر نہو۔ دو چار دوست باہم ملکر بیٹھین اور نہایت متانت و شائستگی سے گفتگو کرین۔ جب ایک دوسرے کے جواب و خلاف مین کچھہ کہنا چاہے تو ایسے الفاظ سے اپنے خلاف کو تعبیر کرے کہ دوسرے کو اسمین مخالفت و نفسانیت کی بو نہ آوے **مثلاً** یون کہے کہ آپکا فرمانا بجا ہے مگر میرے فہم ناقص مین نہین آیا۔ آپ اس مدعا کو دوبارہ ادا کرین۔ اور میرے ان شکوک کو جو اس مدعا کے نسمجھنے سے مجھے مانع ہوئے ہین حل کردین۔ **یا یون** کہے کہ آپکی تقریر ماشاء اللہ نہایت سچائی و نیک نیتی پر مبنی ہے مگر افسوس فلان فلان وجہ سے مجھے اس سے توافق کرنے مین عذر ہے۔ اسی قسم کے دو تین دفعہ تقریرین کری۔ پھر جب دیکھے کہ مخاطب ہماری بات نہین سمجھتا۔ یا جو وہ کہتا ہے اپنی سمجھہ مین نہین آتا تو اس گفتگو کو دوسرے وقت پر موقوف و معلق کردے اس پیرایہ و عذر سے کہ اس وقت ہمارا فہم اس گفتگو کے سمجھنے سے قاصر ہے اسلئے اوسکو دوسرے وقت پر ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس عنوان سے گفتگو ہو تو تقریر حق و مدلل دوسری کے

دل مین تریاق کا سا اثر پیدا کرے اور مناظرہ واقعی اثر دکھائے۔

**قسم دوم** (یعنے مناظرات تحریری جو بذریعہ کتب و رسائل وقوع مین آتی ہین) کا بھی ایسا ہی حال ہوتا ہے - فرق اتنا ہے کہ ان مین سر پھٹول اور جوتم جوتا کی نوبت نہین آتی باقی سب وشتم وطعن وتوہین وفتوون اور نالشون کی تلوار بدستور چلتی ہے - ان سب باتون کی تفصیل اور اسکی شناعت وقباحت پر دلیل سے مجھے اس مقام مین بحث نہین میری بحث **دو امر** سے ہے اور ان ہی کی طرف ناظرین کو توجہ دلانا میرا مقصود ہے -

**امر اوّل** یہہ کہ ان تحریرات مین بعض اشخاص اپنے مخاطب کے علاوہ اسکے معبودون واکابر مذہب کو برا کہتے ہین اور رسب وتوہین سے یاد کرتے ہین اور یہہ امر میرے خیال وعلم مین کسی مذہب کے رو سے جائز نہین ہے - اور مذاہب کے نقل و بیان سے تو مین اس مقام مین تعرض نہین کرتا اسکو ان ہی مذاہب کے حامیون اور عالمون کے بیان پر حوالہ کرتا ہون - مذہب اسلام کے ہدایت ونصیحت کو اس مقام مین ہدیہ ناظرین کرتا ہون - اللہ تعالے نے قرآن مجید مین ارشاد فرمایا ہے مت گالی دو انکو جنکو یہہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہین (ایسا کرو گے) تو یہہ ازراہ تعدی خدا کو گالیان دینگے -

> ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (انعام رکوع ۱۳)

اور اوسکے رسول مقبول نے فرمایا ہے کبیرے گناہون سے ایک بڑا گناہ یہہ ہے کہ انسان اپنے مان باپ کو لعنت کرے لوگون نے کہا یا رسول اللہ صلعم مان باپ کو کوئی کیونکر لعنت کرتا ہے - فرمایا یہہ کسیکے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے بدلے اسکے باپ کو گالی دیتا ہے یہہ اسکی مان کو گالی دیتا ہے وہ

> عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال النبی صلعم ان من اکبر الکبائر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ رواہ البخاری صہ۸۸ فی صحیحہ -

اسکی مان کو گالی دیتا ہے

یہہ آیہ خدا تعالے نے مشرکین عرب کے اس قول کو کہ تونے قرآن لوگون سے سیکھا ہے ذکر کرنے کے بعد فرمائی ہے جس سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان انکے اس قول کو سنکر اسکے بدلے و مقابلہ مین انکے معبودون کو برا کہین۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسکے بدلہ مین خدا کو برا کہنے لگ جاوین۔ اسمین ہمارے عین مقصود اور مبحوث عنہ کا قانون بتایا اور یہ فرمایا ہے کہ جب بحث و مناظرہ مین خصم جہالت و نفسانیت اختیار کرے تو اوسکے جواب مین تم جہالت اختیار نکرو بلکہ درگذر کرکے اعراض کر جاؤ۔ چنانچہ دوسری آیات مین ارشاد فرمایا ہے۔ جب مومن لغویات کسی سے سنتے ہین تو اس سے

| | |
|---|---|
| واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ قصص ع ۶ | منہ پہیر لیتے ہین اور کہتے ہین ہمارے لئے ہمارے اعمال تمہارے لئے تمہارے۔ اور |
| واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما | فرمایا جب ان سے جاہل مخاطب ہوتے ہین |
| واذا مروا باللغو مروا کراما۔ فرقان ع ۶ | تو وہ سلام کہکر پیچہا چہوڑاتے ہین۔ اور فرمایا |

جب وہ بیہودہ مجالس سے گذرتے ہین تو انسے بچکر نکل جاتے ہین۔

یہ معنے آیت کے جو ہمارے خیال مین آئے ہین بعینہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمائے ہین چنانچہ کہا ہے۔ "اعلم ان ہذا الکلام ایضا متعلق بقولہم للرسول انما جمعت ہذا القرآن من مدارسۃ الناس ومذاکرتہم فانہ لا یبعد ان بعض المسلمین اذا سمعوا ذلک الکلام من الکفار غضبوا وشتموا آلہتہم علی سبیل المعارضۃ فنہی اللہ تعالی عن ہذا العمل لانک متی شتمت آلہتہم غضبوا فربما ذکروا اللہ تعالی بما لا ینبغی من القول فلاجل الاحتراز عن ہذا المحذور وجب الاحتراز عن ذلک المقال۔ وبالجملۃ فہو تنبیہ علی ان خصمک اذا شافہک بجہل وسفاہۃ لم یجز لک ان تقدم علی مشافہتہ بما یجری مجری کلامہ فان ذلک یوجب فتح باب المشاتمۃ والسفاہۃ وذلک لا یلیق بالعقلاء۔

اِس عبارت کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو ہمنے بیان معنی آیت مین کیا ہے اسکی اعادہ وتکرار کی حاجت نہین ہے - اور **تفسیر کبیر و معالم** وغیرہ مین یہہ بھی کہا ہے کہ مسلمانون نے انکے معبودون کو برا کہا تسپر اس آیۃ کا نزول ہوا - اور تفسیر معالم مین ہے کہ ابن عباس (صحابی) نے فرمایا ہے جب آیت انکم و

قال ابن عباس لما نزلت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم قال المشرکون یا محمد لتنتہین عن سب آلہتنا اولنہجون ربک فنہاہم اللہ تعالی ان یسبوا اوثانہم - وقال قتادۃ کان المسلمون یسبون اصنام الکفار فنہاہم اللہ عزوجل عن ذلک لئلا یسبوا اللہ فانہم قوم جہلۃ ... فلما نزلت ہذہ الآیۃ قال رسول اللہ صلعم لاصحابہ لا تسبوا ربکم فامسک المسلمون عن سب آلہتہم - وظاہر الآیۃ وان کان نہیا عن سب الاصنام

ما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم نازل ہوئی تو مشرکین نے کہا یا محمد ہمارے معبودون کے برا کہنے سے تو باز آ ورنہ ہم تیرے رب کو برا کہینگے - پس خدا تعالے نے انکے معبودون کو بُرا کہنے سے منع کردیا - قتادہ (تابعی) نے کہا ہے مسلمان بتون کو بُرا کہتے تہے - تسپر خدا تعالے نے انکو اس سے منع کیا تاکہ وہ خدا کو بُرا نہ کہین اسلئے کہ وُہ جاہل قوم ہے (اسکے بعد معالم مین وفات ابو طالب کا قصہ نقل کیا جس مین اسی قسم کا بیان ہے - پھر فرمایا) جب یہ آیۃ ممانعت دشنام دہی نازل ہوئی تو آنحضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تم اپنے خدا کو برا نہ کہو پس لوگ انکے معبودون کو برا کہنے سے رک گئے اس آیۃ مین اگرچہ ظاہر بتون کے بُرا کہنے سے ممانعت ہی مگر درحقیقت خدا کو برا کہنے سے ممانعت ہے اِس لئے کہ بتون کو بُرا کہنا خدا کو برا کہنے کا سبب ہے -

مجدد العصر مشہر العلم فے البدو والحضر مرجع العز والکمال نواب ریاست بہوپال لازال بالاقبال نے تفسیر **فتح البیان** مین فرمایا ہے کہ اس آیۃ کے معنے یہہ مین ای محمد والمعنی لا تسب یا محمد الہۃ کفار کے معبودون کو برا نہ کہہ یہہ خدا کو برا کہنے کا سبب

هؤلاء الكفار التي يدعونها من دون
الله فيتسبب عن ذلك سبهم لله
عدوا وتجاوزا عن الحق وجهلا
منهم وفي هذه الآية دليل على ان
الداعي الى الحق والناهي عن الباطل
اذا خشي ان يتسبب عن ذلك ما هو
اشد منه من انتهاك حرم ومخالفة
حق ووقوع في باطل اشد كان الترك
اولى بل واجبا + + + وقد ذهب
جمهور اهل العلم الى ان هذه الآية
محكمة ثابتة غير منسوخة وهي اصل
اصيل في سد الذرائع وقطع التطرق
الى الشبه + + + وعن ابن عباس قال
قالوا يا محمد صلعم لتنتهين عن سبك آلهتنا
او لنهجون ربك فنهاهم الله ان يسبوا
اوثانهم فيسبوا الله عدوا بغير علم
وقد ثبت في الصحيح ان رسول الله
صلعم قال ملعون من سب والديه
قالوا يا رسول الله وكيف يسب الرجل
والديه قال يسب ابا الرجل فيسب
اباه ويسب امه فيسب امه

ہوگا اس آیت مین اس بات پر دلیل ہے کہ
جو شخص لوگون کو حق کیطرف بلاوے اور
باطل سے ہٹاوے جب اسکو اس امر و نہی
کے سبب اس سے بڑھکر ہتک حرمت و
مخالفت حق و ارتکاب باطل کا خوف ہو تو
اسوقت امر و نہی کو ترک کرنا اولی بلکہ واجب
ہے + + + جمہور اہل علم قائل ہین کہ یہ آیت
محکم ہے منسوخ نہین - اور یہہ فساد کی ذریعون
کے روکنے اور شبہون کیطرف چلنے کو توڑنے
کے لئے عمدہ قانون ہے -

اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے
کہ (منکرون نے) کہا اے محمد تو ہماری معبودون
کے برا کہنے سے باز آ نہین تو ہم تیری خدا کو
برا کہینگے پس خدا نے انکے بتونکے برا کہنے سے
منع کیا تاکہ وہ خدا کو برا نہ کہین - اور صحیح بخاری
مین ثابت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ملعون ہے
جو مان باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے کہا مان
باپ کو کوئی کیسے گالی دیتا ہے فرمایا یہہ کسیکے
باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے باپ کو گالی دیتا
ہے یہہ کسی کی مان کو گالی دیتا وہ اسکی
مان کو -

اور تفسیر کبیر مین امام رازی نے فرمایا ہے اس پر کوئی یہہ شبہہ کرسکتا ہے کہ بتونکو

لقائل ان یقول ان شتم الاصنام من اصول الطاعات فکیف یحسن من الله تعالی ان ینهی عنها والجواب ان هذا الشتم وان کان طاعة الا انه اذا وقع علی وجه یستلزم وجود منکر عظیم وجب الاحتراز منه والامر ههنا کذلک لان هذا الشتم کان یستلزم اقدامهم علی شتم الله وشتم رسوله وعلی فتح باب السفاهة وعلی تنفیرهم عن قبول الدین وادخال الغیظ والغضب فی قلوبهم فلکونه مستلزما لهذه المنکرات وقع النهی عنه + + + قال وهذه الایة تدل علی ان الامر بالمعروف قد یقبح اذا ادی الی ارتکاب منکر والنهی عن المنکر یقبح اذا ادی الی زیادة منکر وغلبة الظن قائمة مقام العلم فی هذا الباب وفیه تادیب لمن یدعوا الی الدین لئلا یتشاغل بما لا فائدة له فی المطلوب لان

برا کہنا تو تابعداری کی جڑھ ہے پہر اس سے خدا تعالی کا منع کرنا کیونکر درست ہوسکتا ہے اسکا **جواب** یہہ ہی کہ یہہ برا کہنا اگرچہ تابعداری کی بات ہی مگر جب تابعداری ایسے طور پر وقوع مین آوے جس سے بہت بری بات پیدا ہو تو اس سے بچنا لازم ہے اور یہان یہی امر موجود ہے انکی بتون کو برا کہنا خدا کو برا کہنے اور رسول کو گالیان دینے اور جہالت کا دروازہ کہل جانے اور ان لوگونکو دین اسلام سی بہگانی اور انکے دلون مین غیظ و غضب پیدا کرنیکا موجب ہوتا ہے اسلئے خدا تعالی نے اس سے منع کیا + + +

اور فرمایا ہے کہ اسی آئتہ سی یہہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ اچہی بات کا لوگون کو حکم دینا کبہی برا ہی ہوجاتا ہی۔ جب وہ اور برائیون کے ارتکاب کا موجب ہو۔ اور بری بات سے روکنا برا ہوجاتا ہے جب وہ زیادہ برائی کرنیکا باعث ہو۔ اور اس امر کے تصفیہ کے لئے غلبہ ظن قائمقام یقین

وصف الاوثان بانها جمادات لا تنفع ولا تضر یکفی فی انقداح فی الٰهیتها فلا حاجة مع ذالک الیٰ شتمها

ہوسکتا ہے۔ اور اس آیۃ مین یہہ بہی ادب سکہایا ہے کہ واعظ یا منادی کرنے والے کو چاہئے کہ بیفایدہ بات مین مصروف نہو بتون کی الوہیت توڑنے کے لئے جب اتنا کہنا کہ وہ پتہر ہین اور نفع و نقصان پر قادر نہین کافی ہے تو پہر انکو گالیان دینے کی کیا حاجت۔

**اِس آیت اور اِس حدیث** سے بشہادت تفسیر و بیان اکابر اسلام بخوبی ثابت ہے کہ اثناء مباحثہ و مناظرہ مین یا خارج از مباحثہ کسیکے معبود و بزرگ و پیشوای و بانی مذہب کو (گو واقع مین وہ مبطل و گمراہ و برا کہنے کے لائق ہی کیون نہو) ایسی حالت مین برا کہنا کہ اسکے بدلہ مین خدا اور رسول کو برا کہلانیکا اندیشہ ہو ممنوع و حرام ہے۔ اور وہ عین خدا اور رسول کو برا کہنا ہے۔ جو جلب لعنت و غضب الٰہی کا موجب ہے۔ اسکا خلاف ہم نے کتاب و سنت مین کہین نہین دیکہا۔ اور کسی آیت یا حدیث مین نہین پایا کہ جس حالتمین کسی گمراہ یا معبود باطل کو برا کہنے سے خدا و رسول کو برا کہلانیکا خوف ہو تو اس حالت مین انکو برا کہنا جائز ہے یا یہہ امر کسی ہادی و بانی مذہب سے سرزد ہوا ہے۔

جو لوگ اِس قسم کے مباحث غیر مہذبانہ کے عادی ہین اور غیر مذہب کے اکابر کو برا کہنے اور اسکے بدلے اپنے اکابر کو برا کہلانے کو منجملہ طاعات عمر ہی ایک بڑی طاعت جانتے ہین اور اِس امر کو جہاد لسانی خیال کرتے ہین اپنے اِس خیال پر بدلائل ذیل استدلال کرتے ہین۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وقت کے کافرون سے عین اثناء مباحثہ مین مخاطب ہو کر فرمایا۔ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ۔ یعنے تف ہے تمکو اور تمہارے معبودونکو جنکو خدا کے سوا پوجتے ہو۔

(۲) خدا تعالیٰ نے خود کفار کے معبودون کی نسبت فرمایا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ یعنے تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ

کا ایندہن ہو۔

(۳) آنحضرت صلعم نے عین مقابلہ مین مشرکین کو بُرا کہلایا اور حسان بن ثابت بفر شاعر کو انکی ہجو کے لئے مسجد مین منبر رکھوادیا۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین موجود ہے۔

(۴) محدثین ہر عصر و طبقہ کے غیر ثقات لوگون کو برا کہتے چلے آئے ہین اور سخت الفاظ کذاب و دجال وغیرہ سے یاد کرتے رہے ہین۔ وقس علی ہذا۔

مگر ہمارے خیال مین یہہ استدلالات انکے خیالات کی تائید سے قاصر ہین۔ بات جسمین ہماری انکی نزاع ہے یہہ مفروض و مقرر ہے کہ جس حالت مین معبودون باطل یا اکابران کو برا کہنے مین جانب مقابل سے خدا کو بُرا کہنے کا اندیشہ ہو اس حالتمین انکو بُرا کہنا جائز ہے یا ناجائز۔ سو ان چارون دلیلون سے ثابت نہین ہے کہ جنکے معبودون یا اکابر کو خدا اور رسول نے یا انکے نائبون نے بُرا کہا ہے اُنہون نے اسکے جواب مین خدا اور رسول کو بُرا کہا تہا یا اس بُرا کہنے کا اسوقت اندیشہ تھا۔ لہذا ان چارون دلیلو سے استدلال محض انکا خیال ہے۔

بلکہ ہم بشہادت مقال و ظاہر حال یہہ کہہ سکتے ہین کہ ان چارون دلیلون کے موقع پر معبودان باطل و اکابر کفر کو برا کہنے سے خدا اور رسول کو برا نہین کہا گیا اور وہ بُرا کہنا اس اشد برائی کا سبب نہین ہوا۔

**دلیل اوّل** کے موقع پر ظاہر کتاب اللہ سے ثابت ہے کہ کفار نے حضرت ابراہیم کے مقابلہ مین خدا کو برا نہین کہا حضرت ابراہیم کی ذات سے اسکا بدلہ لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نور نبوت و وحی الٰہی سے یہہ امر جان لیا تہا اور خدا کو بُرا کہلانے سے مامون ہو کر ان الفاظ سے انکا مقابلہ کیا تہا۔

**دلیل دوئم**۔ کا موقع اور شان نزول خود شاہد ہے (چنانچہ تفسیر معالم و فتح البیان وغیرہ سے منقول ہو چکا ہے) کہ انہون نے اسکے مقابلہ مین خدا کو بُرا نہ کہا

تھا بلکہ اسکے بدلہ میں برا کہنے کا ارادہ ظاہر کر کے آنحضرت کو صرف یہ سمکایا تھا کہ تو ہمارے معبودونکو برا کہنے سے باز آجا یا ہم تیرے خداکو برا کہینگے جس پر فوراً وہ قول خداوندی جس سے ہم نے استدلال کیا ہے (لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ) نازل ہوا جس نے برا کہنے والون اور بدلہ لینے والون کے مقابلہ مین اس آیۃ کو پڑہنے اور اسکا مضمون سنانے سے روکدیا گویا من وجہ ایک حکم نسخ اس پر جاری کیا اس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۃ کی نازل ہونے اور کفار کے مقابلہ مین پڑہے جانے کیوقت خداکو اپنے برا کہلانیکا اندیشہ نہ تہا بلکہ علم الیقین تہا کہ وہ اسکے مقابلہ مین برا نہ کہینگے۔

**دلیل سوم** - کا بہی موقع خود ناطق ہے کہ حضرت حسان رضہ کا کفار قریش کو برا کہنا آنحضرت کو برا کہنے کا سبب نہین ہے بلکہ کفار کا پہلے آنحضرت کو برا کہنا حسان کے برا کہنے کا سبب ہوا۔ پہلے آنحضرت کی کفار نے ہجو کی اور آنحضرت نے اسکی انسداد کی سبیل بجز ہجو بمقابلہ ہجو کوئی نہ دیکھی تو حسان کو ہجو اور مذمت کفار کی اجازت دی۔ چنانچہ الفاظ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم جن سے وہ لوگ سند دیا کرتے ہین اس بیان کی تصدیق کر رہے ہین۔ ایک حدیث مین **صحیحین** کی وارد ہے کہ حسان رضہ آنحضرت کیطرف سے مدافعت وجوابدہی کرتا تہا۔ ایک حدیث مین ہے آنحضرت نے

عن عائشۃ ان ای حسان کان ینافح (وفی روایۃ یذب عن) رسول اللہ صلعم۔
قال النبی صلعم یا حسان اجب عن رسول اللہ (وفی روایۃ عنی) اللھم ایدہ بروح القدس۔
وقال حسان هجوت محمدا فاجبت عنہ + وعند اللہ فی ذاک الجزا
(صحیح بخاری صہ ۹۰۹ و صحیح مسلم صنہ)

حسان کو فرمایا کہ ہماری طرف سے جواب دے (اے بار خدا) تو اسکے روح القدس سے مدد کر اور خود ان اشعار مین جو حسان نے مشرکین کی ہجو مین پڑہے تہے یہہ الفاظ موجود مین کہ تم نے آنحضرت کی ہجو کی ہے مین اسکا جواب دیتا ہون

**امام نووی** نے **شرح مسلم** مین ان ہی الفاظ و موقع کے لحاظ سے فرمایا ہے علماء نے کہا کہ اہل اسلام کو مشرکون کے سا برا کہنے مین ابتدا کرنا مناسب نہین کیونکہ اسمین اسلام و اہل اسلام کو برا کہلانے کا خوف ہے - اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے تم

| | |
|---|---|
| قال العلماء ینبغی ان لا یبدا المشرکون بالسب والھجاء مخافۃ من سبھم الاسلام واھلہ قال اللہ تعالی ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم - وتنزیہ المسلمین عن الفحش الا ان تدعوا الی ذلک ضرورۃ لا بتداءھم بہ فتکف اذاھم ونحوہ کما فعل النبی صلعم - شرح مسلم صا۱۰۳ | ان کو گالی نہ دو جنکو یہ لوگ خدا کی سوا پکارتے ہین پہر وہ خدا کو برا کہینگے - اور مسلمانون کو فحش کہنے سے بچنا ہی لازم ہے - مگر اس حالتمین کہ اسکی طرف ضرورت داعی ہو مشرکون نے ابتدا کی ہو اسکے روکنے کے لئے مسلمانونکیطرف سے بہی ہجو ہو جیسے آنحضرت صلعم نے اس موقع پر کیا - |

**دلیل چہارم** - کے موقع کو بہی ہین اسکے مخالف نہین پاتا محدثین نے جن لوگونکو بالفاظ جرح و تضعیف یاد کیا ہے ان لوگون نے اسکے مقابلہ مین انکو یا انکی باپ دادا کو یا خدا و رسول کو برا نہین کہا - اور اگر کسی نے جرح کے مقابلہ مین تعصباً جرح کیا ہے تو اسکا پہلے جارح اول کو علم و اندیشہ نہ تہا - جو لوگ اس فعل محدثین سے استدلال کرتے ہین انکا استدلال اسوقت تمام ہو سکتا ہے جبکہ وہ یہ ثابت کرین کہ جنکو محدثین نے برا کہا ہے انہون نے بجواب سکے ان محدثین یا انکی باپ دادا کو برا کہا ہے - اور اس برا کہنے کا ان محدثین کو اولاً اندیشہ وعلم ہو گیا تہا - ایسا ہی پہلے تین استدلالونمین اس امر کا بیان واثبات ان پر واجب ہے -

**بالجملہ** جہانتک ہمنے کتاب اللہ کو دیکہا اور احادیث رسول اللہ صلعم کو ٹٹولا ہے انکی خیال کا کہین ثبوت نہین پایا اور کسیکے معبود و اکابر کو برا کہنے کا (جو خدا و رسول کے برا کہنے کا سبب ہو) جواز نہین دیکہا اور جو امر اول مناظرات تحریری کی نسبت ہمنے کہا ہے اور قرآن و حدیث و

اقوال مفسرین سے اسکا ثبوت دیا ہے وہ بلا مزاحمت و معارضہ ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

**امر دوم** اُن **مناظرات** تحریری مین (جو زیادہ تر توجہ ناظرین کے لائق ہے) یہہ ہے کہ اُنمین غالباً اظہار صواب و تحقیق حق کا تو نام و نشان ہی نہین ہوتا بلکہ از سر تا پا الزام و افحام مخاطب پایا جاتا ہے پھر اِس الزام مین بھی شایستگی و حق گوئی کا خلاف کیا جاتا ہے اصل متنازع فیہ کو چھوڑ کر اُن الزامات کو اختیار کیا جاتا ہے جنکو اصل متنازع فیہ سے تعلق نہین ہوتا اور بعینہ وہ کام عمل مین آتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کسینے کسیکو کہا کہ تمہاری ازار ٹخنے سے نیچی ہے اسلئے تمہاری نماز مکروہ ہوتی ہے اسکے جواب مین اُس نے کہا کہ جاؤ میان تمہارے باواجی کے نکاح پر جو میٹھے چاول پکے تھے اُنمین گڑ کہان برابر تھا اور اصل متنازع فیہ امر مین بحث کرنے کے وقت بھی حق سے درگذر کرکے ناحق باتون مین الزام دیا جاتا ہے۔

**ہمنے مانا** کہ انکے مناظرے درحقیقت مجادلے ہین اور مجادلہ مین اظہار حق و صواب سے مطلب نہین ہوتا صرف الزام مخاطب منظور ہوتا ہے۔ ولیکن اِس الزام مین بھی انصاف سے درگذر کر جانا اور راستی و حق گوئی سے یک لخت علیحدہ ہونا تو کسی حالتمین جایز نہین ہو جاتا کیا کوئی عاقل (مسلمان ہو خواہ غیر) کہہ سکتا ہے کہ الزام خصم کے لئے رات کو دن اور دن کو رات بتا دینا اور جھوٹ کو سچ کر دکہانا جایز ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہین بلکہ عقل و انصاف و اسلام وغیرہ مذاہب کے یہی ہدایت ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی امر مین الزام ہی دینا ہو تو اسمین سر رشتہ راست بازی اور حق گوئی کو ہاتھہ سے نہ دینا چاہئے

**مگر مشکل** یہہ ہے کہ غالباً جو بات کوئی اپنے خصم کے الزام کے لئے کہتا ہے اپنے خیال و اعتقاد مین اسکو حق سمجھتا ہے۔ اور اسمین الزام خصم کو عین حق و صواب جانتا ہے گو واقع مین وہ ناحق ہو۔ لہذا اس باب مین کوئی ایسا قانون عام پسند اور عام فہم بیان کرنا ضروری ہے جس سے ہر ایک مذہب و ملت کے لوگون کو حق و ناحق مین امتیاز

کرنا ممکن نہیں ہوا اور خود بخود اقرار کرنا پڑے کہ فلاں امر جسمین ہمنے اپنے خصم کو الزام دیا ہے حق نہیں ہے -

**وہ قانون** عام جسکو کسی مذہب و ملت سے خصوصیت نہین یہہ ہے کہ مسائل ہر مذہب و ملت کے غالباً **تین قسم** ہوتے ہین - **قسم اول** وہ مسائل جو بانی مذہب سے صریح و صاف طور پر سرزد ہوئی ہون او شہرت و تواتر کے ساتھہ بانی مذہب سے ثابت ہون **قسم دویم** وہ مسائل صریح و صاف جو بنقل احاد یا شاذ و نادر لوگون کے بانی مذہب سے منقول ہون -

**قسم سویم** وہ مسائل جو اصل بانی مذہب سے سرزد نہوئی ہون نہ بطور تواتر و شہرت اسے منقول ہون نہ بنقل احاد اس سے مروی ہون بلکہ وہ مسائل کسی اور شخص خادم یا حامی مذہب نے بانی مذہب کے اقوال یا افعال سے اپنے فہم و فکر و اجتہاد سے استنباط کرلئی ہون - اور اپنے اس خیال سے کہ یہہ مسائل بانی مذہب کے مرضی و ارادہ کے مطابق ہین بانی مذہب کیطرف منسوب کردئی ہون -

**ان اقسام** سے قسم اول و دویم بے تشک داخل مذہب ہین - اول یقیناً - دویم ظناً - مگر قسم ثالث کو اصل مذہب بانی مذہب سمجہنا مسامحہ و مجازفہ و مغالطہ ہے - یہان ایک **قسم** اور ہے جو غیرون کے نزدیک مذہب مین داخل و شامل سمجہا جاتا ہے مگر اصل مذہب کے حامیون کے نزدیک وہ داخل مذہب نہین ہوتا - وہ مسائل موضوعہ ہر مذہب و ملت کے ہین جنکو ہر مذہب کے مخالف و دشمن یا نادان دوست از خود بلاسند قول بانی مذہب گہڑ لیتے ہین اور مذہب کیطرف منسوب کر لیتے ہین - مگر حامیان مذہب اس قول کو وضعی و جعلی سمجہکر مذہب سے خارج کر دیتے ہین **ان اقسام** کے مذہب اسلام کے سوا اور مذہب مین موجود ہونیکی تفصیل کے تو ہم اس مقام مین گنجائش نہین دیکہتے دین و مذہب اسلام مین انکے موجود ہونے پر شہادت اقوال علما پیش کرتے ہین -

اہل اسلام کے حکیم حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں۔ بر این فقیر واضح ساختند کہ در ہر مذہبی احکام سہ قسم میباشند یکی ظاہر مذہب چنانکہ در مذہب امام ابی حنیفہ ظاہر مذہب اصول خمسہ از تصانیف محمد بن الحسن است و در مذہب شافعی آنچہ در ام و مختصر مزنی مسطور است و دیگر نوادر مذہب و آن روایات غیر معروفہ کہ از صاحب مذہب و اصحاب او یافتہ شود خارج کتب مشہورہ معتمدہ مثل امالی ابو یوسف و رقانیات و ہارونیات و امالی حسن بن زیاد و غیر آن۔ سوم تخریجات اصحاب وجوہ و علماء مذہب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان در مذہب ابی حنیفہ و تخریج ابو اسحق شیرازی و غیر آن در مذہب شافعی و ہمچنین در دین محمدی علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات مراتب ثلثہ واقع است۔ ظاہر دین محمدی و نوادر دین و تخریجات علماء و این تثلیث در ہر فن از فنون فقہ و سلوک و عقائد جاری است۔ و صاحب علم و فہم کسی است کہ تفرقہ کند در مراتب ثلثہ در ہر فن و ہر مرتبہ حکمی نہد

ومنها اراى من مسائل ضلت فى بوادیها الافهام وزلت الاقدام وطغت الاقلام انى وجدت بعضهم یزعم ان جمیع ما یوجد فى هذه الشروح الطویلة وکتب الفتاوى الضخمة هو قول ابى حنیفة وصاحبیه ولا یفرق بین القول المخرج وبین ما هو قول فى الحقیقة ولا یحصل معنى قولهم على تخریج الکرخى کذا وعلى تخریج الطحاوى کذا ولا یمیز بین قولهم قال ابو حنیفة کذا وبین قولهم جواب المسئلة على مذهب ابى حنیفة وعلى اصل ابى حنیفة کذا۔ ولا یصغى الى ما قاله المحققون من الحنفیین کابن الهمام وابن النجیم فى مسئلة العشر فى العشر ومسئلة اشتراط

اور جناب ممدوح کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ منجملہ ان مسائل کے جنمیں لوگوں کی فہم بہک رہی ہیں اور پاؤں پھسل گئے ہیں اور قلم حد سے نکلے ہیں یہ ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جو مسائل لمبی لمبی شرحوں اور موٹی موٹی فتاووں میں ہیں یہ سب امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے اقوال ہیں اور وہ لوگ اصلی و مستنبط (قول سے نکالی ہوئے) قول میں فرق نہیں کرتے۔ اور وہ علماء کی اس قول کے کہ فلان مسئلہ کرخی کی تخریج ہے۔ اور فلان طحاوی کی تخریج ہے معنی نہیں سمجھتے۔ اور وہ اس قول میں کہ فلان مسئلہ ابو حنیفہ نے کہا ہے اور فلان مسئلہ ابو حنیفہ کی مذہب یا اصول سے ہے تمیز نہیں کرتے اور وہ محققین حنفیہ (ابن الہمام و ابن نجیم) کی اس بات کو نہیں سنتے جو انہوں نے کہہ رکھی ہیں کہ مسئلہ دہ دردہ

البعد من الماء میلاً فی التیمم وامثالھما ان ذالک من تخریجات الاصحاب ولیس مذھباً فی الحقیقۃ ۔ (حجۃ اللہ ص ۱۶۵)

اور تیمم مین ایک میل فاصلہ پر پانی سے دور ہونی کی شرط اور اسکے نظائر لوگون کے تخریجات (نکالی ہوئی باتین) ہین

اور امام شعرانے میزان کبری مین فرمایا ہی

وھذا الامر الذی ذکرناہ یقع فیہ کثیراً من الناس فاذا وجدوا عن اصحاب امام مسئلۃ جعلوھا مذھباً لذالک الامام ۔ وھو تھور فان مذھب الامام حقیقۃ ھو ما قالہ ولم یرجع عنہ الی ان مات لا ما فھمہ اصحابہ من کلامہ فقد لا یرضی الامام بذالک الامر الذی فھموہ من کلامہ ولا یقول بہ لو عرضوہ علیہ ۔ فقد علم ان من عزی الی الامام کل ما فھم من کلامہ فھو جاہل بحقیقۃ المذاھب ۔ (میزان کبری ص ۷۳)

یہہ امر (یعنی پیروان امام کے قول کو قول امام سمجھنا) جو ہمنے ذکر کیا ہی اسمین بہت لوگ گمرہ پڑے ہین پس اگر کوئی مسئلہ کے امام شاگردون (یا تابعداون) کا پاتے ہین تو اُسکو امام کا مذہب قرار دیتے ہین ولیکن یہہ بیباکی ہی مذہب امام تو حقیقتاً وہی ہوتا ہی جو اسنے کہا ہوا اور اس سے تادم مرگ رجوع نہ کیا ہو ۔ نہ وہ جو اسکے مصحبون نے اسکے کلام سے سمجھا ہی ۔ ہو سکتا ہی کہ جو کچھہ انہون نے سمجھا ہی وہ امام کے سامنے پیش کیا جاوے تو اسکو پسند نہ آوے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو امام کیطرف اُس قول کو نسبت کرے جو اسکے کلام سے سمجھا گیا سو وہ حقیقت مذاہب سے جاہل ہے

اور شیخ محمد حیات سندی نے رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف مین فرمایا ہی

ومذھب کل مجتھد ما قال ولم یرجع عنہ +++ ولیس کل ما یستنبط رجل من اقوال الامام یکون مذھبہ بل تارۃ یوافق مذھبہ وتارۃ یخالفہ ۔ ولا ینبغی ان ینسب الاقوال المستنبطۃ من اقوال الائمۃ الائمۃ بانھا اقوالھم او مذھبھم قطعاً لانہ

مذہب ہر امام کا وہی ہے جو اُسنے کہا ہو اور اس سے رجوع نہ کیا ہو +++

اور جو باتٰ اقوال امام سے نکالی جاوے وہ اسکا مذہب نہین ہو جاتا ۔ بلکہ وہ کبھی موافق مذہب کی کبھی مخالف اور یہہ لائق نہین ہے کہ جو امامون کے اقوال سے نکالی ہوئی قول ہین وہ یقیناً امام

یحتمل انھا لو عرضت علیھم قبلوا اشیاء منھا وردوا اشیاء - وھذا کما لا ینسب ما استنبط المجتھدون من اقوال النبی صلعم علی انھا اقوالہ ویحتمل کونھا شریعۃ الذی ظھر لھذا القاصر ان معظم المسائل المذکورۃ فی اصول الفقہ ماخوذ من اقوال الائمۃ وذلک ان یظھر مثلاً بعض اتباع الائمۃ فی مسائلھم فیجد کثیراً منھا راجعۃ الی اصل واحد فیجعل ذلک الاصل قاعدۃ لھا ولامثالھا

(ایقاف)

کیطرف نسبت کئے جاوین اور انکی مذہب قرار پاوین احتمال ہے کہ اگر وہ قول امام کے سامنے پیش کیجاتی تو بعض کو امام قبول فرماتی اور بعض کو رد کر دیتی اسکی نظیر یہہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون نے آنحضرت کی اقوال سے نکالے ہین وہ یقیناً آنحضرت کی اقوال نہین سمجھے جاتی بلکہ وہ شریعت ہونیکی صرف محتمل ہین - مجھپر یہہ واضح ہوا ہے کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ائمہ کے اقوال سے ماخوذ (مستنبط) ہین جب امام کی پیروان نے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع ہوتے دیکھا تو اس قانون کو ان مسایل اور انکی نظایر کیلئے اصول قرار دیا -

اس **تفصیل** وشہادت سی تین قسم اول کا وجود دین اسلام ومذہب اسلامیہ مین بخوبی ثابت ہی رہا قسم چہارم جعلی ووضعی مسایل مذاہب سو محتاج بیان نہین ہے - ہر کوئی جانتا ہی کہ ہر مذہب مین بہت سی بناوٹی باتین مل جل رہی ہین جو لوگون نے از خود بنالین ہین بانی مذہب یا حامی مذہب سے ثابت نہین ہین **ان اقسام** کا مختلف مذاہب مین وجود مفہوم ناظرین وسامعین کے خیال مین آیا ہی تو اب **اصل قانون** الزام بیان کیاجاتا ہی سو یہہ ہے کہ اگر کوئی کسی اہل مذہب کو کسی مذہبی بات مین الزام دیناچاہی تو قسم اول اور دوم کے مسایل مین الزام دی سکتا ہی - قسم اول مین یقیناً قسم دوم مین بطور ظن - کیونکہ صرف یہی دو قسم اصل مذہب ہی - اور قسم سوم کے مسایل سے اصل مذہب پر الزام قایم نہین ہوسکتا ایسا ہی مسایل قسم چہارم سے الزام بلکہ یہہ الزام اور بھی نا ممکن اور سخت بی انصافی ہے - ہان ان دونون اقسامون سے الزام ممکن ہے تو اسی شخص پر ممکن ہے جو ان اقسام کو داخل مذہب سمجھا ہوا ہی - کوئی جاہل پیرو مذہب ہو یا خود ہی مسترشد معترض -

اس **قانون** عام فہم و عام پسند (جسکو کسی مذہب سے خصوصیت نہیں ہے) کی پابندی ہر شخص کو بوقت الزام ضروری ہے۔ اور اگر الزام میں اس قانون کی پابندی نہو تو جو شخص دوسرے کے مذہب پر کوئی الزام قائم کرنا چاہے وہ خود اور اسکا مذہب اسی قسم کے الزام کا مورد بن سکتا ہے اور روئے زمین پر کوئی مذہب الزام سے بچ نہیں سکتا۔

**مثلاً** اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی یا یہودی یا ہندو پر ایسی بات میں الزام قائم کرنا چاہے جو اصل مذہب عیسوی و موسوی و ہندو میں داخل اور قسم اول و دوم سے نہیں ہے بلکہ انکی کسی دشمن یا نادان دوست نے ازخود بنا کر انکی طرف منسوب کر دی ہے اور وہ قسم سوم و چہارم سے ہے تو عیسائی و یہودی و ہندو کو بھی پہنچتا ہے کہ ہزاروں وضعی حدیثوں اور صدہا غلط اجتہادی و خیالی مسائل سے اہل اسلام پر الزام قائم کرے۔ **ایسا ہی اسکے عکس** کو خیال کر و اور **اگر کوئی عامل بالحدیث** کسی مقلد مذہب حنفی کو اس قسم کی بات میں الزام دینا چاہے تو وہ مقلد اس عامل بالحدیث کو اسی قسم کا الزام دے سکتا ہے۔ **ایسا ہی اسکے عکس** کو سمجھ لو۔

**یہاں سے** ہمارے بھائی موحد و عامل بالحدیث جو آجکل ہندوستان و پنجاب حنفیہ مقلدین پر اس قسم کے الزام بذریعہ اشتہارات و تالیفات قائم کر رہے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ پر بایں الفاظ کہ فلاں مسئلہ امام اعظم کا حدیث کے خلاف ہے۔ اور فلاں مردود۔ اور فلاں مسئلہ میں امام اعظم نے اس حدیث کا خلاف کیا۔ اور فلاں مسئلہ میں اس آیۃ کا مخالفت نصوص کا دعوی کرتے ہیں عبرت و نصیحت پکڑیں اور اپنے ان دعادی و الزامات کو اس قانون کی کسوٹی پر لگا کر انصاف اختیار کریں پس جس الزام کو اس قانون کے مطابق پاویں اور اسکی بنا قسم اول و قسم دوم کے مسائل پر دیکھیں اسمیں اپنے دعوی کو صحیح سمجھیں اور جس الزام کو اس قانون کے مخالف پاویں اور اسکی بناء مسائل قسم سوم و چہارم پر دیکھیں اس الزام سے باز آویں اور کتب فقہ (ہدایہ شرح وقایہ اور مختار۔ وغیرہ) شروح و فتاوی کی ہر بات کو امام ابو حنیفہ کا قول سمجھکر ایسے دعوی کرنے چھوڑ دیں اور بشہادت قانون مذکور یقیناً جان لیں کہ ان کتابوں میں بہت سے ایسے مسائل ہیں جو امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ کی طرف منسوب

ہین اور در حقیقت وہ انکے اقوال نہین ہین -

**یہی التماس** برادرانہ ہماری دوسری **بہائی حنیفہ** کے خدمت مین ہے جو اس قسم کے الزام اہل حدیث پر قایم کرتے ہین اور انکو ہندوستان و پنجاب مین بذریعہ اشتہارات و رسایل و اخبارات شایع کرتے ہین اور امام بخاری علیہ الرحمۃ وغیرہ اہل ظواہر کے طرف سخت غلط و بیجا مسایل کو منسوب کرتے ہین وہ بہی اس قسم کے الزامون سے باز آئین اور اپنے الزامات و دعاوی مین اس بے لگاؤ قانون کی پابندی اختیار کرین -

**اس قانون** اور اس مضمون کی تحریر و بیان سے **زیادہ** تر ان ہی دو فرقہ (اہل حدیث و حنفیہ) کے مناظرات کی اصلاح اور انکی باہم مصالحت مد نظر ہے جو آجکل آپسمین خانہ جنگی کر رہے ہین اور ایک دوسرے کی شکست و ہلاک کے لئے ہتہیار و اوزار (رسالے تلوارین) بنا بنا کر اپنے مخالف و حریف (ہنود و عیسائیون) کو (جو ان ہتیارون سے اُن دونون کا سر کاٹین) دے رہے ہین - انکے اس کارروائی کی تفصیل سے اس مقام مین مجہی **دو امر** مانع ہین **ایک** مضمون کا طول ہوجانا اور اس تفصیل کا موقع نہ رہنا - **دوسرا** یہہ کہ ایک فعل کی تفصیل سے اسکے فاعل کی تفصیل و تخصیص وقوع مین آتی ہے اور اس سے شخصی بحث شروع ہوجاتی ہے اور اس سے اب مین استعفا داخل کرچکا ہون اور یہہ مضمون اسکی انسداد کے لئے لکھ رہا ہون لہذا اس مجمل اشارہ و نصیحت پر اکتفا کرکے اپنے دونون فریق کے بہائیون سے امید رکھتا ہون اور التماس کرتا ہون کہ اب ہی اس نقصان عظیم کا لحاظ فرمائین اور خانہ جنگی سے باز آوین اور اپنے مخالفین دین کو اپنے دین پر ہنسنے اور چوٹ کرنے کے اسباب بہم نہ پہنچاوین - اور بنظر اتفاقی اصول و مسایل باہم اتفاق کرکے اُن اصول و مسایل کی اشاعت مین کوشش کو کام مین لاوین چنانچہ مضمون اشاعت مذہب اسلام مین عرض کیا گیا ہے - انسے **علاوہ** عموماً **مباحثین** و مناظرین ہر مذہب و ملت کی خدمتمین ناصحانہ التماس ہے کہ وہ بہی اپنے مناظرات و تحریرات مین اس

حاشیہ ۱۸۶

۹ ان ہی دونون فریقین کی [illegible] سے ایک فریق اپنے تیئن [illegible] ثابت کرتا ہے دوسرے کی نسبت مین [illegible] تمہارے مذہب مین [illegible] کی کمال [illegible] ہے [illegible] دوسرا [illegible] کہتا ہے [illegible] فریق جو اس [illegible] مین [illegible] اور [illegible] دونون فریق [illegible] ہندو و عیسائی [illegible] ان تحریرات کو دیکھ کر دین اسلام [illegible] اعتراض [illegible] کیا نتیجہ [illegible] اخبارون [illegible] دونون فریق [illegible] اور [illegible] کام لیا [illegible] اس خانہ جنگی [illegible] باز آوین اور دین اسلام کی ہنسی نہ کراوین -

قانون کی رعایت کریں اور انکو توہین وتحقیر مخاطب واکابر مذہب مخاطب اور الزامات بیجا
ومطاعن اردا سے جنکی تشریح امر اول و دوم میں ہوئی محفوظ رکھیں تاکہ وہ اور اُنکے
مذاہب ور اکابر مذاہب طعن و توہین سے بچیں اور مُلک میں امن قائم رہے۔
آخیر میں **گورنمنٹ** کی خدمتمیں **مودبانہ** یہہ التماس ہے کہ گورنمنٹ ازراہ منصب سیاست
وحمایت رعیت اِس قسم کے مناظرات (غیر مہذبانہ مفسدانہ) سے (تقریری ہوں یا
تحریری) ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو قبل از وقوع روک دیا کرے اور اِس بات میں
ایک ریزولیوشن یا قانون پاس کرے جسکا منشا یہہ ہو کہ اِس قسم کے مناظرات جو شر
و فساد و بے تہذیبی و نا انصافی پر مبنی ہیں کوئی نہ کرنے پاوے اور کوئی عام مجالس میں
یا تحریرات و رسائل میں کسی سے مناظرہ یا مجادلہ کرنا چاہے تو وہ اِن شروط کا جو اِس مضمون
میں مذکور ہیں یا انکے ہم وزن و ہم معنی و ہم تاثیر اور شروط کا پابند رہے۔
ہماری اِس التماس پر اگر کوئی یہہ **نکتہ چینی** کرے کہ جو گورنمنٹ نے تعزیرات ہند
میں دفعہ ۲۹۸ قایم کر رکھی ہے اس فساد کی انسداد کے لئے وہی کافی ہے اسباب
میں اور قانون یا رزولیوشن پاس کرنیکی ضرورت نہیں ہے تو **اسکا جواب** یہہ ہے
کہ اِس دفعہ میں اجمال ہے اور یہہ تشریح نہیں ہے کہ جو مناظرات متضمن شر و فساد
آجکل ہو رہے ہیں یہہ اِس دفعہ کے مورد ہیں۔
ہم گورنمنٹ کو اِس بات کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ اس اجمال کی تفصیل کر دے
اور لوگوں کو یہہ جتا دے کہ اِس قسم کے مناظرات اِس دفعہ کے مورد ہیں۔
اور اگر کوئی یہہ **اعتراض** کرے کہ مذہبی مناظرات سے روکنے میں مذہب میں دست اندازی
متصور ہے جو گورنمنٹ کے منصب وشان سے بعید ہے۔ تو **اسکا جواب** یہہ
ہے کہ **اولاً** تو اِس قسم کے مناظرات غیر مہذبانہ کسی مذہب و ملت میں داخل نہیں ہیں
چنانچہ اِس مضمون میں کسیقدر اِسکا ثبوت دیا گیا ہے پھر انمیں دست اندازی دست اندازی

مذہبی کیونکر ہو سکتی ہے **ثانیاً** اگر بالفرض یہہ دست اندازی مذہبی ہی تو حسن ال التمین اس
دست اندازی مین سیاست و انتظام و امن ملک متصور ہے تو یہہ دست اندازی منصب
گورنمنٹ سے مخالف نہین ہے۔ بہت ایسے مذہبی امور ہین جنمین گورنمنٹ سیاست
و انتظام و پولٹیکل اصول کی نظر سے دست اندازی کرتی ہے۔ پہران مناظرات بیجا مین
جو امن و انتظام مین خلل انداز ہین دست اندازی گورنمنٹ کے منصب سے کیون بعید ہے۔
**دور کیون جاؤ** ان ہی مناظرات و مذہبی منازعات کو دیکہہ لو۔ گورنمنٹ انمین بعد
الوقوع جب اسکو انکے نتائج سے مشکلات پیش آتی ہین پر الوپٹ اور پبلک و لون
طور پر دخل دیتی ہے اور ان مشکلات کی دورکرنے مین انواع تکالیف اُٹہاتی۔ چنانچہ **ملتان**
کا واقعہ تکرار ہنود و مسلمانان جو ابہی گذرا ہی اور جو اسمین صاحب ڈپٹی کمشنر وغیرہ کو مشکلات
پیش آئی ہین ناظرین اخبارات پر مخفی نہین ہے ایسا ہی **مراد آباد** کے منازعات
اہل اسلام و ہنود کو بہی بہت عرصہ نہین گذرا۔ آرہ ضلع شاہ آباد مین جو
موحدین اور حنفیہ کے تکرار سے نتیجہ ظاہر ہوا جسپر ملک کے حکام نے طلبی فوج کی بعض
کمپ **داناپور** مین تار دیا جسکا ذکر ہمنے ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۳ مین کیا
ہے۔ وہ بہی واقفی ملکی حالات پر مخفی نہین ہے۔ تو اس سے یہی بہتر ہے کہ گورنمنٹ
ان مفاسد کو قبل از وقوع روکے اور اپنے آپکو اور ملک کو ان مشکلات سے بچاوے۔ اور اگر چور
کو چوری کے وسائل بہم پہنچاتے ہوئے۔ اور دو شخصون کو باہم لڑائی کا سامان کرتے
ہوئے نہ پکڑنا چوری اور لڑائی کے واقع ہو جانیکے بعد ہی مواخذہ کرنا اصول سلطنت
مین داخل ہے تو گورنمنٹ کو ان مناظرات مین دخل دینے کا اختیار ہے۔ ہم نے جو اپنے
خیال مین ملک و مذہب و قوم کے حقمین بہتر سمجہا بنظر خیر خواہی عرض کردیا ابندہ مصالح
و مفاسد ملک و سلطنت کو گورنمنٹ بہتر جانتی ہی۔ ع امور مملکت و ملک خسروان دانند۔

تسکین۔ نمبر ۲ (جس مین اہل نیچر کا جواب بالخصوص جنمین خطاب ہے) عنقریب نکلنے والا ہے ناظرین تسلی
رکہین۔ اور دعا کرین کہ مہتمم و کارندے پہر بیمار نہ ہو جاوین۔

# اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم — جلد ششم

حلد صا ر ر

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہبی متعلقہ اہل السنہ

بابت شعبان سنہ ۹۸ مطابق جولائی سنہ ۸۱ء

## شرح قیمت و غیرہ امور متعلقہ رسالہ

| درجات و مراتب قیمت: عدد | درجات و مراتب قیمت: مرتبہ | تفصیل خریداران بشرح مراتب | قیمت سالیانہ: بابت رسالہ | قیمت سالیانہ: بابت ضمیمہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | اخص قیمت | اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔ | للعہ | سہ |
| ۲ | خاص قیمت | گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا | عہ | ملے |
| ۳ | عام قیمت | متوسط اہل وسعت | سے | عہ ۸ |
| ۴ | رعایتی قیمت | کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین رسالانہ یکمشت داخل کرین | ملے | ۱۳ |
| ۵ | للاہی قیمت | بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین | ثواب آخرت | دعائے خیر |

یہہ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکے گا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب براری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے۔

۲ جنکے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اُسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرمادین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین۔

۳ خط و کتابت متعلق پرچہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاک خانہ مناسب ہے ؛

راقم ابوسعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

# روزہ

## صیام رمضان من الاسلام

### رمضان کے روزے اسلام کی جزء ہیں

زمانہ نبوت سے لیکر اِس صدی تک جسمین ہم ہین تمام مسلمانون کا اِسپر اتفاق رہا ہی
کہ روزہ ماہ رمضان اسلام کا جزء ہے جیسی نماز و زکوۃ و حج وغیرہ اور اچہا بہلا قوی توانا
آدمی جو مرض و سفر مین مبتلا نہو روزہ رکہنے نرکہنے مین خودمختار نہین ہے - اور
ابتدا سے آجتک مختلف فرقہ ہای اہل اسلام (سُنّی بدعتی† شیعی - خارجی - معتزلی وغیرہ
وغیرہ) سے کیسنے اِسمین اختلاف نہین کیا مگر عرصہ تقریباً ایک سال سے نئی خیال کے
لوگون نے (جو احکام دین اسلام کی ترمیم و جانشکنی کر رہے ہین جسکا نام وہ تہذیب رکہتی ہین)
اِس روزہ مین یہہ ترمیم کی ہے کہ اسکو واجب تخییری (یعنی اختیاری فرض) بنا دیا اور صاف
فرما دیا ہے کہ صحیح و تندرست آدمی جو نہ مریض ہو نہ مسافر اگر روزہ رکہنے مین تکلیف
پاوے گو وہ تکلیف حد مرض تک نہ پہنچے اور کوئی بیماری پیدا کرے تو اسکو جایز و [illegible]
کہ روزہ نرکہے اور اسکے بدلے ایک مسکین کو روٹی کہلا دیا کرے اور اِس ترمیم و تصرف
پر اُنہون نے ایک دلیل نقلی (آیت مجمل و محتمل الوجوہ و علی الذین یطیقونہ فدیۃ
طعام مسکین) سے استدلال کیا ہے جسکی کئی معنی ہو سکتے ہین اور کسی ایک معنی
پر کوئی دلیل قطعی قائم نہین ہے اور نہ اہل اسلام کا اِسپر اتفاق ہے اور ایک دلیل
عقلی سے استشہاد کیا ہے جسکی بنا انکے خیال مین انسانی نیچر پر ہے -

ہم اِس مضمون مین مسلمانون کے قدیمی و متوارث اعتقاد کی درستی و مضبوطی
بیان کرنا چاہتے ہین اور اُن اہل تہذیب کی غلطی بتاتے ہین - بدون اسکے کہ کسی خاص
شخص کو مخاطب کرین یا کسی کتاب و تالیف کو نشانہ بناوین چنانچہ اِس بات کا ہم [illegible]

† یہہ الفاظ لوگون کے محاورہ عام پر بولے گئے ہین ورنہ ہم یہہ الفاظ کو کسیکی نسبت کہنی پسند نہین کرتے چنانچہ اس باب مین [illegible]
ایک مضمون لکہین گے

واضح ہو کہ ہمارے مدعا کی تائید و قول مخالف کی تغلیط تین اصول پر موقوف ہے جن کو قبل بیان مدعا بیان کیا جاتا ہے۔ پس جو صاحب ہمارے مدعا اور قول مخالف مین محاکمہ یا کسی جانب کی تائید یا تزئیف کرنا چاہین وہ پہلے ان اصول مین نظر کرلین

**اصل اول** یقین ثابت شک عارض سے زایل نہین ہوتا۔

## تشریح

جو امر یقین سے ثابت ہوچکا ہو۔ وہ پیچھے کہ شک آجانے سے باطل نہین ہوتا

## تمثیلات

(۱) زید اپنے بیٹے یا بیوی کو جانتا ہو کہ وہ اسکا بیٹا یا بیوی ہے۔ پس تھوڑی دیر ان سے غائب ہونیکے بعد اسکا یہہ شک و احتمال کہ شاید وہ نہون اسکے اصلی بیٹے یا بیوی کی ہم شکل و مشابہ کسی اور کا بیٹا یا بیوی ہو اسکے یقین سابق کو باطل نہین کرسکتا۔

(۲) زید نے نماز ظہر کے لئے وضو کیا تھا۔ پھر عصر کے وقت اسکو شک ہوا کہ شاید وہ وضو نہین رہا اس شک سے وہ وضو فاسد نہین ہوتا۔

**اصل دوم** دلیل محتمل الوجوہ و المعانی مفید یقین نہین ہوتی اور کسی خاص معنی پر منجملہ ان معانی کے بدون شہادت اور دلیل مستقل کے اس سے استدلال صحیح نہین۔

## تشریح

جس آیت یا حدیث یا کسی اور کلام بشر کے کئی معنی ہوسکین۔ اس سے کسی خاص معنے کی مراد ہونیکا یقین حاصل نہین ہوسکتا۔ اور اس معنی کی مراد ہونے پر بدون شہادت دوسری کلام یا قرینہ کے صرف اسی مشتبہ و محتمل کلام سے تمسک نہین کیا جاسکتا۔

## تمثیلات

(۱) زید کے چار بیٹے ہین۔ اس نے کہا کہ ایک بیٹے کو مینے ایک ہزار روپیہ دیا۔ اس کلام سے کوئی خاص بیٹا اسکو مراد ہونے پر استدلال نہین کرسکتا۔

(۳) آیت (والمطلقات یتربّصن بانفسھن ثلثۃ قروء) مین لفظ قرء سے حیض یا طُہر کے مراد ہونے پہ صرف یہی لفظ قرء جو طہر وحیض دونون کے لئے عرب مین مستعمل ہے دلیل نہین ہو سکتا - اسیلئے حنفیہ اس سے حیض مراد ہونے پہ صیغہ کے جمع ہونے سے استدلال کرتے ہین چنانچہ اصول فقہ مین اسکی تفصیل ہے - اور شافعیہ واہلحدیث اِس سے طُہر مراد ہونے پر اُس حدیث سے استدلال کرتے ہین جسمین طہر مین طلاق دینے کا حکم دیا پہر اِس طہر کو عدّت کہا جسمین طلاق دینے کا حکم آیا ہے - چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے -

## اصل سوم مسلمانون کا صدر اول سے اتفاقی تعامل و توارث دلیل قطعی مفید یقین ہے

## تشریح

جس امر کو اہل اسلام زمانہ نبوت سے لیکر آجتک بالاتفاق عمل مین لاتے ہین اور اسکو ہر زمانہ کے لوگ بتوارث و تواتر نقل کرتے چلے آتے ہین وہ امر یقیناً ثابت ہے اور یہہ اتفاقی تعامل و توارث اہل اسلام اسکے ثبوت پہ قطعی دلیل ہے -

## تمثیلات

(۱) کعبہ جو ملکِ عرب و شہر مکہ مین موجود ہے - اسکا وہ کعبہ ہونا جسکے حج کا قرآن مین حکم آیا ہے اور اُسکو بیت العتیق و قبلہ فرمایا گیا ہی) مسلمانون کی اتفاقی تعامل

† ان قیود کو ناظرین و مناظرین غور سے ملاحظہ فرماوین - اِن مین نہ کسی خاص زمانہ متاخر کا اصطلاحی اجماع داخل ہو سکتا ہے (جسکی حجیت ہونے مین ظاہریہ وغیرہ کو کلام ہے) نہ رسوم و رواج ازمنہ متاخرہ جنکی سند صاحب شریعت تک نہین پہنچتی اور وہ بالاتفاق لائق حجت نہین ہین - اِنمین صرف وہی امور شامل و داخل ہو سکتے ہین جو آنحضرت کی قول و فعل سے ثابت ہین اور مسلمانون مین بتوارث یکے بعد دیگری قرناً بعد قرنٍ متداول و معمول چلے آتے ہین جنکی صحت و سند ہونے مین آجتک کسی مسلمان کا اختلاف مسموع نہین ہوا -

وتوارث سے ثابت ہی۔ اور یہہ اتفاق اسکے ثبوت پر قطعی دلیل ہے۔
(۳) نماز کے اتفاقی ارکان رکوع وسجود وقیام وغیرہ اور انکی صورتین اور اعداد رکعات فرائض وہیئت ارکان وشعائر حج اسی تعامل وتوارث اہل اسلام سے ثابت ہین اور یہی تعامل وتوارث انکی ثبوت پر دلیل قطعی ہے۔

یہہ اصول ثلثہ بداہت عقل وشریعت سے ثابت ہین واہل اسلام مین مسلم۔ اسلئے ہمنے انکی دلیل بیان نہین کی۔ صرف تمثیل پر قناعت کی ہے۔ اگر کوئی انکی حجیت و ثبوت مین کلام کریگا تو عقل ونقل سے انکا ثبوت دیا جاویگا اور بازالہ خفاء ان اصول کی بداہت پر اسکو متنبہ کیا جاویگا۔

جب یہہ اصول بیان ہوچکے تو اب اصل مدعا کو بیان کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔
فرضیت صیام رمضان ہر مکلف صاحب طاقت پر جو بیمار ومسافر نہو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آجتک باتفاق اہل اسلام ثابت ہی۔ اور اس فرضیت پر نصوص قرآن اور دعوت مدت العمری حضرت رسالت وتعامل وتوارث کافہ اہل اسلام ہر عصر دلایل ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ الآية۔
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔ بقرہ ۲۲

قرآن مجید مین ارشاد ہی۔ اے ایمان والو تمپر روزہ فرض کئے گئے ہین جیسے تمسے پہلون پر فرض کئے گئے تہے × × رمضان کا مہینہ ہے جسمین قرآن اوتارا گیا ہی جو لوگون کے لئے ہدایت ہی اور کہلی نشانیان راہ کی اور حکو تے احکام۔ پس جو اسمین حاضر ہو وہ اسکا روزہ رکہے اور جو مریض یا مسافر ہو وہ دوسرے دنون کو شمار کرے یعنی اتنے دن روزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسیکو اسلام وارکان اسلام کی دعوت وتعلیم فرماتے

عن طلحۃ بن عبد اللہ قال جاء رجل الی رسول اللہ من اھل نجد ثایر الرأس نسمع دوی صوتہ ولا نفقہ ما یقول حتی دنا فاذا ھو یسال عن الاسلام فقال رسول اللہ خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ فقال ھل علی غیرھا قال لا الا ان تطوع۔ قال رسول اللہ وصیام رمضان الحدیث (بخاری ص۱۲ مسلم ص۳۰)

تو اسمیں صیام رمضان کو ذکر کرتے۔ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کا سوال کیا تو آپ نے اسکے جواب میں پانچ وقت نماز وصیام رمضان وزکوۃ کو ذکر فرمایا

عن انس جاء رجل من اھل البادیۃ وفی روایۃ البخاری اسمہ ضمام فقال یا محمد اتانا رسولک فزعم لنا انّ علینا صوم شھر رمضان فی سنتنا قال صدق قال فبالذی ارسلک اللہ امرک بھذا قال نعم۔ صحیح مسلم ص۳۱ صحیح بخاری ص۱۵

ضمام بن ثعلبہ نے آنحضرت کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے فرستادہ نے بیان کیا ہے کہ ہمپر رمضان کے روزے فرض ہیں آنحضرت نے فرمایا وہ سچ کہتا ہے پھر اُس نے عرض کیا کہ یہہ خدا کا حکم ہے آنحضرت نے فرمایا ہاں۔

عن ابن عباس ان وفد عبد القیس لما اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرھم بالایمان باللہ وحدہ قال اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصیام رمضان ثم قال رسول اللہ احفظوھن واخبروھن من ورائکم بخاری ص۱۳ مسلم ص۳۳

قبیلہ عبد القیس کے وکیل آنحضرت کے پاس آئے اور آپ نے ان کو ایمان تلقین کیا تو اُس میں نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام کو ذکر فرمایا اخیر میں یہہ ارشاد کیا ان باتوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو ان کی خبر دو۔

عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ رجل فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتودی الزکوۃ وتصوم رمضان - قال رسول اللہ ھذا جبرئیل جاء لیعلم الناس دینہم - مسلم ص بخاری ص

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم امت کے لئے آنحضرت سے اسلام کا سوال کیا تو انکے جواب مین بہی آنحضرت نے صیام رمضان کو منجملہ اسلام شمار کیا آخر مین یہہ فرمایا کہ یہہ رسایل جبرئیل تہا لوگون کو دین سکہلانے آیا تہا یہہ ہمنے چند احادیث کا خلاصہ مطلب نقل کیا ہے اور اس قسم کی اور بہت احادیث ہین جسکا احصا و شمار دشوار ہے

اور تعامل و توارث مسلمین محتاج نقل وبیان نہین ہے - سب کوئی جانتا ہے کہ اسلام کے ہر مذہب و طریق مین رمضان کے روزہ فرض ہین - اور کسی مذہب شیعہ سنی معتزلی خارجی وغیرہ مین ایسے بہلے آدمی کو روزہ نہ کہنا اور اسکے بدلے فدیہ (ایک مسکین کا کہانا) دیدینا جائز و معمول و مروج نہین ہے -

یہہ دلایل (آیات کتاب اللہ - واحادیث رسول اللہ - وتعامل امت محمدیہ) قطعی و یقینی[+]

+ اگرچہ نصوص قرآن جو درباب صیام وارد ہین عمومات ہین اور عام قطعی الدلالۃ نہین ہوتا اور احادیث نبویہ جو اس باب مین منقول ہوئی ہین وہ اخبار احاد ہین اور اخبار احاد بہی ظنی ہوتی ہین ولیکن تعامل و توارث امت نے (جسکا قطعی ہونا اصل سوم مین بیان ہوا ہے) ان عمومات کو قطعی بنادیا اور یقینا بتادیا ہے کہ ان عمومات سے باستثنا مریض وغیرہ کے (جسکا استثنی ہونا صریح کتاب و سنت سے ثابت ہے) سبہی افراد مراد ہین اور احادیث مذکورہ اگرچہ بلحاظ خصوص طرق والفاظ اخبار احاد ہین مگر بنظر معنی وقدر مشترک متواتر ہین - یہی تعامل و توارث امت انکی تواتر معنوی پر دلیل ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ یہہ ادلہ قطعی ہین اور فرضیت صیام پر قطعی و یقینی طور پہ دلالت کرتی ہین یہی وجہ ہے کہ دین اسلام مین

طور پر صیام رمضان کا فرض ہونا ثابت کر رہے ہین اب اس فرض قطعی سے اُن جوان و تندرست لوگون کو (جو روزہ رکھنے مین موافق سوا تکلیف پاتے ہین) مخصوص و مستثنی کرنا اور انکو یہہ فرض قطعی معاف کر کے یہہ اختیار دینا کہ وہ چاہین روزہ رکھین چاہین اسکے فدیہ (بدلہ) مین ایک مسکین کو کہانا کہلا دیا کرین اسپر موقوف ہے کہ اس حکم قطعی سے اُن لوگون کے مخصوص و مستثنی ہونے پر ویسے ہی دلایل قایم ہون جیسے اس حکم کے ثبوت پر قطعی دلایل قایم و موجود ہین - اور جہانتک کتاب اللہ و سنت و تعامل و توارث امت مین تفحص و غور کیجاتی ہے ایسی کوئی دلیل جو اُن لوگون سے اس حکم کو معاف و رفع و منسوخ کر دے پائی نہین جاتی - اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ان لوگون کو اس حکم سے مخصوص و مستثنی کرنا اور روزہ رکھنے و فدیہ دینے مین خود مختار بنانا جایز نہین ہے وہو المدعا -

اس دلیل کا پہلا مقدمہ (کہ ان لوگون کے مستثنی ہونے کیلئے دلیل قطعی کا موجود ہونا ضروری ہے) تو اول دلیل مین ثابت ہوچکا اور بخوبی بیان ہو لیا ہے کہ امر قطعی کے مقابلہ و ازالہ کے لئے امر قطعی بکار ہے اور یقین ثابت شک سے زایل نہین ہو سکتا -

دوسرا مقدمہ (کہ اُن لوگون کے مستثنی ہونے پر دلیل قطعی موجود نہین ہے) یہہ ثبوت رکھتا ہے کہ سنت و تعامل امت مین تو ایسی دلیل کا نام و نشان پایا نہین جاتا اور نہ کسی موافق یا مخالف کو اسکا دعوی ہے - کوئی نہین کہتا اور نہ کہسکتا ہے کہ آنحضرت نے جوان تندرست لوگون کو روزہ نہ رکھنے اور اُسکے بدلے ایک مسکین آدمی کو روٹی کہلا دینے کا حکم دیا اور اسپر آنحضرت کے زمانہ سے زمانہ صحابہ یا تابعین یا ائمہ تبع تابعین تک

---

نماز روزہ وغیرہ احکام کو قطعی مانا جاتا ہے اور انکے منکر کو کافر کہا جاتا ہی باوجودیکہ نصوص قرانیہ جو ان احکام مین وارد ہین عمومات ہین اور احادیث نبویہ لفظا احاد - ملہ

کسی فرقہ یا کسی مسلمان کا عمل رہا - اب رہی کتاب اللہ اسمین بہی کوئی ایسی بات قطعی الدلالۃ واضح المراد پائی نہین جاتی جس سے صاف وصریح طور پر اُن لوگون کے لئے روزہ نہ رکہنے اور اسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت نکلتی ہو۔

**اہل نیچر** جو اس حکم صیام کی ترمیم کے درپے ہین وہ اِس حکم سے جوان وتندرست لوگون کے مخصوص ومستثنی ہونے پر ایک **دلیل نقلی** آیت (وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ) پیش کرتے ہین دوسری دلیل **عقلی** ونیچری -

**نقلی دلیل** کے وہ یہہ تقریر کرتے ہین کہ اِس آیت مین جو لفظ یطیقون وارد ہے اسکے معنی (چنانچہ بعض علماء سے تفسیر کبیر مین منقول ہین) مشقت وتکلیف سے کام کرنے کے ہین کیونکہ لفظ وسع وطاقت دو لفظ جداگانہ ہین - وسع اُس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر بسہولت وآسانی قادر ہو - طاقت اس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر تکلیف اوٹہا کر اور بمشکل قادر ہو - پس بلحاظ لفظ یطیقون آیت کے معنی یہہ ہوئے کہ جو لوگ سختی وتکلیف اُٹہاکر روزہ رکہنے کی طاقت رکہتے ہین اُنکو اجازت ہیکہ روزہ کے بدلے فدیہ دیدین اور قرآت شاذہ یطوقونہ وغیرہ جنکے معنی یکلفونہ کے ہین نیز اسی معنی کے موید ہین -

**عقلی دلیل** اُن حضرات کا خلاصہ یہہ ہے کہ تمام انسان ٹبڈ ہے ہون خواہ جوان باعتبار خلقت اور موسم اور ملک کے مختلف ہوتے ہین بہت جوان روزہ رکہنے مین تکلیف پاتے ہین - بعض بڈہے روزہ کی تکلیف کو کچہہ بہی نہین سمجہتے - پہر وہی لوگ جو ایک موسم مین روزہ رکہنے مین تکلیف نہین پاتے دوسرے موسم مین نہایت تکلیف اُٹہاتے ہین ایک ملک کے لوگ جبکہ دن معتدل مقدار ہوتا ہے آسانی سے روزہ رکہہ سکتے ہین اور جب دن بڑا ہوتا ہے روزہ مین نہایت تکلیف اٹہاتے ہین بلکہ بعض ملکون مین کبہی اتنا بڑا دن ہوتا ہے کہ اسمین روزہ رکہنا طاقت

انسانی سے خارج ہے جیسے عرض تسعین جسمین چھ مہینے کا دن ہوتا ہی اور عرض
ستین جہان بعض ایام مین دن ڈوبتے ہی آفتاب نکل آتا ہے ۔ پس بلحاظ ان حالات
واختلافات کے ہر شخص کو ہر ملک و ہر موسم مین روزہ رکھنے کا حکم دینا نامناسب و نیچر
انسانی کے مخالف ہی اسلئے ضرور ہوا کہ آیت کے وہ معنی کئے جاوین جو نیچر انسانی
کے مطابق ہین کہ جو لوگ روزہ رکھنے مین تکلیف اٹھاوین وہ روزہ کے بدلے ایک
مسکین کو کھانا کھلادیا کرین ۔

مگر ہمارے خیال مین یہہ دونون دلیلین انکی ناتمام و ناقابل استدلال ہین قطعی ہونا
تو کھان ۔

نقلی دلیل اسلئے ناتمام و ناقابل استدلال ہے کہ وہ کئی معنون اور وجوہات کا احتمال
رکھتی ہے اور اصل دوم مین بیان ہو چکا ہے کہ جو دلیل کئی معنی کا احتمال رکھے وہ لائق
استدلال نہین ہوتی ۔

وہ احتمالات معانی و وجوہات بتفصیل ذیل ہین ۔

(۱) لفظ یطیقونہ کے لفظی معنے دو طرح کے ہوسکتے ہین ایک وہ جو آپنے بیان
کئے ہین کہ جو لوگ بتکلیف و سختی روزہ رکھین" جو طاقت کو مغایر وسعت قرار دینے
پر موقوف ہین ۔

دوسرے یہہ کہ جو لوگ بلا تکلیف روزہ رکھہ سکین جو طاقت کو بمعنی وسعت قرار
دیکر کئے جاتے ہین اور جمہور علما حضرت سلمہ بن الاکوع و حضرت ابن عمر وغیرہ آیت کے
یہی معنے سمجھکر اس آیت کو منسوخ بتاتے ہین صحیح بخاری وغیرہ مین حضرت سلمہ
بن اکوع سے مروی ہے کہ جب آیت وعلی
الذین یطیقونہ نازل ہوئی تو جو کوئی چاہتا
انفطار کرتا اور فدیہ دیتا یہانتک کہ وہ آیت

عن سلمة بن الاکوع قال لما نزلت
وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين
كان من اراد ان يفطر و يفتدي حتى

نزلت الآية التي بعدها فنسختها
وعن ابن عمر انه قرأ فدية
طعام مسكين قال هي منسوخة
(صحیح بخاری ص ٦٤٧)

اختلف العلماء في تاويل هذه الآية
وحكمها فذهب اكثرهم الى ان هذه
الآية منسوخة وهو قول ابن عمر
وسلمة بن الاكوع وغيرهما - ذلك
انهم كانوا في ابتداء الاسلام مخيرين
بين ان يصوموا وبين ان يفطروا
ويفتدوا واخبرهم الله لئلا يشق
عليهم لانهم كانوا لم يتعودوا الصوم
ثم نسخ التخيير ونزلت العزيمة بقوله
فمن شهد منكم الشهر فليصمه -
(معالم - ص [illegible])

القول الثاني وهو قول اكثر المفسرين
ان المراد من قوله وعلى الذين
يطيقونه المقيم الصحيح فخيره
الله او بين هذين ثم نسخ
ذلك واوجب الصوم مضيقا
معينا - (تفسیر کبیر ص [illegible] جلد ٢)

جو اس کے بعد ہی نازل ہوئی اور اس آیت
کو منسوخ کیا - اور حضرت ابن عمر سے
روایت ہی کہ انہون نے آیت فدیہ پڑہی
تو فرمایا کہ یہہ منسوخ ہے -

اور تفسیر معالم مین ہی کہ اس آیۃ کے معنی مین علما کا
اختلاف ہی اکثر اسکے قایل ہین کہ یہہ منسوخ ہی
یہی قول ہی ابن عمر و سلمہ بن اکوع وغیرہ کا -
اسکا بیان یہہ ہی کہ وہ لوگ ابتداء اسلام مین
اختیار دئے گئے تھے کہ روزہ رکہین خواہ افطار
کرین اور روزہ کے بدلے فدیہ دین خدا نے انکو اسلئے
اختیار دیا تہا کہ حکم روزہ رکہنے کا انکو ناگوار معلوم
نہو کیونکہ وہ روزہ کے عادی نتھے پہر یہہ اختیار
منسوخ ہوا اور حکم روزہ پختہ طور پر نازل ہوا اس
قول سے جو اسکے بعد ہی فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ
یعنی جو ماہ رمضان مین حاضر ہو وہ روزہ ہی رکہے

اور تفسیر کبیر مین ہی کہ اکثر مفسرین کا یہی قول
ہی کہ علی الذین یطیقونہ سے اچہا بہلا مقیم
آدمی مراد ہے خدا نے پہلے اسکو ان دو امرون
مین اختیار دیا تہا پہر اسکو منسوخ کیا اور یا تعین
روزہ کو واجب کر دیا ایسا ہی تفسیر فتح البیان
بیضاوی جلالین وغیرہ روئے زمین کی

تفاسیر مین قول حضرت عمرؓ و حضرت سلمہؓ و جمہور علماء منقول ہی جسمین صاف ادعاء ہے کہ اس آیت مین ہر کسیکو بلا قید مشقت و تکلیف روزہ نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا تہا جو پیچہے کو بحکم آیت فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ منسوخ ہوا۔ پس جبتک اہل نیچر اور حضرت ابن عمر وغیرہ مین کسی اور دلیل کے شہادت سی یہہ فیصلہ نہولے کہ آیت کی معنے وہی مراد ہین جو اہل نیچر بیان کرتے ہین نہ وہ معنے جو حضرت ابن عمر وغیرہ کہتے ہین اہل نیچر کا استدلال اس سے صحیح نہین ہے۔

اہل نیچر نے جو اپنے تجویزی معنے کی تائید مین قول بعض علماء بحوالہ تفسیر کبیر پیش کیا ہے وہ اس فیصلہ کے لئے دلیل ہونے کی لائق نہین ہے۔ کیونکہ وہ صرف بعض علماء کا قول ہے اور عامہ اہل لغۃ و محاورات عرب کے مخالف ہے۔ اسی تفسیر مین (جسپر اہل نیچر کا اعتماد ہے) کہا ہے کہ وسع مین دو قول ہین ایک کہ وہ عین طاقت ہے دوسرا یہہ کہ وہ طاقت سے (ز مشقت مین) کم ہے اور یہی قول معتزلہ وغیرہ کا ہے۔ ایسا ہی تفسیر فتح البیان مین کہا ہے اور اسمین یہ بہی کہا ہی کہ قول اول اہل لغۃ کی تفسیر ہے۔

وفی الوسع قولان احدھما انہ الطاقۃ والثانی انہ دون الطاقۃ وھو قول المعتزلۃ ومقاتل والضحاک۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۳۷۵ جلد ۲)

وفی فتح البیان الاول انہ الطاقۃ کما فسر بہ اھل اللغۃ

قاموس مین لفظ وسع کے بیان مین کہا ہے کہ یہہ کہنا ہمکو وسعت نہین ہے یہی کہنا ہے کہ ہمکو طاقت نہین ہے اور لفظ طوق کے بیان مین کہا ہی کہ طوق عین وسعت ہے۔ مجمع البحار مین مادہ وسع مین وسع کو بمعنی طاقت قرار دیا ہی اور بذیل مادہ طوق طاقت کو بمعنی وسعت بلا ضرر و مشقت تفسیر کیا ہی۔

وما اسعہ ذلک ای ما اطیقہ والطوق الوسع والطاقۃ (قاموس مختصر)

والوسع والسعۃ الجدۃ والطاقۃ خیار ھم من الاعمال بما یطیقونہ ای یطیقون الدوام علیہ بلا مشقۃ وضرر (مجمع البحار صفحہ ۳۲۶ ج ۳ و صفحہ ۳۴۳ جلد ۳)

اور قرآن و حدیث مین جو محاورہ عرب عربا کا مخزن ہے بہت جگہ وسعت بمعنی طاقت ہے اور طاقت بمعنی وسعت بولنے مین آئے ہین سورہ بقرہ و اعراف و مومنین مین جو آیت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا مین لفظ وسع واقع ہوا ہے اسکی تفسیر مفسرین نے وسعت سے کی ہے اور کہین لفظ طاقت کے ساتھ لفظ وسعت بھی ملا دیا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ الفاظ ایک دوسرے کے معنی مین بولنے جاتے ہین۔

دیکھو بیضاوی صفحہ ۱۳۰ معالم صفحہ ۱۰۵ وغیرہ

ایسا ہی جو سورہ بقر کے اخیر مین لفظ طاقت وارد ہوا ہے اس کی مفسرین نے استطاعت سے تفسیر کی ہے جو وسعت کے معنی مین ہے

دیکھو تفسیر فتح البیان صفحہ ۳۵۵ ج ۱ و تفسیر کبیر صفحہ ۵۷۹ جلد ۲

ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے تم وہ عمل لازم پکڑو جسکی طاقت رکھو اسلئے کہ خدا تعالے ثواب دینے سے نہین رکتا یہانتک کہ تم تھک کر عمل کرو یعنی تھک کر عمل کروگے تو ثواب نہ پاؤگے

عن عایشۃ قالت قال رسول اللہ علیکم بما تطیقون من العمل فان اللہ لا یمل حتی تملوا (بخاری صفحہ ۱۵۱)

اس حدیث مین طاقت سے وسعت مراد ہے نہ طاقت بہ تکلیف و مشقت اسی سے تو اس حدیث مین منع کیا اور صاف فرمایا ہے کہ تھک کر عمل کروگے تو ثواب نہ پاؤگے ایسا ہی اوس حدیث وامرہم من الاعمال بما یطیقون یعنے آنحضرت لوگون کو اون اعمال کا حکم دیتے جنکی وہ طاقت رکھتے) مین طاقت سے وسعت مراد ہے جسکی نقل و تفسیر عبارت مجمع البحار مین گزر چکی ہے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو جو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے) فرمایا۔ ہر مہینے مین تین دن روزہ رکھ انہون نے عرض کیا مین اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہون پھر آپنے دو دن افطار اور ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اوسکے جواب مین بھی انہون نے یہی عرض کیا اسی قسم کے اور سوال

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم صم من الشہر ثلثۃ ایام قلت انی اطیق اکثر من ذلک قال فصم یوما وافطر یومین قلت انی اطیق افضل من ذلک قال فصم یوما وافطر یوما وقال انی اطیق افضل من ذلک فقال النبی صلعم

جواب ہوئے اس حدیث مین بہی طاقت سے | لا افضل من ذلک (بخاری ص۲۶۵)

وسعت مراد ہے اگر اونکی مراد یہ ہوتی کہ مین تکلیف سے روزہ رکہہ سکتا ہون تو آپ اونکو پہلے ہی سوال پر روک دیتے اور وہ دوسری اور تیسری دفعہ عرض نکرنے پاتے چنانچہ ادر لوگ جو آنحضرت کے وقت مین تکلیف سے عبادت کرتے تہے اس سے رد کی گئی۔ (دیکھو قصہ نماز حضرت زینب بخاری مین ص۱۵۴)

یہہ قرآن وحدیث کے محاورات اور اہل لغت کی تصریحات صاف ناطق ہین کہ طاقت بمعنی وسعت وسہولت زبان عرب مین مستعمل ہے۔ پہر اس آیت مین صرف بشہادت قول بعض علما یطیقونہ کے معنی تکلیف ومشقت سے طاقت رکہنے کے کیونکر متعین ہوسکتے ہین۔

اور جو اہل نیچر نے اپنی تجویزی معنی کی تائید مین قرأت شاذہ یطوقونہ وغیرہ سے استشہاد کیا ہے وہ بہی انکی تائید سے قاصر ہے کیونکہ یطوقونہ وغیرہ شاذ قرائتین بہی یطیقونہ (قرأت مشہورہ) کیطرح دو معنی کا احتمال رکہتی ہین ایک وہ معنی جو اہل نیچر نے (اکتہ بونت کرکے) اختیار کئے ہین دوسرے یہ معنی کہ جو لوگ روزہ کا حکم دئے گئے ہین اور حکم روزہ بطور قلادہ اونکے گلے مین ڈالا گیا ہے۔ اس تقدیر پر لفظ یطوقونہ طوق بمعنی قلادہ سے مشتق ہوتا ہے چنانچہ تفسیر† بیضاوی اور اوسکے حواشی مین تفصیل بیان کیا ہے۔ پس جبتک یہہ لوگ قرأت شاذہ کی معنی کا بہی فیصلہ نکرلین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ جو معنی ان قرأتون کے انہون نے اختیار کئے ہین وہی معنی متعین و مراد ہین تب تک ان قرأت سے اونکا استشہاد کب جائز ہے۔

حاصل وجہ آیہ متمسکہ اہل نیچر (مشہور قرأت یطیقونہ لین خواہ شاذہ قرأت یطوقونہ وغیرہ اختیار کرین) اپنے لفظی معنی کی رو سے دو احتمال کی محتمل ہے اسلئے بحکم اصل دوم اس سے انکار استدلال ناتمام

† وقولہ یطوقونہ ای یکلفونہ او یقلدونہ من الطوق بمعنی الطاقۃ او القلادۃ ۔ ۔ وعلی ہذہ القرأت یحتمل معنی ثانیا وہو الرخصۃ لمن یتعبہ الصوم ۔ ویجہدہ وہما الشیخ الفانی والعاجز فی الافطاب والفدیۃ (بیضاوی) وفی حاشیۃ للعصام قولہ ویقلدونہ ای یجعل الصوم کالقلادۃ فی اعناقہم ویقال لہم صوموا فانہ لافادۃ الوجوب لازم لہم کالقلادۃ ۔

(۲) اگر ہم فرض کر لین اور یہہ مان لین کہ اس آیتہ مین ایک ہی معنی (تجویز ی اہل نیچر تکلیف سے کام کرنیکے) مراد ہین تو پہر بہی یہ آیتہ مجمل اور کئی وجوہ کی محتمل ہے کیونکہ تکلف جو اس آیتہ کی لفظ یطیقونہ کے معنی مین اخذ کی گئی ہے وہ محدود و متعین نہین کہ وہ کس درجہ تک مراد ہے آیا ایسی تکلیف جو شیخ فانی (نہایت بڈہے آدمی) یا نا امید مریض کو ہوا کرتی ہے کہ سخت ضعف و غشی ہو جاوے اور دم نکلنے لگے یا مرض بڑہ جاوے یا ایسی تکلیف جو اکثر نوجوان نازپروردہ لوگون کو ہوتی ہے کہ کسیقدر خلاف عادت پیاس لگ جائے یا جبین نازنین پر پسینہ آئے یا ان دونو درجوں کے مابین کسی اور درجہ کی (جو بیشمار نکل سکتے ہین) تکلیف مراد ہے لہذا احتمال ہے کہ اس آیتہ مین درجہ اول کی تکلیف مراد ہو چنانچہ حضرت ابن عباس رض و حضرت انس رض و سعید بن جبیر وغیرہ اکابر نے کہا ہے و بناء علیہ آیہ کو محکم غیر منسوخ بتایا ہے چنانچہ تفسیر معالم و کبیر و فتح البیان وغیرہ مین موجود ہے اور اصل عبارات† معالم و فتح البیان حاشیہ مین نقل کر دی گئی ہین اور احتمال ہے کہ درجہ اخیر کی تکلیف مراد ہو چنانچہ اہل نیچر کا عمل و اعتقاد اسپر گواہی دیتا ہے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ ان دو درجہ کے مابین کسی اور درجہ کی تکلیف مراد ہو۔ پس جبتک اس تکلیف کی کوئی حد مقرر نکیجاوے اور اہل نیچر اور حضرت ابن عباس رض وغیرہ مین کسی دوسری دلیل سے تصفیہ و فیصلہ نہو لے کہ اس سے مراد اس درجہ کی تکلیف ہے جو اہل نیچر سمجھتے ہین نہ اوس درجہ کی تکلیف جو حضرت ابن عباس رض وغیرہ محدود و مقرر کر گئے ہین

---

† وقرء ابن عباس وعلی الذین یطوقونہ بضم الیاء وفتح الطاء وتخفیفہا وفتح الواو وتشدیدہا ای یکلفون الصوم تاویلہ علی الشیخ الکبیر والمراۃ الکبیرۃ لا یستطیعان الصوم والمریض الذی لا یرجی زوال مرضہ فہم یکلفون ولا یطیقونہ فلہم ان یفطروا ویطعموا مکان کل یوم مسکینا وہو قول سعید بن جبیر وجعل الآیۃ محکمۃ وروی عن بعض اہل العلم انہا لم تنسخ وانہا رخصۃ للشیوخ والعجائز — (معالم ملخص)

وروی ان انس بن مالک ضعف عن الصوم عاما قبل موتہ فصنع جفنۃ من ثرید ودعا ستین مسکینا فاطعمہم — وعن ابن عباس رض بسند صحیح انہ قال لام ولد لہ حامل او مرضع انت بمنزلۃ الذین یطیقون الصوم علیک الطعام لا قضاء علیک — وعن ابن عمر رض ان احدی بناتہ ارسلت تسالہ عن صوم رمضان وہی حامل قال تفطر وتطعم کل یوم مسکینا وقد روی ہذا عن جماعۃ من التابعین (فتح البیان ملخص ج ۱)

تب تک اہل نیچر کا استدلال اس آیہ مجمل ومحتمل سے جائز نہین ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مقرری حد پر توتعامل وتوارث امت دلیل ہوسکتا ہے جس سے اس آیہ کا اجمال وتعدد احتمال رفع ہوسکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس تکلیف سے وہی تکلیف مراد ہے جو امثال شیخ فانی ومریض ناامید کو ہوا کرتی ہے کیونکہ اگر اس درجہ سے اتر کر کسی اوسط درجہ کی تکلیف یا اخیر درجہ کی تکلیف جو اکثر نوجوان نازپروردہ لوگون کو ہوا کرتی ہے مراد ہوتی تو زمانہ رسالت سے لیکر اس آخری زمانہ (تیرہوین صدی) تک کسیکے خیال مین آتی اور اوسکے موافق امت محمدیہ مین تعمیل جاری رہتی۔ زمانہ رحلت حضرت رسالت سے آجتک کسی فرقہ اسلامی کے کسی نوجوان تندرست کے لئے ادنی تکلف کے سبب سے روزہ کی معافی ہوجاتی۔

اور اہل نیچر کی خیالی حد نا محدود پر اسوقت تک کوئی دلیل قائم نہین ہوئی جب یہ کوئی ایسی دلیل جو قوت ودلالت مین دلیل تحدید حضرت ابن عباسؓ سے بڑھکر ہو اپنی خیالی تحدید پر قائم کرینگے اسوقت اس آیہ سے استدلال کرنیکے مستحق ومجاز ہونگے بالفعل تو اس آیہ سے انکا استدلال محض خیال وسودائے محال ہے۔

(۳) ہمنے یہ بہی مانا اور فرض کیا کہ تکلیف کی وہی حد نامحدود ہے جو اہل نیچر نے سمجھی ہے اور معنی وحقیقت لفظ یطیقونہ مین اجمال وتعدد احتمال نہین ہے مگر پہر بہی اس آیہ سے اجمال وتعدد احتمال رفع نہین ہوسکتا یہ اجمال وتعدد احتمال لفظ ومعنی یطیقون مین نہ سہی اسکی مفعول ضمیر منصوب مین موجود وقائم ہے جسکے سبب یہ آیہ باوجود تسلیم تعیین معنی یطیقون تجویزی

اختلف السلف فی قولہ تعالی وعلی الذین یطیقونہ علی قولین احدھما انہ کان رخصۃ فی اول الاسلام من شاء صام ومن شاء افطر وتصدق ثم نسخ وثانیھما ان المعنی وعلی الذین لا یطیقونہ او علی الذین یطیقونہ فی حال قوتھم ثم عجزوا

اسمین ایک احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر مفعول فدیہ کی طرف پہرتی ہو اور آیۃ کے معنی یہ ہون کہ جسکو فدیہ دینی کی طاقت ہو انپر عید کے دن صدقہ

[illegible]

عن الصوم ولزم وهو الشيخ الفاني فهذا هي وجه ثالث هو ان المعنى يجب طعام مسكين على الذين يطيقونه يوم الفطر فالضمير قبل الذكر لانه مقدم رتبة كما في دار زيد وضرب غلامه عمرو وذكر الضمير ميلا الى المعنى لان الفدية انما هي الطعام كما قال الله تعالى وان لكم في الانعام لعبرة نسقيكم مما في بطونه مصنف)

+ وجوب الفطر مذهب جميع اهل العلم واستنبطت من كلام القاسم و سعيد بن جبير على ما سياتي وجها رابعا وهو ان المعنى وعلى الذين يطيقون القضاء في ايام اخر ولم يقضوا فدية طعام مسكين والايام الاخر المراد بها ما بعد رمضان الفائت الى رمضان اخر لانه ان اريد بها بعد القضاء مطلقا لم يثبت ذالك الا بعد موته وبعد الموت لا يكون

دینا واجب ہے۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ فدیہ مونث ہے اور یہ ضمیر مذکر ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ فدیہ حقیقت اور اصل میں طعام ہے اور وہ مذکر ہے نہ مونث پس یہ تذکیر ضمیر بلحاظ معنی ہے نہ بلحاظ لفظ جیسے آیہ وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ میں ضمیر بطونہ کو جو سورہ نحل میں تذکیر وارد ہے سورہ مومنین میں بلحاظ معنی مونث کر دیا ہے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس ضمیر سے پہلے یہاں فدیہ کا ذکر نہیں ہے اور قبل ذکر مرجع ضمیر کا لانا منع ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ گو فدیہ لفظاً ضمیر سے پہلے مقدم و مذکور نہیں ہے مگر رتبۃً مقدم و مذکور ہے جیسے ضرب غلامہ عمرو میں عمرو رتبۃً مقدم و مذکور ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر قضا کیطرف

---

+ هو ما روى مالك (في باب اذا لم يقض حتى دخل رمضان الطعم وقضى من موطا) عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه انه كان يقول من كان عليه قضاء رمضان فلم يقضه وهو قوي على صيامه حتى جاءه رمضان فانه يطعم كل يوم مسكينا مدا من حنطة وعليه مع ذالك القضاء قال مالك انه بلغه عن سعيد بن جبير مثله

‡ وانما ذكر الضمير ووحده ههنا (اى في النحل) للفظ وانث في سورة المؤمنين للمعنى فان الانعام اسم جمع ولذلك عده سيبويه في المفردات المبنية على افعال (بيضاوي صفحہ ۲۲۶ جلد ا)

لمحالة لوجوب شئ فلا يكون
للآية معنى واستنبطت من حديث
من مات وعليه صيام فليطعم
عنه مكان كل يوم مسكينا وجها
خامسا وهو ان المعنى وعلى الذين
يطيقون القضاء ولا يقضون حتى
يموتوا اطعام مسكين بكل صوم
مد ومعنى على الذين انه يجب على
الولي ان يخرج من تركة الميت
بسبب شغل ذمة الميت بالصوم
وهذه وجوه صحيحة۔
وقد ذهب الى مدلول كل واحد
منها السلف۔ والظاهر انهم
اخذوا من محتملات الآية
(مسوى)

راجع ہے جسکا آیہ فعدة من ایام اخر مین
حکم ہے اور اس آیہ کے معنی یہ ہین کہ جو لوگ
دوسرے دنونمین مرض وسفر کے روزے
قضا کر سکتے ہین پہر وہ رمضان آیندہ تک قضا
نکرین تو اونپر قضا کے ساتہہ فدیہ بہی واجب ہے
تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر اسی قضا کیطرف
راجع ہو اور معنی آیہ کیے یہہ ہوان کہ جو لوگ قضا
روزہ سفر و مرض کی طاقت رکہتے ہون
پہر وہ قضا نکرین اور فوت ہوجاوین تو اونکے
مال سے ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کا
کہانا نکالنا واجب ہے۔ یہہ احتمالات
ثلثہ احتمال مفید مطلب اہل نیچر (صوم کیطرف
ضمیر راجع ہونے) کے مقابلہ مین قائم ہین
اور یہہ آیہ ان سارے احتمالات کی محتمل ہے
اور ہر ایک احتمال کا کوئی نہ کوئی سلف کر

قایل ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے احتمالات ثلثہ کو مع دو احتمال اول معنے
یطیقون کے شروح موطا مسوی و مصفی مین تفصیل بیان کیا ہے پس جبتک اہل نیچر
ان احتمالات ثلثہ کو نہ اوٹہالین اور کسی دوسری دلیل سے ثابت نکردین کہ اس ضمیر مفعول
کا صوم کیطرف راجع ہونا متعین و متحتم ہے تب تک اونکا استدلال اس آیہ کثیرة الاحتمال
سے کب جائز ہے۔

خلاصہ جواب دلیل نقلی اہل نیچر کا یہہ ہے کہ اس آیہ مین معنی تجویزی اہل نیچر کے

مخالف پانچ احتمال ہین دو احتمال معنی وحقیقت لفظ یطیقون مین اور تین احتمال اسکے مفعول ضمیر منصوب مین۔ پس جبتک اہل نیچران پانچون احتمالات کو نہ اوٹہالین اور اپنے خیالی معنی کا متعین و مراد ہونا اس آیہ کے سوا اور دلائل سے ثابت نکردین انکا استدلال اس آیہ کثیرۃ الاحتمال و پراز ابہام واجمال سے بحکم اصل دوم جائز نہین ہے۔

اور اونکی **دلیل عقلی** سراسر مغالطہ و دہوکہ پر مبنی ہے۔ خدا تعالے نے جو مختلف دیار و امصار و مواسم کے تندرست و مقیم لوگون کو علی الاطلاق روزہ رکہنے کا قرآن مین حکم دیا تہے اور اوسکے برخلاف روزہ نہ رکہنے اور فدیہ دیدینے کا صریح و صاف طور پر اختیار نہین دیا اسمین نیچر انسانی کا کچہہ خلاف نہین کیا اور نہ لحاظ ایام و مواسم کو فرو گزاشت کیا ہے بلکہ اس حکم مین مختلف طبایع مکلفین مختلف ازمنہ و امکنہ کا لحاظ کرلیا ہے جسکا اظہار و بیان ان دو آیتون مین کردیا ہے ایک یہہ آیہ جسمین عموماً اعمال مکلفین کا استطاعت پر موقوف ہونا بتایا اور صاف فرمایا ہے کہ خدا تعالے کسی فرد بشر کو (بڈہا ہو خواہ جوان عرب کے ریگستان کا ہو خواہ شملہ و کابل یا کسی اور کوہستان کا عرض ستین مین خواہ بعرض محال عرض تسعین مین کسی

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا سورۃ بقر رکوع ۴۰

عمل و حکم کے بجالانیکی تکلیف نہین دیتا مگر اسقدر کہ وہ طاقت رکہے جسمین عام طور پر فرما دیا ہے کہ اگر کسی جوان ناتوان کو کسی خاص زمان و مکان مین روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو اسپر اسی زمان و مکان مین روزہ رکہنا واجب نہین۔ پر اسمین یہہ بیان نہ تہا کہ طاقت نہونیکی کیا حد ہے اور روزہ نہ رکہنے کے بدلے کیا کرے ان باتون کو دوسری آیتین کہولکر بتا دیا اور یہہ فرما دیا کہ طاقت نہونیکی حد یہہ ہی کہ مریض ہوجاوے اور روزہ کے بدلہ مین صحت و اعتدال کی زمان و مکان مین روزہ رکہہ لے۔ وہ **دوسری** آیہ یہہ ہے کہ جو تم مین سے مریض یا مسافر ہو تو وہ فوت شدہ روزونکے بدلے دوسری دنوںمین

فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یرید اللہ بکم الیسر

روزے رکہہ لے۔ خدا تعالے تمہارے حق مین آسانی چاہتا ہے تنگی نہین

لایرید بکم العسر۔ بقیہ ۱۴۔ چاہتا جسمین خاص طور پر روزہ کا حکم فرمایا ہے
کہ جو شخص جوان ہو یا بڈھا گرم ملک مین ہو یا سرد مین عرض ستین مین ہو خواہ بفرض محال عرض
تسعین مین روزہ رکہنے مین کسی مرض مین مبتلا نہو وہ اس حکم معافی روزہ مین مشمول
نہین ہو سکتا اور جو روزہ رکہنے سے مریض ہو جاوے وہ روزہ رکہنے سے معافی سمجہے
پہر اوسکے بدلے دوسرے وقت و مکان مین جب روزہ کی طاقت پاوے روزہ رکہہ لے۔
اور جو کوئی وقت و مکان صحت و توانائی کا نپاوے ہمیشہ عرض تسعین یا اٹہتین پہاڑون مین اسپر
رمضان آوے وہ بحکم آیہ اولی اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے حکم صیام سے مرفوع القلم سمجہے
اب اہل نیچر غور کرین اور انصاف سے کہین کہ اس تشریح کے ہوتے روزہ کو علی الاطلاق
واجب کرنے اور اچہے بہلے مقیم نوجوان و توانا آدمی کو روزہ نرکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے
کا اختیار نہ دینے مین نیچر انسانی کا خلاف کہان لازم آتا ہے۔ جو لوگ آپ لوگون کی
زعم مین عرض تسعین مین رہتے ہین یا نہایت نازک مزاج ہو کر کلکتہ کی گرمی مین آباد ہین اگر
وہ روزہ رکہنے سے کسی مرض مین مبتلا نہین ہوتے تو اونکو روزہ رکہنے مین کیا عذر ہے
اور اگر وہ لوگ روزہ کی سختی سے کسی مرض مین مبتلا ہو جاتے یا ہو جانیکا اندیشہ رکہتے ہین
انپر خدا تعالے روزہ رکہنے کو کب واجب فرماتا ہے پس اس حکم صیام مین مخالف نیچر تجویز
کرنا و بنا، علیہ اچہے بہلے جوانون کے لئے حکم فدیہ تراش و بنا کب مناسب ہے۔
یہ ہمنے ان لوگون کی کل تقریر مغالطہ آمیز کو تسلیم کرکے اسکا جواب دیا ہے۔ اور اگر ہم اس تقریر کے
بعض اجزا کو تسلیم نہ کرین تو بہی گنجائیش ہے مثلاً انکا عرض تسعین مین وجود مکلفین روزہ دارون کو
تجویز کرنا۔ یہ لایق تسلیم نہین عرض تسعین مین نہایت درجہ حر و قر کے سبب زیست انسان بلکہ
کسی حیوان کی عادۃً کب ممکن ہے۔ پہر وہان فرض مسئلہ روزہ کیا معنی رکہتا ہے۔
اسمین کسیکو کچہہ عذر ہو تو بتا دے کہ عرض تسعین مین کونسی آبادی ہے اور کون سے جغرافیہ دان
اوسکے قائل ہین۔

عرض ستین شمالی مین بیشک آبادی ہے بلکہ عرض ست وستین مین عہد بطلیموس سے آبادی چلی آتی ہے۔ ایسا ہی عرض ثمان وستین مین جہان روس کا ایک قلعہ ہے جسکا قولہ نام ہے اور وہان سال مین باسٹھہ روز آفتاب کا غروب اور اُنتالیس روز طلوع نہین ہوتا اور بعض اوقات عساکر اسلام کا بھی اسمین گزر ہوا ہے کما ذکرہ الفاضل ھارون فی ناظورة الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق مگر ان لوگونکے حقمین روزہ کا حکم موافق طبیعت انسانیکے قرآن نے بیان کردیا جوا وپر مذکور ہوا

اہل نیچر نے ان لوگون کے حقمین روزہ کی دشواری دیکھکر سبھی لوگونکے لئے روزہ کے بدلے فدیہ تجویز کردیا مگر تعجب ہے کہ نماز کے لئے ابتک کوئی فدیہ یا کفارہ تجویز نہین کیا۔ روزہ تو سال مین ایک مہینہ ہوتا ہے نماز ہر روز پانچ دفعہ مناسب تہا کہ ساکنین عرض تسعین کے خیال سے حکم نماز مین بہی ترمیم کرتے اور اونکے طفیل سے کلکتہ وغیرہ گرم شہرونکے رہنے والون کے لئے نمازون (خصوصاً نماز ظہر) کے بدلے کوئی آنہ پائی فدیہ کفارہ تجویز کردیتے تو اونکی اتباع جو قدیمی عادت کے سبب ہنوز نماز کے پابند ہین اس مصیبت سے رہائی پاتے جیسی مصیبت روزہ سے خلاصی پائے ہین اورشبا روز اس مسئلہ کے موجد کے لئے دعائین کرتے ہین شاید آیندہ اسی تجویز مین ہون اللھم احفظنا منہ۔

**حاصل کلام** وخلاصہ مرام یہ کہ حکم فرضیت صیام علی الاطلاق دلائل قطعیہ (کتاب و سنت وتعامل امت) سے ثابت ہے اور اچھے بہلے آدمی کے لئے روزہ نرکہنے اور اوسکے بدلے فدیہ دینے کی اجازت ایک آیہ مشتبہ ومجمل واحتمالات کثیرہ کی متحمل سے نکالی جاتی ہے اور اوسکی تائید مین اپنے وہمی خیالات کو پیش کیا جاتا ہے۔ مومن متبع شریعت کو چاہیے کہ قطعیات و ضروریات دین کو اشتباہی امور سے نہ چہوڑے اور اہل نیچر کے وہمی مغالطات سے بچتا رہے اور اپنے قدیمی متوارث اسلام وشعائر پر ثابت قدم رہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب العالمین

+ علمای اسلام نے ان لوگونکے حقمین اور بہی سہلین تعمیل حکم نماز و روزہ کے نصوص سے مستنبط کی ہین جنکی تفصیل کتب فقہ مین موجود ہے یہہ رسالہ ان تفاصیل کے بیان کا متحمل نہین ہے۔ ۱۲

# پنجاب یونی ورسٹی
# اور اوسکی تعلیم و امتحانات کے دینی و دنیاوی فوائد
# لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک و مذہب

[اس مضمون مین سوا امور متعلقہ نقل کے کسی مضمون سابق کے (جو لوگون کے اسباب مین لکھے ہین) نقل و اعادہ نہین ہے اسلئے اسکا ملاحظہ ہر ایک کے لئے موجب حظ و فایدہ جدید ہوگا ضرور ملاحظہ ہو]

پنجاب یونی ورسٹی کی تعلیم و امتحان کے فوائد پر ایک مدت سے بذریعہ اخبارات و تحریرات و لکچرز و تقریرات بحث ہو رہی ہے۔ اسباب مین جو کچھ کسیکے فکر مین آتا ہے وہ بذریعہ تحریر و تقریر ظاہر کرتا ہے اور اس اظہار مین بر طبق ع۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ اپنی ہمت و جرأت کی وقعت دکھاتا ہے۔

اسی سلسلہ و سیاق مین ہم بھی اپنے پلنگ فکر کو دوڑاتے ہین اور جو اس شکارگاہ آرائی سے اسکے شکار مین آوے ہدیہ ناظرین قدرشناس کرتے ہین۔

اسپر ہمکو دو امر باعث ہوئے ہین۔ ایک یہہ کہ سررشتہ پنجاب یونی ورسٹی کالج سے ہمارے نام بشمول عام اڈیٹران اخبارات رپورٹ سالانہ ۱۸۸۰ء پہنچی ہے جسپر ریویو لکھنا بحیثیت اڈیٹری ہمارا فرض ہے دوسرا یہہ کہ جلسہ تقسیم انعام منعقدہ ۲۶۔ اپریل ۱۸۸۱ء مین ہمکو شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ اور اس جلسہ عالیشان مین ہمنے اسلامی علوم عربیہ کا ایسا اعزاز و اکرام مشاہدہ کیا جسکی نظر سے وہ دربار لفٹننٹ گورنری گویا ایک خلیفہ عباسی کا دربار دکھائی دیتا تہا اسلئے ہمارے دل نے بے اختیار ہوکر اس ذکر خیر سے اظہار حق و بانیان و حامیان اس بیت العلوم کا شکر نعمت ادا کرنا چاہا اور اپنے ہادی اور رہبر پیغمبر اسلام (علیہ الوف التحیات والسلام) کے ارشاد واجب الانقیاد من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنے جو محسن لوگون کا شکرگذار نہوگا وہ خدا ہی تعالی کا بھی شکر نکریگا کے امتثال کا ارادہ کیا۔

اس بیت العلوم کی کاروائی (تعلیمات و امتحانات) جو آجکل ہو رہی ہے اور جو آئندہ کو

تجویز ہوئی ہے اس ملک ہند کے ساکنان ہنود و مسلمانان کے دین و دنیاوی سود و بہبود پر مشتمل ہے
چونکہ ہمارے رسالہ کا اصل اصول دینی امور سے بحث ہے اسلئے ہم اسکے دینی فائدہ
کے بیان کو مقدم کرتے ہین۔

**دینی فائدہ** اس بیت العلوم سے یہہ ہے کہ اسمین اولاً علوم عربیہ ادبیہ کی تعلیم ہو رہی ہے
جو اہل اسلام کے دینی علوم (خصوصاً قرآن و حدیث) کے لئے عمدہ وسیلہ اور موقوف علیہ
ہے۔ دینی علوم (قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ) کوئی شخص اصل کی زبان مین حاصل نہین کرسکتا
جب تک کہ اسکے وسائل و مبادی علم صرف و نحو و معانی و بیان و ادب وغیرہ کو (جو اس بیت العلوم
مین پڑہائے جاتے ہین) حاصل نہین کرلیتا۔

اور ثانیاً اسمین بعضے ایسے علوم (فقہ و فرائض) کی تعلیم ہوتی ہے جو علوم مقاصد دینیہ سے
ہین۔ علی الخصوص ان کتب فقہ کی تعلیم جنکے پڑہنے سے عہدہ قضاء (جو دینی مناصب سے
ایک عالی منصب ہے) ملنا متوقع ہے پس اس بیت العلوم کو بنظر تعلیم اون علوم مبادی و
مقاصد دین کے عموماً مدارس اسلامیہ زمانہ سابق و حال کے نظیر کہا جا سکتا ہے۔ اور بنظر
اعزاز علم و اکرام و انعام طلباء کے اُن مدارس خلفاء عباسیہ وغیرہم کے (جو مصر و بغداد و دمشق
و اسپین مین ہوگذرے ہین) نظیر کہنا بیجا نہین ہے۔ جسوقت دربار تقسیم انعام مین
نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو اپنے ہاتھ سے علماء و فضلاء اسلام کو تمغے اور سندین اور انعام دیتے
ہوئے ہم دیکہتے۔ اسوقت ہمکو خلیفہ مامون وغیرہ کا زمانہ اعزاز علم و علماء یاد آتا اور اسلام
کا وہ کر و فر ہمارے دل مین جوش مارتا۔

ایسا ہی فائدہ تعلیم مذہبی اس بیت العلوم سے ہنود کے لئے حاصل ہے جسکی تفصیل اس
رسالہ کفیل امور مذہب اسلام مین اجنبی ہے۔

**دنیوی فائدہ** اس بیت العلوم سے مختلف اقوام و اشخاص دیار ہند کو یہہ ہے کہ اوسنے
مختلف اقسام علوم معاش مختلف زبانون مین مختلف طبایع و خیالات و لیاقت کے لوگون کے

مناسب حال کی تعلیم واشاعت کی بنا قایم کردی ہے۔

**مشرقی زبانون** (عربی فارسی اردو پنجابی سنسکرت وغیرہ) مین **علوم وفنون کی** تو **تعلیم** ہی کا بوجھہ اپنے ذمہ لے لیا ہے اور اپنے ماتحت اورینٹل کالج مقرر کردیا ہے جسمین علوم دنیا وی کارآمدنی معاش **بہ تفصیل ذیل** پڑہائے تے ہین۔

(۱) علوم ریاضی طبعی۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ وغیرہ جو اسوقت دنیاوی کمال کے اصل اصول سمجھے جاتے ہین اور سرکاری مدارس ان ہی علوم کی اشاعت کے لئے مقرر ہین۔

(۲) علم زباندانی وانشاپردازی عربی وفارسی واردو وسنسکرت وغیرہ جس سے سرکاری اور دیسی ملازمت مدرسی وغیرہ تعلقات معیشت حاصل ہو سکتے ہین۔

(۳) علم کارگذاری سرکاری متعلق صیغہائی مال و دیوانی و فوجداری۔ جس سے فارسی اہنفر زمین سرکاری نوکری کے لئے لیاقت وسند حاصل ہوتی ہے۔

(۴) علم حساب مڈل کورس۔ جس سے مولوی ومنشی کا امتحان دیکر مڈل کے امتحان سے برات حاصل ہوسکتی ہے جو کئی معزز عہدونکے حصول کے لئے شرط وسد سکندری ہے۔

(۵) علم طب یونانی وڈاکٹری اور ویدک جنسے حسب دلخواہ معاش کا پیدا ہونا ممکن ہے خواہ کوئی سرکاری ملازمت کرے خواہ اپنے مکان مین مطب یا ہاسپٹل یا ڈسپنسری کہول بیٹہے۔

(۶) علم انجنیری متعلق عمارات نقشہ نویسی وپیمائش وغیرہ جس سے عام طور پر تو ہر جگہہ نوکری مل سکتی ہے اور خاص طور پر رُوڑکی کالج کی مانند استحقاق حصول ملازمت سرکاری عنقریب متوقع ہے۔

(۷) علم قضا، و پرادہی٭ واک جنسے مفاد دینی سے علاوہ فائدہ معیشت حصول ملازمت ہی منتج ہے

(۸) علم قانون عدالت جس سے مختارکاری ووکالت وپلیڈری مل رہی ہے۔ اور اس ہم کی تعلیم مین مشرقی زبانون کے ساتھہ انگریزی زبان مین شامل ہے۔

اور مغربی زبان (انگریزی) مین آرٹس یعنے علوم وفنون مین امتحان لینے کا ذمہ

٭ پرادہی ۔۔۔ ایک درجہ امتحان کا نام ہے جیسے مسلمانون کے لئے قضا ہے۔

لیا ہے چنانچہ ہر ایک یونیورسٹی کا یہی منصب و فرض ہے اور اس سے زیادہ کسی یونیورسٹی سے ان علوم کو مدد نہین پہونچتی۔

## درجات و مراتب آرٹس جسمین یہہ یونیورسٹی امتحان لیتی ہے

(۱) آنرز ان آرٹس۔ یعنے اعلی درجہ علوم و فنون کا جسکو اور یونیورسٹیون مین ایم اے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) ہائی پرفیشنسی ان آرٹس۔ یعنے درجہ اوسط علوم و فنون جسکو بی اے کہا جاتا ہے۔

(۳) پروفیشنسی ان آرٹس۔ یعنے درجہ ابتدائی علوم و فنون جسکو فرسٹ آرٹس کہا جاتا ہے

(۴) انٹرنس یعنے امتحان داخلہ جو اور یونیورسٹیو مین بہی اسی نام سے مشہور ہے۔

یہہ وہ مراتب امتحان معمولہ پنجاب یونیورسٹی ہین کہ کلکتہ یونی ورسٹی (جو اسوقت ممتاز اعلی اور مستند اور ترقی خواہ ملک سمجہی جاتی ہے) مین بہی اس سے زیادہ مراتب امتحان عام مقرر نہین ہین۔ ان ہی مراتب چہارگانہ مین اوسکی عام کارروائی اشاعت و معاونت علوم و فنون محصور و محدود ہے۔ مگر ان دو فرقون کے ساتہہ جنمین پنجاب یونیورسٹی کی ترجیح ثابت ہوتی ہے ایک یہہ فرق ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی مین انگریزی زبان مین امتحان دینا شرط کیا گیا ہے اور اگر کوئی ایسا شخص (جو اضطراری و ناچاری اسباب سے انگریزی نہین پڑہ سکا اور ان علوم و فنون کو مشرقی زبانون مین ایک حصہ عمر کا خرچ کرکے کامل طور پر حاصل کرچکا ہو اور اس تحصیل و تکمیل سے اپنے ملک مین ان علوم و فنون کو رواج دینا اسکو مدنظر ہو) کلکتہ یونیورسٹی مین امتحان دینا چاہے تو اوسکو رد کیا جاتا ہے اور اوسکے حق محنت مشقت و قصد اشاعت عام کو خیال نہین کیا جاتا اور پنجاب یونیورسٹی مین جو کوئی آوے اور جس زبان مین (انگریزی ہو خواہ فارسی ہو خواہ ہندی) امتحان دینا چاہے اوسکو قبول کرلیا جاتا ہے۔ اور ان علوم و فنون کو ہر زبان اور ہر ایک ملک مین عشرہ عام کرنا پسند کیا گیا ہے۔

+ اور جو امتحان آنرز سے اوپر مدارج پریم چند رائے چند کے نام سے ہوتا ہے وہ عام لوگون کیلئے نہین ہے مع ذالک اوسکے مقابل مین ایک امتحان آنرز کے اوپر اس یونیورسٹی مین بہی تجویز ہونیوالا ہے۔

اور اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے کہ اس امر فارق مین پنجاب یونیورسٹی کو ہی ترجیح
ہے - اسکی تائید شہادت مین بعض فقرات سپیچ نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب جو دربار تقسیم انعامہا
مین انہون نے دی تہی نقل کرنا کافی سمجہتا ہون آپ فرماتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ اسمین
شک نہین ہوسکتا کہ جس آدمی نے دیسی زبان کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے وہ زیادہ لایق
ہے کہ اپنے ہم صحبتون کو تعلیم دے سکے بہ نسبت اوس آدمی کے جسنے انگریزی کے ذریعہ سے
تعلیم پائی ہے - باوجود اس بات کے کہ وہ اردو دان اتنا لایق و فایق نہین جتنا کہ انگریزی
خوان فی نفسہ انگریزی دانی مین زیادہ علم رکہتا ہے مگر اسکا علم اسکے اپنے ہی دل مین محدود ہے
یا اگر دوسرونکو کچہہ فائدہ پہونچا سکتا ہے تو صرف اونکو جو اُسکی طرح انگریزی سمجہہ سکتے ہین -
برعکس اسکے اردو دان اپنے ہم جنسون کو بخوبی تعلیم دے سکتا ہے - اور غالباً اس کے
خیالات زیادہ صاف اور زیادہ نفیس ہوتے ہین بہ نسبت اُس شخص کے جسنے اجنبی زبان کے
ذریعہ سے سیکہا ہو اس امر کا ثبوت تاریخ انشا پردازی اور خیالات مروجہ یورپ سے ہوسکتا ہے"
ان فقرات کی متابعت مین بغرض تشریح و توضیح آنریبل سید احمد خان بہادر سی ایس آئی
کا سابق قول جو انہون نے عرضی انڈین ایسوسی ایشن ممالک مغربی و شمالی
مین کہا ہے پیش کرنا ہی نامناسب و خالی از فائدہ نہین ہے - آپ فرماتے ہین - فرض کرو کہ
کلکتہ یا کسی دیگر انگریزی یونیورسٹی سے کوئی صاحب ایم اے یا ایل ایل ڈی کے خطاب
کی کلاہ رکہکر اپنے گہر واپس آئے - جب یہ احباب اور ارباب سے گفتگو کرینگے تو ممکن نہین
کہ ان لوگون کو اپنی تحصیل کی بابت کچہہ خیال دلا سکین صرف انگریزی اصطلاحی الفاظ اور جملے
اونکے دل ہی مین رہینگے - اور مشق و ربط نہونیکے باعث صاحب موصوف دیسی زبان سے
اسکا مطلب نہ بیان کرسکینگے انکے علم سے احباب اور آشنا اونکو کچہہ فائدہ نہین کیونکہ
یہہ تو انکی لیاقت کو بالکل سمجہہ ہی نہین سکتے - اگر انکو دیسی زبان کے ذریعہ سے حاصل
ہوا ہوتا اور وہ فوراً اپنے تحصیل کردہ علم اور تجربہ کو سمجہا سکتے تو اونکی تعلیم کا دوسرون پر

منعقد زیادہ اثر ہوتا۔ جاہلانہ تنفر کی عوض خیالات ہمسری پیدا ہوتے۔ اعلی درجہ کی تعلیم
ہائی دو بدو شہادت لوگون کے دل کو اونکی تقلید کرنیکے لیئے متحرک کرتے۔ اور زمانہ حال کے
علوم و فنون کا اشتیاق عام لوگون کے دلمین پیدا ہوتا۔ دلائل مسبوق الذکر کو پیش کر کے
گورنمنٹ ہند سے ہماری دلی و عاجزانہ یہہ التجا ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ کی پبلک تعلیم کو
اسطور قرار دیوی کہ جسمین فنون و علوم طبعی اور زبان دانی کی اور شاخین دیسی زبان کی
وساطت سے سکھائی جاوین۔ اور دیسی زبان مین سالانہ امتحان ان ہی مضامین کا منعقد
ہوا کرے کہ جنمین طلبا فی الحال انگریزی زبان کے ذریعہ سے کلکتہ مین امتحان دیتے ہین
اور جس طور سے اب انگریزی طلباء کو علم کی مختلف مضامین مین لیاقت پیدا کرنے سے درجے
عطا کیئے جاتے ہین۔ اسی طور سے جو طلباء ان ہی مضامین کو دیسی زبان مین سیکھکر
امتحان مین کامیاب ہون انہین ہی درجے عطا کیئے جاوین۔ آخری التجا یہہ ہے کہ یا تو کلکتہ
یونیورسٹی کے ساتھ ایک ورنیکولر ڈیپارٹمنٹ لگائی جاوے یا ممالک مغربی و شمالی
کے لیئے ایک علیحدہ ورنیکولر بیت العلوم بنایا جاوے۔

اس قول کو مقلدین سید احمد خانصاحب جو کلکتہ یونیورسٹی کو پنجاب یونیورسٹی پر ترجیح دیتے
ہین انصاف سے پڑہین اور اس خیال بیجا اور حمیت ناروا سے باز آئین۔ جو کچھہ خانصاحب نی
اوس عرضی مین عاجزانہ التجا سے چاہا تہا وہ اس یونیورسٹی مین موجود ہے اور کلکتہ یونیورسٹی
مین مفقود ہے۔ پہر پنجاب یونیورسٹی کو کلکتہ یونیورسٹی پر مشرقی زبانونین ترویج علوم و فنون کی نظر
ترجیح کیون تسلیم نہین کیجاتی۔

اور جو اس وجہ ترجیح پنجاب یونیورسٹی کے مقابلہ مین اوسکی وجہ مضرت بیان کیجاتی ہے اسمین
پیچھے کر بحث و نظر کیجاویگی وہ وجہ مضرت لائق تسلیم ہوئی تو مسلم ہوگی ورنہ رد کیجاوے گی۔
بالفعل اسوجہ ترجیح کو تو ہان لین اور انصاف سے درگذر نکرین۔ دوسرا فرق یہہ ہے کہ
کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان آرٹس آسان و سہل ہے اور پنجاب یونیورسٹی کا امتحان سخت و مشکل

چنانچہ رپورٹ سمانہ ٹکسٹ بک کمیٹی جو اسی امر کی تحقیق کے لئے گورنمنٹ کے حکم سے منعقد
ہوئی تہی اسپرگواہ ہے - اسمین بہی پنجاب یونیورسٹی ہی کی ترجیح پائی جاتی ہے - جسقدر
سوالات امتحان مین تشدد و سختی ہوگی اوسیقدر اون سوالات کے حل کرنیوالے طلبا کو زیادہ
علمیت حاصل کرنی پڑیگی - یہہ فوائد دینی و دنیوی اس بیت العلوم کے ایسے ہین
جنمین کسی اہل عقل وانصاف کو بحث و انکار کی گنجائش نہین ہے - ان فوائد کے مقابلہ
مین بعض لوگ جو اس بیت العلوم کے اسوقت مخالف ہو رہے ہین اس بیت العلوم مین
ایک یہہ ضرر بتاتے ہین کہ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین انگریزی زبان کا جاننا اور
اس زبان مین آرٹس کا امتحان دینا مشروط و لازمی نہین ٹہرایا گیا اور اسمین انگریزی زبان اور
انگریزی علوم کا جو بجز انگریزی کے اور زبانو مین ابتک پائی نہین گئی اس ملک سے اوٹہہ جاتے
اور اس ملک کے باشندون کا ان عہدون اور عالی منصبون سے (جو انگریزی علوم کے
جاننے پر موقوف ہے) محروم رہنے کا اندیشہ ہے جب طلبا بدون تعلیم اون علوم انگریزی
کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانون مین کامیاب ہوکر اسناد اور تمغے پانے لگینگے تو وہ
انگریزی زبان کیون سیکہینگے اور انگریزی زبان مین علوم و فنون کے امتحان کا کس لئے قصد کرینگے
پہر وہ ان عہدون اور عالی منصبون کو کس طرح پاوینگے - اس نظر سے یہہ یونیورسٹی اس
ملک کی ترقی و کمال دنیاوی کی ضرر رسان و حارج ہے نہ مہ امر مفید -

اسکے **جواب** مین جو کچہہ حامیان یونیورسٹی پنجاب ابتک کہہ چکے ہین اور جو اسمین اونکے
مخالفین چون و چرا کر رہے ہین ناظرین اخبارات کو معلوم ہے ہم اوسکا اعادہ نہین کرتے
بلکہ جو **قول فیصل** اسبات مین ہمارے خیال مین آیا ہے اسکو بیان کرتے ہین ناظرین
توجہ سے سنین اور اوسپر انصاف سے داد دین -

مگر وہ ایک تمہید پر موقوف ہے جو قبل تقریر اس قول فیصل کے واجب العرض ہے وہ تمہید
یہہ ہے کہ جو ترقی و لیاقت و استحقاق ملازمت کلکتہ یونیورسٹی یا کیمبرج یونیورسٹی وغیرہ سے

ملک کو حاصل ہے اسمین یہہ غور و تعمق بکار ہے کہ آیا وہ ترقی و لیاقت اون یونیورسٹیون کی
جبر و اکراہ ست ہے یا لوگون کے فعل و اختیار سے او سکے جواب مین ہر ایک عاقل یہی بات
کہے کہنے کی امید ہے کہ یہہ اون یونیورسٹیون کے جبر و اکراہ سے نہین ہے بلکہ وہ لوگونکی
عقل تمیز و قدر شناسی و استطاعت کا نتیجہ ہے -
جبر و اکراہ کی یہہ صورت ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسا قانون مجبر نافذ و معمول یہ
ہوتا جسکی رو سے ملک کے ہونہار لوگون کو پکڑ پکڑ کر یونیورسیٹیون مین اونکا امتحان لیا جاتا اور انکو
باندہ باندہکر ان عالی منصبون پر مامور کیا جاتا - جیسا کہ بعض اولڈ فیشن ریاستون مین قانون
نافذ و معمول ہے - کہ جس گہر مین دس آدمی موجود ہون اوس گہر سے جبراً ایک آدمی فوج مین
بھرتی کرنیکے لئے پکڑ لیا جاتا ہے - سو ظاہر ہے کہ کسی یونیورسٹی کے امتحانون
مین جبر و اکراہ متحقق نہین ہر ایک یونیورسٹی طالب ترقی و کمال کو فعل مختاری و اختیار
سے امتحان دینے کی رغبت اور اوسپر عالی منصب ملنے کی امید دلاتی ہے - پس جس
کو عقل و تمیز اور اون علوم و مناصب کی قدر و طلب ہوتی ہے و مع ذلک اونکے حاصل کرنیکی
جانی و مالی و خیالی طاقت ہوتی ہے وہ ان علوم کو حاصل کرکے اون یونیورسٹیونکے مناصب
سے بہرہ یاب ہوتا ہے - اسمین جبر و اکراہ کا دخل نہین ہے
جب یہہ تمہید ہو چکی تو اب اس **قول فیصل** کی تقریر کیجاتی ہے وہ یہہ ہے کہ مشرقی زبانون
(اُردو فارسی وغیرہ) مین امتحانات آرٹس یونیورسٹی بحصر عقلی دو شق و حال سے خالی نہین -
**کیا** تو وہ امتحان حصول اس لیاقت و استحقاق مدارج کے لئے (جو انگریزی مین امتحان دینے سے متوقع ہین) کافی ہین یا آیندہ کبہی ہونگے اور کیا وہ کافی نہین ہین اور نہ آیندہ ہونگے - پس
**اگر شق اول** صحیح ہے (جیسا کہ حامیان یونیورسٹی کا خیال ہے) تو جہگڑا ہی طے ہے - جب مشرقی
زبانون نے انگریزی کا کام دیدیا تو انگریزی کا لازمی نہ ہونا کس امر کا حارج ہوا ؟ اور اگر شق
ثانی صحیح ہے (جیسا کہ مخالفین پنجاب یونیورسٹی کا ادعا ہے) اور مشرقی زبانون مین امتحان

دیگر آنرزان آرٹس اور ہائی پروفیشنسی وغیرہ خطاب حاصل کرنا زکوۃ خوار ملا یا گشتانین پنجاب سے
سے زیادہ اثر و نتیجہ نہین دیتا تو جن لوگون کو عقل و تمیز و قدر شناسی و استطاعت حاصل ہے اوجہ ہمیشہ
سے اس لیاقت و ترقی کا لوگون کے لئے باعث ہے او تنکو وہ عقل و تمیز خود بخود انگریزی مین آرٹس
کے حاصل کرنے اور اسی پنجاب یونیورسٹی مین انگریزی مین امتحان دینے پر باعث ہو گی -
پنجاب یونیورسٹی نہ انگریزی کو مسدود و موقوف کرنا چاہتی ہے نہ لوگون کی اس عقل و تمیز و
قدر شناسی و استطاعت کو چھیننے لگی ہے - بلکہ انگریزی کی پڑہائی کو وہ پہلے سے زیادہ رونق
بخش† رہی ہے چنانچہ اسکی کارگذاری موجودہ (جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اسپر گواہ ہے اور تمیز و
قدر شناسی لوگونکی انگریزی کی نسبت خود یوماً فیوماً ترقی پر ہے - ایک وہ زمانہ تہا کہ لوگ
سرکاری مدارس مین (جنمین کسی مذہب کے برخلاف تعلیم نہین) وظیفہ اور کئی وجہ سے
مدا ایکبہی داخل ہوتے تھے اب وہ زمانہ ہے کہ ہندو مسلمان مشن سکولون مین (جہان ہندو و مسلمانون

† نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب نے اسی اسپیچ درباب تقسیم انعام مین کہا تہا کہ اجتماع کثیر امیدواران جو زبان انگریزی مین
امتحان دیتے ہین اور درجہ امتحان کے سخت ہو جانے سے واضح ہوتا ہے کہ بجائے تنزل کرنے زبان انگریزی کے
ہمارا طریق اس زبان کی پڑہائی کو از حد ترقی بخشتا ہے مگر پہلو بہ پہلو زبان انگریزی کے ہم ہندوستانی زبانون کی پڑہائی کو
بڑہاتے ہین اور حتی الوسع دیسی انشا پردازی کو رونق بخشتے ہین اور ان طالب علمون کیواسطے جو بباعث
نہ جاننے انگریزی کے اپنی اعلی درجہ کی پڑہائی اس زبان مین نہین کر سکتے دیسی زبان مین کتب
تیار کرتے ہین،، (اڈیٹر لکھتا ہے) یہ دیسی زبان کی تعلیم اس انگریزی زبان کے لئے
کسی وجہ سے مضر نہین ہے چنانچہ مخالفین یونیورسٹی آنریبل سید احمد خان صاحب نے اس بات کو
مان لیا ہوا ہے اور اسی عرضی انڈین ایسوسی ایشن مین کہا ہے "یہ سمجھنا کہ دیسی زبان کی وساطت
سے اعلی درجہ کی تعلیم دینا انگریزی زبان کی ترقی کو مضر ہے محض لا طایل ہے - اس طرح کہ اگر کوئی
کہے کہ سڑک اور نہر ہر دو کی تعمیر ضروریات سے ہی ہوتا ہم ضرر رسانی سے مبرا نہین
یعنی ایک دوسرے کی ترقی کو مانع ہوگی بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ دونون علیحدہ علیحدہ کام ہین ایک کا دوسرے سے
کچھہ تعلق نہین ہے × ایسی ہی دلایل سے ظاہر ہے کہ انگریزی زبان کی تعلیم درست ہے اور دیسی زبان کے
ذریعہ سے عام تربیت درست ہے - ایک کا دوسرے کو ضرر پہنچانا تو درکنار بلکہ ہر دو کی رجوعیت اصلاح اور نیک نیتی
کی طرف ہے - سچ تو یہہ ہے کہ یہہ دو مختلف وسایل ہین جنسے یکسان نتیجہ نکلتے ہین" -

سے برخلاف باپ کے تعلیم ہوتی ہی اور انکو عیسائی طور پر نماز و دعا پڑہائی جاتی ہی فیس دیکر داخل ہوتے ہین اس سے بڑہکر قدردانی انگریزی کا اور کون وقت آئیگا - اور جب اسباب و وسایل ترقی انگریزی یہانتک ہی تو پہر کیون کہا جاتا کہ پنجاب یونیورسٹی مین انگریزیکے لازمی نہونیسے ان علوم کے اِسملک سے اُٹھہ جانے اور باشندگان اس ملک کے اُن علاج سے محروم رہنے کا خوف ہی اور پنجاب یونیورسٹی اس ملک کی ترقی و کمال کی حارج و بدخواہ ہے +

یہ بات ہمنے اپنے ایک معزز دوست کو جو پنجاب یونیورسٹی کے مخالفون سے ہے زبانی کہی تو انہون نے اسکے جواب مین یہ فرمایا کہ بالفعل یہ کا ... نکے امتحانون مین عربی و سنسکرت اختیاری (نہ لازمی) طور پر داخل ... یہہ نتیجہ ہو کہ اکثر سنسکرت نہین پڑہتے اور ہمین اپنے ... حصان نہ جانکر اسکی کر کرتے - انگریزی بھی ایسی اختیاری غیر لازمی ہو جائیگی تو عربی و سنسکرت کیطرح ہوگی اسکے جواب ... اس صورت مین لوگون کا انگریزی کو بے تمیزی ... نہ پنجاب یونیورسٹی کی شرط امتحان ولیست ہمنے ... لازمی ہونا کچھہ بھی نفع نہین کرتا - ... دو کا بچون اور سکولون مین نہ آتے ہی کیون لئے اور اگر آئے ہی تو اسکے پڑہنے اور امتحان دینے مین مشقت کیون اُٹھائینگے - انگریزیکا لازمی ہونا انپر ایسا جبر تو نہین کرتا جس سے انکو خواہ مخواہ علم ولیاقت حاصل ہو - یہہ لازمی ہونا بھی (اُنکی تحصیل و مشقت مین فعل مختاری کے سبب) اختیاری ہونیکے معنی مین ہے اور آخر مدار کار لوگون کی عقل و تمیز و طلب و استطاعت ہی پر ہے - اسکے جواب مین اُنہون نے کہا کہ لڑکون کو عقل و تمیز کہان ہوتی ہے اسکا جواب دیا گیا کہ جس لڑکے مین تمیز نہین ہوتی ہی اسکے ولی (باپ بہائی وغیرہ) مین ہوتی ہی تب ہی سکو تعلیم کیطرف راہ ملتی ہی اور جنکے ماں باپ مین بھی عقل نہین ہوتی انکو گورنمنٹ کب گہر سے پکڑکر مدرسہ مین داخل کر لیتی ہے - ایسے ہی تمیز تو کوئی دیکہا یا سنا نہین گیا جسکو گورنمنٹ نے جبر و اکراہ سے انگریزی مین کامیاب کر دیا ہو

اِس سے علاوہ عربی و سنسکرت و انگریزی مین غایت درجہ کا فرق ہے جسکی نظر انگریزی کی غیر لازمی ہونیکا قیاس عربی و سنسکرت کے غیر لازمی ہونے پر یہ ہی قیاس مع الفرق عربی مسلمانون کے لئے اور سنسکرت ہندؤن کے لئے اگرچہ دین و مذہب مین کار آمدنی ہے مگر دُنیا مین اِس قدر کار آمدنی نہین ہے جسقدر کہ انگریزی کار آمدنی ہے اور چونکہ اکثر لوگ اِسوقت دنیا کے طالب ہین اِسلئے انسے انگریزی کا باوجود غیر لازمی ہونیکے اس قدر پڑہنا متوقع ہے کہ عربی و سنسکرت کا پڑہنا اس سے سو درجہ اُتر کر بھی متوقع نہین ہے - یہی وجہ ہے کہ مڈل کے امتحانون مین عربی و سنسکرت باوجود مذہبی مفاد کے نہین پڑہتے اور بجای اسکے انگریزی پڑہنے کو فرض جانتے ہین -

انکی انگریزی مین یہ سرگرمی اور عربی و سنسکرت مین یہ بے پروا ہی عین دلیل اس امر کی ہے کہ انکو انگریزی اپنے دین وایمان و مذہبی فرایض سے بہی پیاری ہے اور یہ انکا جوش و پیار انگریزی کے لازمی ہونیکی ضرورت کو اُٹہا رہا ہے اور صاف بتا رہا ہے کہ انگریزی انکی رگ و پے مین ایسی ملائی گئی اور دلون مین ایسی پلائی گئی ہے کہ اب وہ انسے جبر انکالنے سے بہی نہین نکلتی - پس اگر بجاے لازمی نہونے انگریزی کے انگریزی زبان [illegible] یونیورسٹی کی امتحان سے بالکل خارج ہی کر دیا جائے اور اسمین امتحان لینے کی صاف ممانعت ہو جائے تب بھی اس مُلک سے انگریزی کے اُٹہ جانیکا خوف نہین ہے جبتک کہ مدارس مین انگریزی کی تعلیم باقی رہے اور کسی نہ کسی جگہہ اسکے امتحان ہوا کرین - اور جس حالت مین پنجاب یونیورسٹی خود انگریزی کی اشاعت مین سرگرم ہے اور جو چاہے اسکا امتحان انگریزی مین لینے کو بڑی خوشی سے مستعد تو پہر کیونکر یہ تسلیم کیا جائے کہ انگریزی کا لازمی نہ ہونا انگریزی کو اس ملک سے اُٹہاتا ہے اور پنجاب یونیورسٹی اس امر کی مجوز ملک کی بدخواہ ہے +

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السنہ